انبیاء کرام صلی اللہ علیہم و اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم سے مدد طلب کرنے
کے جواز پر قرآن و سنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے معمولات پر مشتمل

لاجواب تحقیق

استعانت

تحقیق
محمد ساجد احمد سعیدی

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز
11- داتا گنج بخش روڈ، لاہور

انبیاء کرام صلی اللہ علیہم و اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم سے مدد طلب کرنے
کے جواز پر قرآن و سنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے معمولات پر مشتمل

لاجواب تحقیق

استعانت

تحقیق

محمد ساجد احمد سعیدی

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

۱۱- داتا گنج بخش روڈ۔ لاہور

Marfat.com

تزئین واہتمام

سیّد شجاعت رسول شاہ قادری

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

85043

نام کتاب ـــــــ استعانت

تحقیق ـــــــ محمد ساجد احمد سعیدی

تعداد صفحات ـــــــ 136

اشاعت ـــــــ نومبر 2003ء

تعداد ـــــــ 1100

مطبع ـــــــ اے این اے پرنٹرز لاہور

ناشر ـــــــ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور

قیمت ـــــــ [redacted] روپے

ملنے کا پتہ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ-A فیصل آباد فون: 626046

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	انتساب	۱۱
۲۔	تقریظ	
	(i) ممتاز ماہر تعلیم محمد الیاس قریشی صاحب آزاد کشمیر	۱۳
	(ii) پروفیسر عقیل احمد صاحب لاہور	۱۶
۳	حرف آغاز	۱۷
۴	مقدمہ	۱۹
۵	وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْن کی تفسیر	۲۱
۶	تفسیر ضیاء القرآن	۲۱
۷	تفسیر الحسنات	۲۲
۸	معارف القرآن میں	۲۲
۹	شیخ محمود الحسن اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔	۲۲
۱۰	شیخ رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔	۲۲
۱۱	علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب مدظلہ لکھتے ہیں۔	۲۳
۱۲	حافظ ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں	۲۳
۱۳	اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن کی روشنی میں مسئلہ استعانت پر سوالات اور ان کے جوابات	۲۳
۱۴	پہلا سوال اور اس کا جواب	۲۳
۱۵	دوسرا سوال اور اس کا جواب	۲۳
۱۶	تیسرا سوال اور اس کا جواب	۲۵
۱۷	عقیدہ اہلسنت	۲۵

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۸	چوتھا سوال اور اس کا جواب	۲۵
۱۹	استدلال بطرز جدید	۲۶
۲۰	قاعدہ	۲۶
۲۱	علم مناظرہ	۲۶
۲۲	مناظرانہ طریق سے استدلال	۲۷
۲۳	پانچواں سوال اور اس کا جواب	۲۷
۲۴	چھٹا سوال اور اس کا جواب	۲۷
۲۵	ساتواں سوال اور اس کا جواب	۲۸
۲۶	آٹھواں سوال اور اس کا جواب	۲۸
۲۷	نانواں سوال۔ اور اس کا جواب	۲۹
۲۸	دسواں سوال اور اس کا جواب	۳۰
۲۹	استعانت مافوق الاسباب کی تشریح	۳۱
۳۰	عقیدہ	۳۲
۳۱	مخفی راز کا اظہار	۳۲
۳۲	درس حقیقت	۳۴
۳۳	درس عبرت	۳۵
۳۴	آیات مافوق الاسباب	۳۶
۳۵	مافوق الاسباب	۳۷
۳۶	بعد از وصال مافوق الاسباب	۳۹
۳۷	استعانت از غیر اور آیات استعانت از غیر کی تشریح	۴۱
۳۸	مزید آیات بینات	۴۳

Marfat.com

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۴۳	حدیث بخاری و مسلم	۳۹
۴۴	حدیث مبارک (i)	۴۰
۴۴	حدیث مبارک (ii)	۴۱
۴۴	حدیث مبارک (iii)	۴۲
۴۵	حدیث مبارک (iv)	۴۳
۴۵	حدیث مبارک (v)	۴۴
۴۹	حبیب خدا ﷺ کا تصرف واختیار	۴۵
۴۹	آپ ﷺ کے اختیار پر آیات قرآنیہ	۴۶
۵۰	آپ ﷺ کے اختیار پر احادیث مبارکہ	۴۷
۵۲	خلیفۂ اعظم اور نائب اکبر (ﷺ)	۴۸
۵۲	اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْض خلیفہ کی تفسیر میں	۴۹
۵۲	تفسیر جلالین	۵۰
۵۲	تفسیر ضیاء القرآن	۵۱
۵۲	تفسیر روح المعانی	۵۲
۵۴	قبل از وصال مدد فرمانا	۵۳
۵۴	رسول اکرم ﷺ سے مدد مانگنا احادیث کی روشنی میں	۵۴
۵۴	حضرت ابو ہریرہؓ کی شکایت نسیان اور اس کا ازالہ	۵۵
۵۵	حضرت عثمان بن ابو العاص کی شکایت نسیان اور اس کا ازالہ	۵۶
۵۵	نابینا صحابی نے آنکھیں پائیں	۵۷
۵۶	حضرت جابرؓ کے والد کا قرضہ اُتار دیا	۵۸
۵۷	قحط سالی میں حضور ﷺ سے مدد	۵۹

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۶۰	حضرت قتادہؓ کا استغاثہ	۵۸
۶۱	ایک صحابی کی استعانت	۵۸
۶۲	حضرت معاذؓ کی استعانت	۵۸
۶۳	غیر اللہ کو اپنا مددگار کہنے پر حضور ﷺ کا ارشاد	۵۹
۶۴	حضرت عبداللہ بن عتیکؓ کا پاؤں ٹھیک ہو جانا	۵۹
۶۵	حصول شفاء کے لئے صحابیؓ کا حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونا	۶۰
۶۶	سرکار ﷺ نے صحابیؓ کی تکلیف دور فرمادی	۶۰
۶۷	شدت پیاس کی حالت میں صحابہؓ کا حضور ﷺ سے پانی طلب کرنا	۶۱
۶۸	خندق کھدوانے میں مدد طلب کرنا	۶۲
۶۹	اصحاب صفہؓ کی مدد	۶۲
۷۰	نابینے پن کی شکایت اور اس کا ازالہ	۶۳
۷۱	صحابہؓ کا شدت بھوک میں حضور ﷺ سے مدد طلب کرنا	۶۳
۷۲	حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ کا ایمان لانا	۶۴
۷۳	آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا اے ربیعہؓ مانگ لو	۶۵
۷۴	حضور ﷺ کا کھجور کے تنے کی فریادرسی فرمانا	۶۶
۷۵	دور سے حضور ﷺ کو مدد کے لئے پکارنا	۶۶
۷۶	حیات انبیاء کرام علیہم السلام	۶۹
۷۷	حیات انبیاء کرام علیہم السلام کا پہلا اثر	۶۹
۷۸	انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو مٹی کے نہ کھانے کی حکمت	۶۹
۷۹	حیات شہداءؓ سے حیات انبیاء علیہم السلام کا استدلال	۶۹
۸۰	دوسرا اثر حیات انبیاء علیہم السلام کا	۷۰

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۸۱	حیات انبیاء علیہم السلام اور حیات شہداء میں فرق	۷۱
۸۲	تیسرا اثر حیات انبیاء صلی اللہ علیہم اجمعین کا	۷۲
۸۳	امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں	۷۳
۸۴	امام اعظمؒ کی روضہ رسول پر حاضری	۷۳
۸۵	بعد وفاتِ ظاہری حضور ﷺ کے مدد فرمانے کا ثبوت	۷۳
۸۶	قرآن مجید سے ثبوت	۷۴
۸۷	احادیث مبارکہ سے ثبوت	۷۵
۸۸	قحط دور فرمادیا	۷۷
۸۹	حضرت بلال بن حارثؓ کا واقعہ	۷۷
۹۰	مغفرت کی بشارت عطا فرمادی	۷۹
۹۱	صحابہؓ کا قحط سالی میں بارش کا طلب کرنا	۸۰
۹۲	شہادت عطا فرمادی	۸۱
۹۳	مزار ابراہیم علیہ السلام پر مؤذنی دلوادی	۸۱
۹۴	حضرت رابعہ بصریؒ کے والد کی مدد	۸۲
۹۵	حدیث شفاعت	۸۳
۹۶	یارسول اللہ ﷺ مدد فرمایئے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نعرہ	۸۶
۹۷	حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی مدد	۸۷
۹۸	حکمت	۸۷
۹۹	میدان جنگ میں فریاد	۸۹
۱۰۰	حضرت نابغہ جعدیؓ کی فریاد	۹۰

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۰۱	نابینا کی امداد	۹۲
۱۰۲	حضرت شاہ ولی اللہؒ کا مشاہدہ	۹۲
۱۰۳	اشرف علی تھانوی کا دستگیری کے لئے التجاء کرنا	۹۳
۱۰۴	مولوی رشید احمد کا فتویٰ	۹۴
۱۰۵	قاسم نانوتوی بانیِ دارالعلوم دیوبند کا مدد مانگنا	۹۴
۱۰۶	شاہ ولی اللہ قدس سرہ	۹۴
۱۰۷	مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنے کے جواز میں	۹۴
۱۰۸	اولیاء اللہ کا تصرف واختیار	۹۵
۱۰۹	حدیث قدسی	۹۵
۱۱۰	مولوی انور شاہ صاحب کشمیری	۹۵
۱۱۱	امام فخر الدین رازیؒ	۹۶
۱۱۲	امام اہلسنت حضور غزالی زماں سیّد احمد شاہ کاظمیؒ فرماتے ہیں	۹۷
۱۱۳	اولیاء اللہ کے مدد فرمانے کے واقعات	۹۸
۱۱۴	حضرت غوث اعظمؒ کا فرمان	۹۸
۱۱۵	حضرت ملاّ علی قاریؒ	۹۹
۱۱۶	اشرف علی تھانوی کی نانی کی کہانی	۹۹
۱۱۷	نام رکھنا حسین بخش، پیر بخش اور نبی بخش وغیرہ	۱۰۲
۱۱۸	گنگوہی کا نانا اور نانوتوی کا دادا	۱۰۲
۱۱۹	حضرت علیؓ نے مدد فرمائی	۱۰۲
۱۲۰	حضور غوث اعظم نے دلی مرادیں پوری فرمائیں	۱۰۴
۱۲۱	حضرت سعدونؒ کا بارش کے لئے دعا فرمانا	۱۰۶

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۲۲	تنگ دستی اور محتاجی سے چھٹکارا	۱۰۷
۱۲۳	پانی کا چشمہ جاری فرما دیا	۱۰۸
۱۲۴	مدد کو پہنچے	۱۰۸
۱۲۵	بیمار کو تندرست کر دیا	۱۰۸
۱۲۶	سمندر کے جواہرات منگوا لئے	۱۰۹
۱۲۷	بندگان خدا سے غائبانہ مدد مانگنا	۱۰۹
۱۲۸	علامہ شوکانی کی گواہی	۱۱۰
۱۲۹	رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ بندگان خدا سے مدد مانگنے کے جواز میں	۱۱۱
۱۳۰	غوث پاکؒ کا صدائے غائبانہ کا سننا اور مدد کو پہنچنا	۱۱۱
۱۳۱	یا شیخ عبدالقادر جیلانی شَیْئًا لِلّٰہ	۱۱۲
۱۳۲	یا شیخ عبدالقادر جیلانی شَیْئًا لِلّٰہ کا جواز	۱۱۴
۱۳۳	مولوی رشید احمد گنگوہی	۱۱۴
۱۳۴	مولوی اشرف علی تھانوی	۱۱۴
۱۳۵	مولوی ذوالفقار علی دیوبندی	۱۵۵
۱۳۶	مولوی حسین احمد مدنی	۱۱۵
۱۳۷	اسی مولوی حسین احمد مدنی کا ایک اور واقعہ	۱۱۶
۱۳۸	پیاسے قافلے کو پانی پلا کر آ گئے	۱۱۶
۱۳۹	غوث ملتانیؒ نے جہاز کو ڈوبنے سے بچالیا	۱۱۷
۱۴۰	جب کوئی مصیبت آئے ہمیں یاد رکھنا	۱۱۷
۱۴۱	جنگل میں راستہ بھول جانا اور اپنے شیخ سے مدد مانگنا	۱۱۸
۱۴۲	ولی اللہ سے مدد مانگی تو ولی اللہ نے پہنچ کر جہاز کو غرق ہونے سے بچالیا	۱۱۸

Marfat.com

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۱۱۹	حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ نے جہاز کو غرق ہونے سے بچالیا	۱۴۳
۱۱۹	حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کا ایک اور واقعہ	۱۴۴
۱۲۰	حیات اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم کا ثبوت	۴۵
۱۲۱	تفسیر روح البیان میں	۱۴۶
۱۲۳	تذکرۃ الموتی والقبور میں	۱۴۷
۱۲۳	تفسیر عزیزی میں	۱۴۸
۱۲۴	ایک اصول	۱۴۹
۱۲۶	علامہ ملاّ علی قاریؒ فرماتے ہیں	۱۵۰
۱۲۶	شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں	۱۵۱
۱۲۸	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں	۱۵۲
۱۲۸	سیّد جمال مکیؒ	۱۵۳
۱۲۹	اشرف علی تھانوی	۱۵۴
۱۲۹	وفات کے بعد دیوبندی مولویوں کا لحد سے نکل کر دوست کے گھر آنا	۱۵۵
۱۳۰	مولانا گنگوہی اور نانوتوی کا لحد سے نکل آنا بچے کی ولادت پر مبارکباد دی	۱۵۶
۱۳۱	شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ	۱۵۷
۱۳۲	پاؤں سے کانٹا نکال دیا	۱۵۸
۱۳۲	پھانسی گھر سے اپنے گھر	۱۵۹
۱۳۳	قبر سے نکل کر بیعت فرمانا	۱۶۰
۱۳۵	ماخذ ومراجع	۱۶۱

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الانتساب

یہ پہلی کاوش!

میرے نہایت ہی مشفق ومہربان

"والد محترم اور والدہ محترمہ کے نام"

جن کی نیم شبی پر خلوص مشفقانہ دعاؤں اور

التجاؤں کے طفیل یہ ذرہ بے مقدار مسلک کی

خدمت کے قابل ہوا۔

گر قبول افتدز ہے عزو شرف

فقیر محمد ساجد احمد سعیدی

Marfat.com

Marfat.com

تقریظ

از

ممتاز ماہر تعلیم جناب محمد الیاس قریشی صاحب آزاد کشمیر

اللہ کے پاک نام سے شروع کرتا ہوں جو ارض وسموات، مکین ومکان، این وآں، فرش وعرش، شجر وحجر، برگ وثمر، کا مالک وخالق ہے ہر چیز خدا کی واحدانیت کی شاہد ہے۔ اللہ نے انسان کو پیدا فرمایا اور اسے بولنا سکھایا، زمین پر اسے اپنا خلیفہ بنایا اور تعلیم قرآن سے نواز کر اسے اپنے اصل مقصد زندگی سے آگاہ فرمایا تاکہ اسے فرائض خلافت ونیابت ادا کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے اور مالک حقیقی کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کر سکے۔

عصر حاضر میں امت مسلمہ پیچیدہ سیاسی، معاشی تہذیبی اور روحانی مسائل کا شکار ہے اور روز بروز ان مسائل میں وسعت وتنوع پیدا ہو رہا ہے اس کی بنیادی وجہ دینی تعلیمات سے عملاً روگردانی کرنا ہے ہمارے ملک کے سیاسی قائدین تو کجا ہمارے دینی اور مذہبی رہنما بھی قرآن وسنت کے چشمہ صافی سے مستفیض ہونے کی کوشش نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ ہم انفرادی اور قومی سطح پر اسلامی اصول وضوابط میں عدم آگہی کے سبب عدم پختگی اور نظریاتی انتشار کا شکار ہیں۔ بھائی بھائی کا دشمن بن گیا ہے آخر کیوں؟ بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے پڑھے لکھے نوجوان غیر مسلموں کی تقلید میں مصروف ہیں۔

صاحب حیثیت اور امراء طبقے کے نوجوان اور نام نہاد پڑھے لکھے نوجوان طبقے کا خالق

Marfat.com

کائنات کے بیان کردہ فطری اصولوں اور محسن انسانیت سلطان دارین مختار کل جناب نبی آخرزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی افکار ونظریات سے روگردانی کرنا ہے جس کی وجہ سے ملک خداداد پاکستان افراتفری کا شکار ہے گھر، گھر میں جنگ اور گروپ بندی ہے ایک خدا اور ایک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار کئی حصوں میں بٹ چکے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اسلامی کتب کا مطالعہ چھوڑ دیا ہے انگریزوں اور یہودیوں کے نظریات وافکار ثقافت، رسم ورواج کو اپنا لیا ہے اور دلی سکون برباد کر دیا ہے۔

ان حالات وواقعات کی درستگی تب ہی ہو سکتی ہے کہ ہم اسلامی لٹریچر کو مصنف محمد ساجد احمد سعیدی صاحب کی طرح پڑھیں اور لکھیں اور بیان کریں۔ موصوف کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا عدیم النظیر فہم اور منفرد انداز بیان عطا کر رکھا ہے جس آیئہ کریمہ کو موضوع سخن بنائیں اس کے ہر ہر حرف سے دلکش لڑیاں بنتی چلی جاتی ہیں۔ قرآن وحدیث اور اسلامی کتب کے مسائل اور ان کے حل کے لیے عملی جدوجہد کرنے والا شاید ہی آج کے دور میں ایسا متعلم ہو۔

یہ سب ان کے والد گرامی حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی محمد شریف خان سعیدی صاحب مدظلہ کا فیض ہے۔ جن کی نیم شبی پُرخلوص مشفقانہ دعاؤں اور التجاؤں کے طفیل موصوف میں نکھار پیدا ہوا۔

الحمدللہ ہمارے جواں ہمت دوست فاضل قلمکار نے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کرتے ہوئے مسلک اہلسنت کے لئے ایک کتاب استعانت کو اپنی کاوشوں سے مرتب کیا ہے۔ زیر نظر کتاب استعانت مصنف کا پہلا آزمائشی وتجرباتی ایڈیشن ہے جو اس اعتبار سے ایک منفرد کوشش ہے۔ اہل محبت اگر اس کتاب کو پڑھیں تو ان کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ورضا کے علاوہ دوسری بات نہ ملے گی۔ میری سوچ کے مطابق اس مرد قلندر نے جو کچھ لکھا ہے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے لئے لکھا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ کسی لکھنے والے کی یہ خوش قسمتی نہیں ہوتی کہ لوگ اسے بڑا عالم یا ادیب تسلیم کریں بلکہ اس کی حقیقی خوش قسمتی یہ ہوتی ہے کہ اس کے ترتیب دیئے گئے لفظوں سے لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے کتنے سرشار ہوتے ہیں اور ان کا

Marfat.com

تعلق اسلام سے کس حد تک بڑھتا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علامہ محمد ساجد احمد سعیدی صاحب کے قول و فعل، علم و عمل، فہم و فراست میں برکتیں عطا فرمائے اور اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

تقریظ لکھتے وقت نہ جانے قلم کیونکر چلا
اضطراب دل نظر آنے لگا تحریر میں

محمد الیاس قریشی
نا ملی سیّداں پوٹھی مظفر آباد آزاد کشمیر

☆☆☆☆☆

Marfat.com

تقریظ

از

پروفیسر عقیل احمد صاحب گورنمنٹ سنٹرل ماڈل کالج، لاہور ؒ

حق کہنے اور حق لکھنے والوں نے ہر دور میں باطل نظریات کا رد کیا اور جہاں بھی کوئی عقیدہ قرآن وسنت کے خلاف دیکھا تو اس کو اپنے زور بیان اور قوت تحریر سے روکا، دور حاضر میں بھی کئی قسم کے فرقے موجود ہیں جو بظاہر داعی حق کہلواتے ہیں لیکن ان کے اکثر افکار و اقوال قرآن وسنت کے برعکس ہیں انہی میں ایک مسئلہ ''استعانت'' ہے جو بحمدہٖ تعالیٰ قرآن وسنت اور اقوال سلف صالحین اور طریقۂ اکابرین سے ثابت ہے۔

موجودہ دور میں جو لوگ ''استعانت'' غیر اللہ کا انکار کرتے ہیں وہ حقائق سے آشنا نہیں اور اگر آشنا ہیں بھی تو اسے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

فاضل مصنف جناب محمد ساجد احمد سعیدی صاحب نے زیر نظر کتاب ''استعانت'' میں بڑے ہی خوبصورت انداز میں اس عقیدے کو قرآن وسنت اور سلف صالحین اور انکار کرنے والوں کے اکابرین کے نظریات سے ثابت کیا ہے۔ بڑے ہی واضح اور شاندار دلائل پیش کیے ہیں۔

حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پڑھنے والوں کو حق سمجھنے کی توفیق دے اور فاضل مصنف کو مزید تحقیقی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عقیل احمد

گورنمنٹ سنٹرل ماڈل کالج لاہور۔

Marfat.com

حرف آغاز

اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا اور انسان بنا کر اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بنایا اور پھر لکھنے کی توفیق بخشی۔ یہ فقیر کی پہلی کاوش ہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس کے پڑھنے والوں کے لیے اسے نافع بنائے۔

سب سے پہلے میں اپنے محسن جناب محمد الیاس قریشی صاحب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کے لکھنے میں میری رہنمائی فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا اور قاری ضمیر محمود یار سعیدی اور برادرم محترم الفت نذیر خان سعیدی کے تعاون کا بھی شکر گزار ہوں۔

قارئین کرام! یہ کتاب فقیر نے انبیاء صلی اللہ علیہم و اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے امداد و استعانت کے جواز پر لکھی ہے جو کہ قرآن و حدیث اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے معمولات سے مزین ہے اور ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں کے اعتراضات کے جوابات بھی قرآن وحدیث اور ان کے اکابرین کے عقائد سے دیئے ہیں۔ اس کتاب کو خود بھی پڑھیئے اور اپنے بزرگان دین سے تعلق مضبوط کرنے اور کروانے کی خاطر دوسروں کو بھی اس کے پڑھنے کی ترغیب دیجیئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تاحیات اہل سنت والجماعت سے ظاہری و باطنی وابستگی عطا فرمائے اور اپنے بزرگان دین کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر محمد ساجد احمد سعیدی
جامعہ سعیدیہ فیض القرآن پیر جہانیاں مظفر گڑھ

Marfat.com

Marfat.com

مقدمہ

استعانت واستغاثہ وطلب وسوال وندا میں اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ تعالیٰ سے ہو کیونکہ وہی حقیقی معین ومغیث ومجیب ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (مومن۔۶۰)

ترجمہ: ''اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔''

لیکن اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اس کا اذن دے رکھا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی مدد لیں ایک دوسرے سے استغاثہ واستعانت کریں اور یہ بھی حکم دے رکھا ہے کہ جس سے استعانت کی جائے وہ اعانت کرے جس سے استغاثہ کیا جائے وہ فریادرسی کرے جسے پکارا جائے وہ اسے سنے اور مدد کرے اس سلسلے میں بہت سی احادیث وارد ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت زدہ کی مدد کی جائے ضرورت مند کی اعانت کی جائے اور دوسروں کی پریشانیاں دور کی جائیں۔

اور یہ جو انبیاء وصالحین کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنا کر فریادرسی ودفع بلاء کے لئے ان سے استغاثہ کیا جاتا ہے ان سب کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت وحیثیت سب سے بڑھ کر عظیم وجلیل ہے یوم قیامت سے بڑھ کر آفت ومصیبت کا اور کون سا دن ہوگا جس کا دن بڑا ہی لمبا ہوگا ہر طرف ہجوم خلق ہوگا گرمی اور پسینہ سے لوگوں کا بُرا حال ہوگا لیکن اس ہولناک مصیبت کے باوجود لوگ بارگاہ الٰہی میں استغاثہ کے لئے انبیاء کرام صلی اللہ علیہم وصالحین رحمتہ اللہ علیہم کو وسیلہ بنائیں گے۔

جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ ایسے عالم میں حضرت آدم علیہ السلام سے استغاثہ کریں گے اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لفظ استغاثہ کا استعمال کیا ہے جو صحیح بخاری میں موجود ہے۔

Marfat.com

نیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استعانت و استغاثہ کرتے تھے مرض ومحتاجی قرض ومصیبت اور ہر آزمائش و بےبسی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض حال کیا کرتے تھے۔ آلام وشدائد کے وقت آپ کے دربار میں پہنچ کر فریادرسی کی درخواست کیا کرتے تھے اور ان سارے مواقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کا یہی عقیدہ ہوا کرتا تھا۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حصول نفع و مدد میں ضرور واسطہ و سبب ہیں۔ حقیقی مددگار صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔

اہلسنت کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ مدد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے اور اہلسنت بفضلہ تعالیٰ اللہ ہی کی ذات سے مدد کے حصول کے قائل ہیں اور عام لوگ ہوں یا انبیاء کرام صلی اللہ علیہم واولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم ہوں انبیاء کرام صلی اللہ علیہم واولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم سب اسی کی اجازت واذن سے ہی کسی کی مدد کرتے ہیں اور وہ اللہ کی مدد کے مظہر ہیں چنانچہ دوسرے حضرات کے اکابرین بھی یہی کہتے ہیں جو ہم نے کہا ہے۔ جن کا تذکرہ آنے والے اوراق میں کریں گے۔

طالب دعا

محمد ساجد احمد سعیدی

Marfat.com

وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی تفسیر وتشریح

اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں

تفسیر ضیاء القرآن:

حضور ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں رقم فرمایا ہے: ''یعنی جیسے ہم عبادت صرف تیری ہی کرتے ہیں اسی طرح مدد بھی صرف تجھی سے طلب کرتے ہیں تو ہی کارساز حقیقی ہے تو ہی مالک حقیقی ہے ہر کام، ہر حاجت میں تیرے سامنے ہی دست سوال دراز کرتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس عالم اسباب میں اسباب سے قطع نظر کر لی جائے۔ بیمار ہوئے تو علاج سے کنارہ کش، تلاش رزق کے وقت وسائل معاش سے دست بردار، حصول علم کے لئے صحبت استاد سے بیزار۔ اس طریقہ کار سے اسلام اور توحید کو کوئی سروکار نہیں۔ کیونکہ وہ شافی، رزّاق اور حکیم ہے۔ اسی نے ان نتائج کو ان اسباب سے وابستہ کر دیا ہے اسی نے ان اسباب میں تاثیر رکھی ہے۔''

اب ان اسباب کی طرف رجوع استعانت بالغیر نہیں ہوگی۔ اسی طرح ان جملہ اسباب میں سب سے قوی تر اور اثر آفرین سبب دعا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: ''اَلدُّعَاءُ یَرُدُّ الْقَضَاءَ'' کہ دعا تو تقدیر کو بھی بدل دیتی ہے اور اس میں بھی کلام نہیں کہ محبوبانِ خدا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ان کی عاجزانہ اور نیاز مندانہ التجاؤں کو ضرور شرفِ قبولیت بخشے گا چنانچہ حدیث قدسی جسے امام بخاریؒ اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے: ''لِاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَلِاِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ'' اگر میرا مقبول بندہ مجھ سے مانگے گا تو میں ضرور اس کا سوال پورا کروں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب

Marfat.com

کرے گا تو میں ضرور اسے پناہ دوں گا۔ تو اب اگر کوئی شخص ان محبوبانِ الٰہی کی جناب میں خصوصاً حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے حضور میں کسی نعمت کے حصول یا کسی مشکل کی کشود کے لیے التماس دعا کرتا ہے تو یہ بھی استعانت بالغیر اور شرک نہیں بلکہ عین اسلام اور عین توحید ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ا ص ۲۴۔۲۵)

(i) تفسیر الحسنات:

وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ یہ عبادت دعا کا وسیلہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ (اس کے قرب کے لیے کوئی وسیلہ ڈھونڈو) عبادت مکمل کرنے میں تجھ سے ہی ہم مدد مانگتے ہیں یہاں مدد سے مراد یا تو صرف عبادت میں مدد مانگنا ہے یا تمام امور دینی و دنیوی میں یعنی اے اللہ جس طرح ہم عبادت میں مدد مانگتے ہیں اسی طرح ہر کام میں تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ بندے کو تعلیم ہے کہ وہ حق تعالیٰ پر نظر رکھے اور اسی کو اپنا حقیقی مددگار جانے انبیاء کرام صلی اللہ علیہم و اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم سے مدد مانگنا اور استعانت چاہنا حقیقت میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے مدد مانگنا ہے۔ (تفسیر الحسنات جلد ۱ ص ۱۲)

(ii) معارف القرآن میں:

مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں: "اور حقیقی طور پر اللہ کے سوا کسی کو حاجت روا نہ سمجھے اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرے کسی نبی یا ولی وغیرہ کو وسیلہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا اس کے منافی نہیں۔ (معارف القرآن)

شیخ محمود الحسن اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے ہے۔

(حاشیۃ القرآن حکیم ص ۲ مطبوعہ تاج کمپنی کراچی)

شیخ رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

85043

Marfat.com

اور اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم کی نسبت بھی یہ عقیدہ ایمان ہے کہ حق تعالیٰ جس وقت چاہے ان کو علم و تصرف دیوے اور عین حالت تصرف میں حق تعالیٰ ہی مصرف ہے اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم ظاہر میں مصرف ہی معلوم ہوتے ہیں عین حالت کرامت و تصرف میں حق تعالیٰ ہی ان کے واسطے سے کچھ کرتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۹۹ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب مدظلہ:

البتہ یہ ظاہر ہے کہ جب حقیقی حاجت روا مشکل کشا اور کارساز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے تو احسن اور اولیٰ یہی ہے کہ اسی سے مانگا جائے اور اسی سے درخواست کی جائے اور انبیاء کرام صلی اللہ علیہم و اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم کا وسیلہ اس کی بارگاہ میں پیش کیا جائے کیونکہ حقیقت حقیقت ہے اور مجاز مجاز ہے یا بارگاہ انبیاء کرام صلی اللہ علیہم و اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم سے درخواست کی جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ ہماری مشکلیں آسان فرمادے اور حاجتیں برلائے اس طرح کسی کو غلط فہمی بھی پیدا نہیں ہوگی۔

(ندائے یارسول اللہ ﷺ ص ۱۲)

حافظ ادریس کاندھلوی:

معارف القرآن میں لکھتے ہیں: ''اس جگہ جاننا چاہئے کہ غیر اللہ سے استعانت اس وقت حرام ہے کہ جب اعتماد اور بھروسہ اس غیر پر ہو اور اس غیر کی امداد الٰہی کا مظہر نہ سمجھے اور اگر التفات اور نظر صرف خدا پر ہو اور اس غیر کو اعانت الٰہیہ کا محض مظہر جان کر کارخانہ اسباب پر نظر کرتے ہوئے اس غیر سے ظاہری طور پر مدد چاہے تو خلاف عرفان نہیں اور شریعت میں بھی جائز ہے اور حضرت انبیاء کرام صلی اللہ علیہم و اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم نے بھی غیر اللہ سے اس قسم کی استعانت کی ہے اور چونکہ نظر صرف حق تعالیٰ پر ہے اس لئے یہ استعانت بالغیر نہیں بلکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔ (معارف القرآن جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۸-۱۹)

وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ پر سوالات اور ان کے جوابات:

سوال نمبر ۱، ۲: دوسرے لوگ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ پڑھ کر عوام کو بہکاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب نماز میں قرآن پڑھ کر تم اقرار کرتے ہو کہ ہم صرف تجھی سے مدد چاہتے ہیں تو پھر

Marfat.com

انبیاء کرام صلی اللہ علیہم و اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم سے کیوں مدد مانگتے ہو وہ یہ شعر پڑھ کر سناتے ہیں:

وہ کیا شے ہے جو نہیں ملتی خدا سے　　　جو تم مانگتے ہو اولیاء سے

ان کے اہل علم یہ قاعدہ بھی دکھاتے ہیں کہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں مفعول معمول مقدم ہے اور نستعین عامل مؤخر ہے اور تقدیم لما، حقہ التاخیر فائدہ حصر کا دیتی ہے تو اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس ذات پاک کے سوا کسی سے مدد مانگنی ناجائز بلکہ حرام اور شرک ہے!

جوابات: ان کے جوابات اہلسنت کی جانب سے مندرجہ ذیل ہیں:

جواب (i): ہم بھی استعانت از غیر کو شرک کہتے ہیں ہاں اگر کسی مقبول بندے کو محض وسیلہ یعنی اسے رحمت الٰہی کے حصول کا واسطہ سمجھ کر اس سے مدد مانگی جائے تو جائز ہے اور ایسی استعانت درحقیقت وسیلہ ہوتی ہے، جسے عرف میں مدد چاہنا وغیرہ کہا جاتا ہے اور یہ خود دوسرے لوگ بھی کرتے ہیں جن کے نظائر وشواہد آگے آئیں گے۔

جواب (ii): آیت میں حصر کا دعوی ہی غلط ہے اور علم مناظرہ کا قاعدہ ہے۔ جب دعویٰ کی دلیل نہ ہو یا دلیل میں احتمال پیدا ہو جائے وہ دلیل قابل اعتماد نہیں رہتی اور حصر کا انکار حضرت علامہ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اتقان ص ۵۲ میں نقل فرمایا ہے کہ اشتہر کلام الناس فی ان تقدیم المعمول تقیید الاختصاص و من الناس من ینکر ذالك و بقول انما یفید الاهتمام و یفهم کثیر من الاختصاص من الحصر و لیس کذالك و انما اختصاص شیء والفضلاء لم یذکروانی ذالك الحصر و انما عبروا بالاختصاص و الفرق بینهما ان الحصر نفی غیر المذکور واثبات مذکور والاختصاص قصر الخاص من جهة الخصوص وقال جوابًا بالسوال وانما جاء هذا فی ایاك نعبد بان قائله لا یعبد الا الله۔"

"خلاصہ یہ کہ تقدیم معمول میں اختصاص ہے۔ اور حصر نہیں۔ بخلاف اختصاص کے کہ اس میں از جہت خصوص خاص شئے مخصوص ہوتی ہے۔ مثلاً ہم نے "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" سے پہلے اللہ تعالیٰ کے صفات عرض کر کے کہا اِیَّاکَ الخ۔ اب مطلب یہ ہوا

Marfat.com

کہ اے وہ ذات جس کی یہ شان ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے:

"والمعنی یا من هذا شانه نخصك بالعبادة والاستعانة."

اے وہ ذات جس کو ہم عبادت واستعانت سے خاص کرتے ہیں۔

سوال نمبر۳: اگر اللہ تعالیٰ کو عبادت و استعانت کے ساتھ مختص سمجھا جائے جیسا کہ تم نے یا من هذا شانه سے ثابت کیا ہے۔

عقیدہ اہلسنت:

ہم اہلسنت بار بار مناظروں اور تحریروں میں واضح الفاظ میں کہتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ہی مدد و نصرت ہوتی ہے۔ اس کے غیر سے بالاستقلال و بالذات مدد شرک ہے۔ انبیاء عظام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم اللہ تعالیٰ کی درگاہ کے وسیلہ اور سبب اور ذریعہ رحمت حق ہیں۔ اسی لئے ہم ان کی مدد و نصرت کو در حقیقت اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سمجھتے ہیں اور اس وسیلہ اور سبب کو مدد و نصرت سے تعبیر کرتے ہیں اور ان کو بارگاہ حق کا اپنا سفارشی سمجھتے ہیں۔ چونکہ دوسرے لوگ در حقیقت وسیلہ کو شرک کہتے ہیں اور انبیاء کرام صلی اللہ علیہم و اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم اور اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم کی شفاعت کے منکر ہیں۔ اسی لئے صاف انکار تو نہیں کرتے پھر اس طرح اگر غیر سے استعانت کی جائے تو شرک ہے اگر یعنی "یا من هذا شانه" نہ سمجھا جائے تو غیر کی عبادت شرک نہ ہوگی بلکہ حرام ہوگی۔ ایسے ہی استعانت بھی شرک نہ ہوگی بلکہ حرام ہوگی؟

جواب: حرمت عبادت پر نصوص وارد ہیں اور حرمت استعانت پر نص وارد نہیں بلکہ اس کے برعکس مدد از غیر پر نصوص کثیرہ ہیں۔

سوال نمبر۴: تم نے پہلے لکھا ہے کہ "اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" میں حصر نہیں فلہذا استعانت از غیر اللہ جائز ہے۔

بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط چاہو!

Marfat.com

استدلال بطرز جدید:

دوسرے لوگوں کا استعانت کو صرف مدد طلب کرنے میں محصور کرنا اور پھر شرک کا فتویٰ جڑنا بھی عجیب ہے۔ اس لئے کہ ہم دکھا سکتے ہیں کہ اس کا مادہ عَیْنٌ بھی ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ لغت میں یہ باب اَعَانَ یَعِیْنُ (ضرب۔ یضرب) مستعمل ہوتا ہے۔ بمعنی دیدن و ظاہر شدن چنانچہ معانیہ کا باب اسی معنی پر ہے اس تقریر پر اب معنی یہ ہوگا کہ اے اللہ تعالیٰ ہم تیری ذات کا مشاہدہ طلب کرتے ہیں کیونکہ عبادت سے اصلی مقصد بھی یہی ہے ثابت ہوا کہ یہ جملہ محتملہ ہے۔ علم مناظرہ کا کلیہ مشہور ہے۔

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ط۔ جب احتمال ہوتو استدلال باطل ہے۔

قاعدہ: استعانت مطلقہ از عبارت النص اور ''اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ'' میں استعانت انبیاء کرام صلی اللہ علیہم و اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم کی حرمت اشارۃ النص سے ثابت ہے اور قاعدہ ہے کہ جب عبارۃ النص اور اشارۃ النص کے درمیان تعارض آ جائے تو ترجیح عبارۃ النص کو ہوتی ہے۔ (اصول الشاشی) لہٰذا انبیاء کرام صلی اللہ علیہم و اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم سے استعانت جائز ہے کیونکہ یہ عبارۃ النص سے ثابت ہے۔

علم مناظرہ: فن مناظرہ کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ اگر بالمقابل اپنے مخالف کا نظریہ نہ جانتا ہو یا جان کر غلط بیانی سے کام لے وہ مناظرہ کرنے اور بالمقابل کو باطل پرست کہنے کا حقدار نہ ہوگا بلکہ وہی باطل قرار دیا جاتا ہے بس یہی بات ''اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ'' میں بھی کہی جا سکتی ہے اس لئے اس میں بھی ''اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ'' کی طرح حصر نہیں اس معنی پر مجازاً غیروں کی پرستش جائز ہو جیسے استعانت مجازاً جائز کہتے ہو؟

جواب: فرق واضح ہے کہ نفی عبادت غیر اللہ کی تصریحات ''لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ اور تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ'' میں موجود ہیں اور استعانت دوسری آیت سے ثابت ہے۔

فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّۃٍ قوت کے ساتھ میری مدد کرو۔

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ صبر اور نماز کے ساتھ مدد کرو۔

ہم نے بار بار واضح طور پر کہا ہے کہ ان حضرات انبیاء کرام صلی اللہ علیہم و اولیاء عظام رحمتہ

Marfat.com

اللہ علیہم پر وسیلہ اور استمد اد واستعانت کا اطلاق مجاز ہے اور مجاز قرآن مجید میں عام ہے۔

مناظرانہ طریق سے استدلال:

دوسرے لوگوں سے سوال کیا جائے کہ آیت ہذا میں حصر حقیقی ہے یا مجازی حصر حقیقی تو ہو نہیں سکتا کیونکہ عالم دنیا میں کوئی ایک کام بھی استعانت غیر کے بغیر ہوا ہی نہیں اور نہ ہی ہوتا ہے اور نہ ہی ہوگا چنانچہ مشاہدہ شاہد ہے۔ اگر آیت ہذا میں حصر اضافی ہے تو پھر استعانت از انبیاء کرام صلی اللہ علیہم واولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم ہر طرح جائز ہے۔

سوال نمبر۵: رب تعالیٰ فرماتا ہے وَمَالَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَانَصِيْرٍ معلوم ہوا کہ رب کے سوا نہ کوئی ولی ہے نہ مددگار۔

جواب: یہاں ولی اللہ کی نفی نہیں بلکہ ولی من دون اللہ کی نفی ہے جنہیں کفار نے اپنا ناصر و مددگار مان رکھا تھا یعنی بت وشیاطین، ولی اللہ وہ جسے رب نے اپنے بندوں کا ناصر بنایا۔ جیسے انبیاء کرام صلی اللہ علیہم واولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم۔ گورنر اسلام آباد سے حکومت کرنے کے لئے منتخب ہو کر آتا ہے اگر کوئی شخص کسی کو خود ساختہ حاکم مان لے وہ مجرم ہے۔ سلطانی حکام کو مانو، خود ساختہ حاکموں سے بچو۔ ایسے ہی ربانی حکام سے مدد لو گھریلو ناصرین سے بچو، موسیٰ علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے حکم دیا: اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى۔ (پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ آیت ۲۴) ''فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو گیا۔'' آپ نے عرض کیا: وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ○ هٰرُوْنَ اَخِي ○ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ۔ (پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ آیت ۲۹ تا ۳۱) ''مولا حضرت ہارون کو میرا وزیر بنا دے جس سے میرے بازو کو قوت ہو۔''

رب تعالیٰ نے بھی نہ فرمایا کہ تم نے میرے سوا کسی اور کا سہارا کیوں لیا؟ بلکہ منظور فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کا سہارا لینا طریقہ انبیاء کرام صلی اللہ علیہم ہے۔

(جاء الحق ص ۲۰۲)

سوال نمبر۶: قرآن کریم نے کفار کا کفر یہ بیان کیا ہے کہ وہ بتوں سے مدد مانگتے ہیں وہ بتوں سے مدد مانگ کر مشرک ہوئے اور تم اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم سے؟

جواب: اور تم بھی مشرک ہوئے اغنیاء پولیس اور حاکم سے مدد مانگ کر، رب تعالیٰ فرماتا

Marfat.com

ہے: وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَلَهٗ نَصِيْرًا۔ (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۵۲) ''جس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اس کا مددگار کوئی نہیں ہوتا مومن پر خدا تعالیٰ کی رحمت ہے اس کے لئے رب تعالیٰ نے بہت مددگار بنائے۔ (جاء الحق ص ۲۰۲)

سوال نمبر ۷: شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ ''حضرت خلیل نے آگ میں پہنچ کر حضرت جبریل کے پوچھنے پر بھی ان سے مدد نہ مانگی بلکہ فرمایا کہ اے جبریل تم سے کوئی حاجت نہیں اگر غیر خدا سے حاجت مانگنا جائز ہوتا تو ایسی شدت میں خلیل اللہ جبریل سے کیوں مدد نہ طلب کرتے۔

جواب: یہ وقت امتحان تھا اندیشہ تھا کہ حرف شکایت منہ سے نکلنا رب کو ناپسند ہوگا اسی لیے خلیل اللہ نے اس وقت خدا سے بھی دعا نہ کی بلکہ فرمایا کہ اے جبریل تم سے کچھ حاجت نہیں اور جس سے ہے وہ خود جانتا ہے جیسے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر دی مگر اس مصیبت کے دفع ہونے کی کسی نے بھی نہ دعا کی نہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے۔

(جاء الحق ص ۲۰۳)

سوال نمبر ۸: زندوں سے مدد مانگنا جائز ہے مگر مردوں سے نہیں کیونکہ زندہ میں مدد کی طاقت ہے مردہ میں نہیں۔ لہٰذا یہ شرک ہے۔

جواب: قرآن مجید میں ہے اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ''ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ اس میں زندہ اور مردے کا فرق کہاں۔ کیا زندہ کی عبادت جائز ہے۔ مردے کی نہیں؟ جس طرح غیر خدا کی عبادت مطلقاً شرک ہے زندہ کی ہو یا مردے کی استمداد بھی مطلقاً شرک ہونی چاہئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے ڈھائی ہزار برس بعد امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ مدد فرمائی کہ شب معراج میں پچاس نمازوں کی بجائے پانچ کرادیں۔ رب تعالیٰ جانتا تھا کہ نمازیں پانچ رہیں گی مگر بزرگان دین کی مدد کے لئے پچاس مقرر فرما کر پھر دو پیاروں کی دعا سے پانچ مقرر فرمائیں۔ استمداد کے منکرین کو چاہئے کہ نمازیں پچاس پڑھا کریں کیونکہ پانچ میں غیر اللہ کی مدد شامل ہے۔ نیز قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ اولیاء اللہ زندہ ہیں ان کو مردہ نہ کہو اور نہ جانو وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ

Marfat.com

وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۴) ”جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تمہیں (ان کا) شعور نہیں۔“

جب یہ زندہ ہوئے تو ان سے مدد حاصل کرنا جائز ہوا بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ شہداء کے بارے میں ہے جو کہ تلوار سے راہ خدا میں مارے جائیں گے۔

جو حضرات عشق الٰہی کی تلوار سے مقتول ہوئے وہ بھی اس میں داخل ہیں۔ (تفسیر روح البیان)

اسی لئے حدیث پاک میں آیا کہ جو ڈوب کر مرے، جل جاوے، طاعون میں مرے، عورت زچگی کی حالت میں مرے، طالب علم، مسافر وغیرہ سب شہید ہیں۔

تفسیر صاوی آخر سورہ قصص ولا تدع مع اللّٰہِ اِلٰهًا اٰخَرَ کی تفسیر میں ہے:

فحينئذ فليس فى الاية دليل على مازعمه الخوارج من ان الطلب من الغيرحيا وَ مَيِّتًا شرك فانه جهل مركب لان سوال الغير من اجراء الله النفع او النصر على يده قديكون واجبًا لانه من التمسك بالاسباب ولا ينكر الاسباب الا جحودًا او جهولا.

”یعنی لا تدع کے معنی ہیں نہ پوجو لہٰذا اس آیت میں ان خارجیوں کی دلیل نہیں جو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے خواہ زندہ ہو یا مردہ کچھ مانگنا شرک ہے خارجیوں کی یہ بکواس جہالت ہے کیونکہ غیر خدا سے مانگنا اس طرح کہ رب ان کے ذریعے سے نفع و مدد دے کبھی واجب ہوتا ہے کہ طلب اسباب کا حاصل کرنا ہے اور اسباب کا انکار نہ کرے گا مگر منکر و جاہل۔

اس عبارت سے تین باتیں معلوم ہوئیں (۱) غیر خدا سے مانگنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب بھی ہوتا ہے۔ (۲) اس طلب کا انکار خارجی کرتے ہیں۔ (۳) لا تدع میں پوجنے کی نفی ہے نہ کہ پکارنے کی یا مدد مانگنے کی۔ (جاء الحق ص ۲۰۴)

سوال نمبر ۹: اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنَ۔ ”ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔“ معلوم ہوا کہ عبادت کی طرح مدد مانگنا بھی خدا سے ہی خاص ہے جب غیر خدا کی عبادت شرک ہے۔ تو غیر خدا سے استمداد بھی شرک۔

جواب: اس جگہ مدد سے مراد حقیقی مدد ہے یعنی حقیقی کارساز سمجھ کر تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ رہا اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا وہ محض واسطہ فیض الٰہی سمجھ کر ہے جیسے کہ قرآن میں

Marfat.com

ہے: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ نہیں ہے حکم مگر اللہ تعالیٰ کا پھر اس نے فرمایا: لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اللہ ہی کی ہیں تمام آسمان وزمین کی چیزیں۔ پھر ہم حکام کا حکم بھی مانتے ہیں اور اپنی چیزوں پر دعویٰ ملکیت بھی کرتے ہیں یعنی آیت سے مراد ہے حقیقی حکم اور حقیقی ملکیت، مگر بندوں کے لئے یہ عطائے الٰہی۔

نیز یہ بتاؤ کہ عبادت اور مانگنے میں تعلق کیا ہے کہ اس آیت میں ان دونوں کو جمع کیا گیا تعلق یہی ہے کہ حقیقی معاون سمجھ کر مدد مانگنا یہ بھی عبادت ہی کی ایک شاخ ہے۔ بت پرست بتوں کی پرستش کرتے وقت مدد کے الفاظ بھی کہا کرتے ہیں۔ ''کالی مائی تیری دہائی'' وغیرہ اس لئے ان دونوں کو جمع کیا گیا اگر آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی غیر خدا سے کسی قسم کی مدد مانگنا بھی شرک ہے تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا نہ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور نہ قرآن کے ماننے والے اور نہ خود دوسرے لوگ۔ ہم اس کا ثبوت اچھی طرح پہلے دے چکے ہیں اب بھی مدرسہ کے چندہ کے لئے مالداروں سے مدد طلب کی جاتی ہے انسان اپنی پیدائش سے لے کر دفن قبر بلکہ قیامت تک بندوں کی مدد کا محتاج ہے۔ دائی کی مدد سے پیدا ہوئے ماں باپ کی مدد سے پرورش پائی۔ استاد کی مدد سے علم سیکھا۔ مالداروں کی مدد سے زندگی گزاری اہل قرابت کی تلقین کی مدد سے دنیا سے ایمان سلامت لے گئے پھر غسال اور درزی کی مدد سے غسل ملا اور کفن پہنا۔ گورکن کی مدد سے قبر کھدی۔ اہل قرابت کی مدد سے زیر خاک دفن ہوئے پھر اہل قرابت کی مدد سے بعد میں ایصال ثواب ہوا پھر ہم کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم کسی سے مدد نہیں مانگتے اس آیت میں کوئی قید نہیں ہے کہ کس سے مدد اور کس وقت مدد مانگے۔

سوال نمبر ۱۰: حضرت علی اور امام حسین میں اگر کچھ طاقت ہوتی تو خود دشمنوں سے کیوں شہید ہوتے جب وہ اپنی مصیبت دفع نہ کر سکے۔ تو تمہاری مصیبت کیا دفع کریں گے؟ رب تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ''

جواب: ان میں دفع مصیبت کی طاقت تو تھی مگر طاقت کا استعمال نہ کیا کیونکہ رب تعالیٰ کی مرضی ایسی ہی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کا عصا فرعون کو بھی کھا سکتا تھا مگر وہاں استعمال نہ کیا امام حسین رضی اللہ عنہ میں طاقت تھی کہ کربلا میں حوض کوثر منگوا لیتے فرات کی کیا حقیقت تھی مگر

Marfat.com

راضی برضاء الٰہی تھے۔ دیکھو رمضان المبارک میں ہمارے پاس پانی ہوتا ہے مگر حکم الٰہی کی وجہ سے استعمال نہیں کرتے بخلاف بتوں کے کہ ان میں طاقت ہی نہیں لہٰذا یہ آیت انبیاء کرام صلی اللہ علیہم و اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم کے لئے پڑھنا بے دینی ہے یہ بتوں کے لئے ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نانا کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بار بار اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہادیئے یہ پانی جنت سے آتا تھا۔ (جاء الحق ص ۲۰۵)

استعانت مافوق الاسباب کی تشریح:

دوسرے لوگ جب اہلسنت کے دلائل سے عاجز ہو جاتے ہیں تو مافوق الاسباب و ماتحت الاسباب کا چکر چلاتے ہیں حالانکہ یہ صرف چکر بازی ہے ورنہ ماتحت الاسباب و مافوق الاسباب کا فرق شرک میں کیسا کیونکہ شرک بالآخر شرک ہی ہے مافوق الاسباب ہو یا ماتحت الاسباب۔

لیکن یہ لوگ انبیاء کرام صلی اللہ علیہم و اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم کی عداوت و دشمنی اور بغض کی بیماری سے ماؤف الدماغ ہو چکے ہیں ورنہ درحقیقت یہ تقسیم فوق الاسباب وتحت الاسباب بدعت سے ہے کسی حدیث شریف سے ایسا مضمون نہیں ملتا جس میں ایسی تفریق و امتیاز کا بیان ہو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ فرقہ بدعتی خود ہے لیکن اپنے عیب چھپانے کے لئے اہلسنت پر بدعتی ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔

۲۔ دوسرا یہ فرق کرنا کہ زندہ اور قریب سے استعانت جائز اور بعید اور مردہ سے استعانت حرام اور شرک یہ بھی ان کا خود ساختہ قاعدہ اور بدعت سیئہ ہے چونکہ یہ بحث طویل ہے اسی لئے فقیر مافوق الاسباب استعانت پر اکتفا کرتا ہے۔

عقیدہ: جس سے مدد مانگی جائے۔ اگر اسے خدا اور اس کا شریک سمجھتا ہے تو شرک ہے۔ اگر وسیلہ اور سبب مانا تو جائز ہے۔ اسی لئے فوق الاسباب استعانت کو شرک اور ماتحت الاسباب کو جائز کہنے والوں سے ہمارا سوال ہے کہ امور تحت الاسباب میں استعانت مطلقاً جائز ہے یا من حیث الاعتقاد عدم استقلال المستعان پر تقدیر اوّل سے لازم آئے گا کہ اگر کوئی شخص امور ماتحت الاسباب میں مستعان کو مستقل بالذات سمجھ کر اس سے استعانت کرتا

Marfat.com

ہے تو یہ بھی جائز قرار پائے حالانکہ اس کے شرک ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہوسکتا و بر تقدیر ثانی یعنی اگر امور ماتحت الاسباب میں من حیث۔

عدم استقلال بالذات استعانت جائز ہو تو ثابت ہوا کہ جواز اور عدم جواز کا مدار مستعان کو مستقل بالذات سمجھنے پر ہے۔ نہ کہ محض امور ماتحت الاسباب پر کیونکہ وہ تو شق اوّل میں بھی موجود ہے۔ ثابت ہو گیا کہ شرک تب ہو گا کہ مستعان کو مستقل بالذات سمجھ کر استعانت از زندہ ہو یا مردہ وہ قریب ہو یا بعید اور ماتحت الاسباب امور میں ہو یا مافوق الاسباب امور میں، یہی ہمارا عقیدہ ہے چنانچہ حضرت صدر الافضل مولانا سیّد نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی آیت کریمہ ایاک نعبد وایاک نستعین کی مندرجہ ذیل تفسیر میں ارقام فرمائی کہ ایاک نستعین'' میں یہ تعلیم فرمائی کہ استعانت خواہ بواسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے حقیقی مستعان وہی ہے۔ (خزائن العرفان)

مخفی راز کا اظہار:

دراصل دوسرے لوگ معتزلہ کے پیروکار ہیں ان کے اصول وقواعد پر کاربند ہیں صرف چالاکی سے طریقہ کار کو بدل دیا ہے۔ ورنہ حقیقت ایک ہے وہ یہ کہ معتزلہ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی کرامات کے منکر ہیں اوران کو موت کے بعد جانبین کے افادہ واستفادہ سے بھی انکار ہے اسی لئے اب ان وہابیوں اور دیوبندیوں کو ان اصول کے لئے مافوق الاسباب و ماتحت الاسباب کی بدعت کا ارتکاب کرنا پڑا کیونکہ کھل کر انکار کرتے تو اہل علم کی نظروں میں معتزلہ گروہ سمجھے جاتے لیکن اہل فہم نے انہیں کافی دیر تک مخفی رہنے نہ دیا بالآخر کہہ ہی دیا کہ:

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را خوب می شناسم

دوسرے لوگ بُرا منانے کے بجائے غور وفکر فرمائیں کہ معتزلہ جن اصول سے راندہ درگاہ حق ہوئے اگر وہی اصول نام بدل کر اپناتے جائیں تو سزا کیا ہو گی وہی جو انہیں ملی آج نہ سہی تو کل لیکن ملے گی ضرور۔

وہابیوں اور دوسرے لوگوں نے مافوق الاسباب کی قید لگا کر انکار کر دیا مگر ہم اہلسنت

Marfat.com

مافوق الاسباب کی قید کے باوجود احادیث صحیحہ کے مستند حوالوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امداد اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی استعانت ثابت کرتے ہیں۔

حدیث (۱):

عن یزید بن ابی عبید قال رأیت اثر ضربة فی ساق سلمة بن الاکوع فقلت یا ابا مسلم ماھذہ الضربة قال ضربة اصابتنی یوم خیبر فقال الناس اصیب سلمة فاتیت النبی صلی اللہ تعالی علیہ و سلم فنفث فیہ ثلاث نفثات فما اشتکیتھا حتی الساعة (رواہ البخاری و مشکوۃ ص ۵۳۳)

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سلمہ بن اکوع کی پنڈلی پر چوٹ کا نشان دیکھا اور میں نے ان سے پوچھا کہ اے ابو مسلم یہ کیسی چوٹ ہے انہوں نے کہا کہ یوم خیبر کو مجھے شدید چوٹ لگی یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ سلمہ شہید ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تین دفعہ پانی دم کر کے دیا اس دم کی برکت کی وجہ سے آج تک تکلیف نہیں ہوئی۔

پنڈلی کے زخم کا علاج عادیہ یہ ہے کہ اس کی مرہم پٹی کی جائے۔لیکن یہاں تک کہ جھاڑ پھونک سے علاج کر کے شفاء پائی یہی ہمارا مدعا ہے۔

حدیث (۲):

عن عثمان بن عبد اللہ بن موھب قال ارسلنی اھلی الی ام سلمة بقدح من ماء وکان الانسان عین اوشئ بعث الیھا مخضیة فاخرجت من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم وکانت تمسکه فی جلجل من فضة فنخضته له فشربَ منه (رواہ البخاری)

عثمان بن عبداللہ بن موہب سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے گھر والوں نے حضرت ام المؤمنین سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں پانی کا ایک پیالہ دے کر بھیجا اور لوگوں کی عادت تھی کہ جب کسی شخص کی آنکھ میں یا کسی اور جگہ زخم پہنچا تو آپ کے پاس تغار دے کر بھیج دیتے پس ام المؤمنین حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے موئے مبارک نکالتیں جنہیں وہ

Marfat.com

گھنٹی کی شکل کی ایک چاندی کی ڈبیا میں رکھا کرتی تھیں وہ اس ڈبیا کو پانی میں ڈال کر نکالتیں پس وہ شخص اس پانی کو پیتا اور تندرست ہو جاتا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۹۰)

بیماریوں کا علاج دواؤں سے ہوتا ہے لیکن یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک سے علاج ہو رہا ہے۔

حدیث (۳):

حضرت اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک طیاسی سروانی جبہ نکالا جس کا کپڑا ریشمی تھا اور فرمانے لگیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا جب ان کی وفات ہوئی تو میں نے اسے ان سے حاصل کر لیا تھا جسے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پہنا کرتے تھے پس ہم بیماروں کے لئے اسے دھوتے اسی جبہ مبارک کے ذریعے بیماروں کے لئے شفاعت طلب کرتے۔

درس حقیقت:

معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہنے ہوئے کپڑوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھونک سے لوگ شفا حاصل کرتے تھے اب غور طلب امر یہ ہے کہ لباس، بال اور پھونک حصول شفا کے لئے سبب عادی ہیں یا غیر عادی ہیں ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عادۃ لباس، بال اور پھونک حصول شفا کے لئے پیدا نہیں فرمایا اور اگر عادۃ لباس، بال، اور پھونک حصول شفاء کے لئے ہوتیں تو چاہئے کہ ہر ایک کے لباس اور بال اور پھونک سے شفا حاصل کی جائے جس طرح عادۃ جڑی بوٹیوں اور دواؤں کی تخلیق حصول شفا کے لئے ہے وہ شفا کے لئے سبب عادی ہے لیکن لباس وغیرہ حصول شفاء کے ہرگز سبب عادی نہیں ہیں اور یہ ایسا واضح ہے کہ کسی کو ذرہ برابر بھی شبہ نہیں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس وغیرہ سے صحابہ کرام کا شفاء حاصل کرنا اور اپنی بیماریوں اور تکلیفوں میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف رجوع کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد چاہنا "مافوق الاسباب" امور میں استعانت ہے یہی ہمارا مدعا ہے۔

Marfat.com

درسِ عبرت:

اگر مافوق الاسباب کا وسیلہ شرک ہوتا تو سلمہ بن اکوع کو چاہئے تھا کہ پنڈلی ٹوٹ جانے کے بعد وہ کسی جراح کے پاس جاتے کیونکہ علاج کے لئے طبیب اور جراح وغیرہ سبب عادی ہیں اور محبوبانِ خدا کے پاس جانا اور علاج کروانا غیر مادی۔ اگر صحابی رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چاہئے تھا کہ آپ فرماتے میرے پاس ٹوٹی ہوئی ٹانگ لے کر کیوں آئے ہو میں تو کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا اور نہ اس کا سبب عادی ہوں تم نے علاج معالجہ کے لئے مافوق الاسباب طریقہ کو اختیار کر کے شرک کیوں کیا میرا کام تو فقط تم تک احکام شرعیہ پہنچا دینا ہے اور بس حالانکہ ایسا نہیں ہوا بلکہ آپ نے بیمار کو ساتھ بٹھا کر تین پھونک مار کر شفاء کامل بخش دی۔ یہی ہمارا مدعا ہے بلکہ اس پر عامل و قائل بلکہ داعی کامل۔

قارئین کرام! جھاڑ پھونک و دیگر امور جو اہلسنت عمل میں لاتے ہیں انہیں دوسرے لوگ شرک اور بدعت کہتے ہیں اور یہ جملہ کہتے کہتے تھکتے نہیں اس پر ہم نے کبھی شور نہیں کیا کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ ہم مشرک ہیں نہ بدعتی ہیں بلکہ یہ ان کا فتویٰ امام الانبیاء کرام صلی اللہ علیہم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جا پہنچتا ہے۔ اسی لئے قیامت میں وہی ان سے پوچھیں گے اس لئے ہم صبر سے کام لیتے ہیں لیکن اس کے برعکس اگر ہم ان کو صرف وہابی یا خارجیوں کے وارث کہتے ہیں تو پھر یہ لوگ زمین کو سر پر اٹھا لیتے ہیں اس سے قارئین سوچیں کہ اصل کیا ماجرا ہے۔

ازالہ وہم:

انبیاء کرام صلی اللہ علیہم و اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم کے ایسے امور کو معجزہ و کرامت کہہ کر جان چھڑانا دھوکہ دہی کے سوا کچھ نہیں کیونکہ نبی کا معجزہ ہو یا ولی کی کرامت یا عام لوگوں کے افعال سب کا حقیقتاً خالق اور فاعل اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ بندوں کی طرف ان تمام افعال کی نسبت خواہ عادیہ ہوں یا غیر عادیہ محض ظاہری اور صوری طور پر ہوتی ہیں لہٰذا افعال عادیہ اور غیر عادیہ میں خلق یا کسب کے لحاظ سے تفریق کرنا بداہتہً باطل ہے۔ افعال عادیہ میں بندوں کی طرف نسبت تو دوسرے لوگوں کو بھی تسلیم ہے۔ اب ہم وہ آیات قرآنی پیش کرتے ہیں

Marfat.com

جن میں افعال غیر عادیہ کی نسبت بندوں کی طرف کی گئی ہے۔

آیات مافوق الاسباب:

یہ موضوع خاصہ طویل ہے۔ہم صرف آیات قرآنی پر اکتفا کرتے ہیں۔

پہلی آیت:

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ (سورۃ نحل)

جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس علم والے نے عرض کی (اجازت ہو تو) میں لے آتا ہوں اُسے آپ کے پاس اس سے پہلے کہ آپ کی آنکھ جھپکے۔

ایک انسان کا ہزاروں من تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے لے آنا مافوق الاسباب ہی ہے۔

دوسری آیت:

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا (سورۃ مریم آیت ۲۰)

کہ میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں تاکہ تم کو ایک پاکیزہ بیٹا دوں۔

تیسری آیت:

اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ط

(سورۃ آلِ عمران، آیت ۴۹)

میں تم لوگوں کے لئے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسی پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اس کے اندر پھونک مار دیتا ہوں جس سے وہ جاندار پرندہ بن جاتا ہے خدا کے حکم سے اور اچھا کر دیتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور برص، جذام کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو خدا کے حکم سے۔

غور فرمائیں کہ مذکورہ بالا آیات میں افعال غیر عادیہ کا اسناد مخلوق کی طرف کیا گیا ہے ان میں بعض امور تو ایسے ہیں جو خصوصی صفات باری تعالیٰ سے متعلق ہیں لیکن چونکہ مجازاً ہیں

Marfat.com

اسی لئے جائز ہیں یاد رہے افعال کی طرح معجزات اور کرامات کے ساتھ بھی دو قدرتیں متعلق ہوتی ہیں ایک انبیاء کرام صلی اللہ علیہم واولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم کی قدرت بلحاظ کسب کے اور ایک اللہ تعالیٰ کی قدرت بجہت خلق اور ایجاد کے پس نبی علیہ السلام کا دم کرنا انگلی سے اشارہ کرنا دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا یہ کسب ہے اور اللہ تعالیٰ کا تکلیف دور کر دینا، چاند شق کر دینا، سورج پلٹ دینا یہ خلق ہے۔ اور ان افعال کا اسناد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف بلحاظ کسب ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلحاظ خلق ہے اور جس طرح عوام بشر کی قدرت اختیار میں افعال عادیہ ہوتے ہیں اسی طرح خواص بشر اور اولیاء اللہ کی قدرت میں افعال غیر عادیہ ہوتے ہیں دوسرے لوگوں کا صرف افعالِ عادیہ میں بندوں سے استعانت جائز رکھنا اور افعالِ غیر عادیہ میں ناجائز بلکہ شرک کہنا ان کے معتزلہ ہونے کا کھلا اقرار ہے۔

مافوق الاسباب:

مذکورہ تمام آیات میں سے صرف آیت سلیمانی کو دیکھئے کہ سلیمان علیہ السلام نے اہل دربار سے فرمایا کہ بلقیس کے پہنچنے سے پہلے تخت حاضر کر دو جب کہ پلک جھپکنے سے پہلے اتنا بڑا بھاری تخت کو مسافت بعیدہ سے لے آنا انسان کی عادت تو درکنار قوی حالت ہیکل جن کے بس میں بھی نہ تھا اس میں اشارہ ہے کہ مافوق الاسباب امور میں تصرف صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مختص نہیں بلکہ کرم الٰہی سے ہی یہ تصرفات اولیاء اللہ کو بھی حاصل ہوتے ہیں اور یہی اہل حق کا مذہب ہے فقیر اپنے مسلک کی درسی کتاب شرح عقائد کا حوالہ پیش کرتا ہے تا کہ سند ہو علامہ نفسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

وكرامات الاولياء حق فيظهر الكرامة على طريق نقض العادة البعيدة فى المدة القليلة ط	اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں پس ولی کی کرامت خرق عادت مافوق الاسباب طریقہ سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ مسافت بعیدہ کو مدت قلیلہ میں طے کر لے۔

فرماتے ہیں:

Marfat.com

کاتیان صاحب سلیمان علیه السلام وهو آصف بن برخیا علی الاشهر بعرش بلقیس قبل ارتداد الطرف مع بعد المسافة.

مثلاً صاحب سلیمان علیہ السلام آصف بن برخیا کا تخت بلقیس کو پلک جھپکنے سے پہلے مسافتِ بعیدہ سے لے کر آنا۔ قول مشہور یہی ہے۔

(شرح عقائد نسفی ص ۲۲۶)

دوسرے لوگوں کی ایک شرارت یاد رکھیئے اور اس کا جواب بھی وہ یہ کہ جب ہم شرائع سابقہ کا کوئی واقعہ اپنے دعویٰ پر پیش کرتے ہیں تو دوسرے لوگ کہتے ہیں ہم نہیں مانتے کیونکہ یہ پہلی امت کا واقعہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام کا قاعدہ مسلمہ ہے۔ کہ شرائع سابقہ کے جن واقعات کو اللہ تعالیٰ ار اس کا رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر انکار کے بیان فرمائیں وہ حقیقت میں ہماری ہی شریعت ہے اور اس کے حجت ہونے میں رتی برابر بھی شبہ نہیں۔

دیکھئے قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار ص ۶ پر مولانا عبدالحکیم لکھنوی فرماتے ہیں:

ان هذه الشرائع انما تلمزمنا اذا قصها الله و رسوله من غیر انکار لقوله تعالیٰ و کتبنا علیهم ای علی الیهود فی التوراة اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ.

شرائع سابقہ ہمیں اس وقت لازم ہو جاتی ہے جب انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بغیر انکار کے بیان فرمائیں جس طرح وجوب قصاص کا حکم قرآن کی آیت کریمہ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ سے ثابت ہے۔

جو کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں نازل کیا تھا اور پھر اس کا بیان قرآن کریم میں فرمایا پس یہ حکم ہم پر لازم ہو گیا اسی طرح امور مافوق الاسباب میں تصرف کا یہ واقعہ اگرچہ دور سلیمان علیہ السلام کا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے قران کریم میں اس کا بغیر انکار کے بیان فرمایا تو یہ شرعی حجت قرار پایا اور علماء متکلمین نے اس آیت سے مراد کرامات اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم پر استدلال کیا ہے نیز جب اسرائیلی اولیاء کو مافوق الاسباب امور پر قدرت عطا کی ہے تو اس امت کے اولیاء رحمہم اللہ علیہم کو یہ کیوں کر حاصل نہ ہو گی؟ جس کے سر پر اللہ تعالیٰ نے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ کا تاج رکھا ہے اور اسے جَعَلْنَا کُمْ اُمَّةً وَّسَطًا کی دستاویز عطا فرمائی ہے لیکن

Marfat.com

چونکہ وہابیوں کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصرفات وکمالات پر مکمل اعتماد نہیں تو وہ ان کی امت کے اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم کے کمالات وکرامات وتصرفات کو کس طرح مانیں۔

بعد از وصال مافوق الاسباب:

دوسرے لوگوں کو زیادہ تر ضد ہے کہ کسی کو وصال کے بعد وسیلہ بنانے کی، اس پر ہمارے ہاں ہزاروں بلکہ ان گنت دلائل وشواہد ہیں۔ ہم یہاں صرف ایک حدیث شریف پر اکتفا کرتے ہیں۔

''ابوجواز سے روایت ہے کہ مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑ گیا تو لوگوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک کو دیکھ کر اس کے مقابل آسمان کی جانب سوراخ کر دو یہاں تک کہ قبر اطہر اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے پس انہوں نے ایسا کیا اور اس زور کی بارش ہوئی کہ خوب سبزہ پیدا ہوا اونٹ فربہ ہو گئے اور ان کی چربی پھٹی جاتی تھی اور اس سال کو لوگ خوشحالی کا سال کہنے لگے۔ (رواہ الدارمی مشکوٰۃ ص ۵۴۵)

حدیث ہذا سے فقیر نے ذیل طریق سے استدلال کیا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ لوگ بارش کی شکایت لے کر کیوں گئے براہ راست خدا سے دعا کیوں نہ مانگی حالانکہ جانے والے اکثر صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم تھے جن پر خیر القرون کی مہر ثبت ہے اور وہ احادیث استسقاء کو ہم سے زیادہ جانتے تھے بڑی مشکل پڑی تو ام المؤمنین کا دروازہ کھٹکھٹایا معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت محبوبان خدا کے پاس جانا عین اسلام اور سنت صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم ہے۔

اگر انہوں نے یہ شرک کر ہی لیا تھا تو پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو چاہئے تھا کہ انہیں نماز استسقاء پڑھنے کا حکم دیتیں جو طریقہ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھا۔ قبر انور کو آسمان کے بالمقابل کرنے کا حکم کیوں دیا گیا اس حدیث سے مستنبط نہیں ہوتا؟ کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو یقین تھا کہ اگر قبر شریف آسمان کے بالمقابل سوراخ ہو جائے تو اس وقت بارش ہو جائے گی ورنہ نہیں یہی وہ کام ہے جسے دوسرے لوگ فوق الاسباب کا چکر دیتے ہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ثابت فرما دیا کہ وسیلہ ہوتا ہی فوق الاسباب میں ہے اور یہی

Marfat.com

فوق الاسباب معجزہ ہے یا کرامت جس سے دوسروں لوگوں کو انکار ہے اور حالانکہ بفضلہٖ تعالیٰ یہی طریقہ نجدی دور سے پہلے ہر دور میں جاری وساری رہا ہے۔ ملاحظہ ہو وفاء الوفا۔

ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس امر تکوینی یا امر مافوق الاسباب میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر سے استعانت کی ہے۔ جسے دوسرے امور تکوینہ اور فوق الاسباب امور میں استعانت شرک کو کہتے ہیں۔

قبر کے نزدیک دعا مانگنے سے بارش کا حاصل ہو جانا سبب عادی ہے یا غیر عادی؟

اگر سبب عادی ہے تو ہر قبر کے پاس دعا مانگنے سے بارش کے حصول میں ان کی کیا خصوصیت باقی رہی؟

اس واقعہ کو فضائل میں ذکر کرنا کس طرح صحیح ہوگا جس طرح آگ حرارت کے لئے سبب عادی ہے۔ اور ہر آگ سے حرارت حاصل ہوتی ہے اس طرح ہر قبر کے پاس دعا کرنے سے بارش کیوں نہیں ہوتی اس طرح اور اگر یہ سبب عادی نہیں تو یہ فوق الاسباب ہے اس سے ثابت ہوا کہ فوق الاسباب اموز میں بھی غیر اللہ سے استعانت جائز ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ اپنی حاجات اور مشکلات میں قبر پر جا کر دعا مانگنا اور صاحب قبر کو وسیلہ بنانا یہ عہد صحابہ وتابعین اور تبع تابعین کے معمولات ہیں۔ (تفسیر اویسی ص ۱۶۲)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

استعانت از غیر اور آیات استعانت از غیر کی تشریح

Marfat.com

استعانت از غیر کی صحیح ترین تشریح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اذا سألت فاسئل اللّٰہ واذا استعنت فاستعن اللّٰہ (رواہ الترمذی وصححہ عن ابن عباس مرفوعا) ''صرف اللہ سے سوال کرو اور اسی سے استعانت کرو۔'' بہت سے لوگ اس حدیث کا صحیح مطلب نہیں سمجھ پاتے اور وہ اس سے استدلال کر ڈالتے ہیں کہ مطلقاً ہر طرح کا سوال واستعانت صرف اللہ سے ہے اللہ کے سوا کسی دوسرے سے سوال و استعانت شرک ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اسباب کا استعمال اور ان سے استعانت کوئی چیز نہیں اور ساتھ ہی ایسا اعتقاد رکھنے والا شخص استعمال اسباب کے سلسلے میں وارد بہت نصوص کا بھی اپنے اس خیال کے ذریعے انکار کر دیتا ہے حالانکہ اس حدیث مبارک کا ہرگز یہ مقصود نہیں کہ غیر اللہ سے سوال واستعانت مطلقاً ممنوع ہے بلکہ اس کا صحیح مقصود یہ ہے کہ اسباب کے ذریعے ظہور پذیر ہونے والے امور حقیقۃً اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں مخلوقات کے ذریعے جو نعمتیں حاصل ہوتی ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اس لئے سوال واستعانت کرنے والا شخص اسباب ومخلوقات پر نہیں بلکہ اصلاً خالق اسباب ورب مخلوقات پر بھروسہ رکھے اور اپنے آپ کو اسی کا محتاج سمجھے۔ سارا اعتماد اللہ تعالیٰ ہی پر رہے اور اسباب میں الجھ کر مسبب الاسباب کو نہ بھولنے پائے۔ اشیاء کے ظاہری ارتباط وتعلقات سے جو مطلوبہ نتائج برآمد ہوتے ہیں ان سے آگے بڑھ کر اس ذات قادر وقیوم کی نظر رحمت کی طرف لو لگائے رکھے جس نے ان اشیاء اور ان کے نتائج کے درمیان ربط پیدا کیا ہے۔ اس مقصود ومفہوم کی طرف خود اسی حدیث میں آگے چل کر اس طرح اشارہ فرما دیا گیا ہے: واعلم ان الامة لواجتمعت علی ان ینفعوك لم ینفعوك الابشیء قد کتبه الله لك و ان اجتمعت علی ان یضروك بشیء لم یضروك الابشیء قدکتبه الله علیك ''اور جان لو کہ سبھی لوگ مل کر تمہیں فائدہ پہنچانا چاہیں تو اس کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جسے اللہ نے تمہارے لئے مقدر کر رکھا ہے۔ اور اگر سب مل کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہیں تو اس کے علاوہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے

Marfat.com

جسے اللہ نے تمہارے لئے مقدر کر رکھا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں خود اپنی مراد واضح کر دی ہے۔ کہ لوگ نفع و مدد پہنچا سکتے ہیں مگر صرف اسی حد تک جس حد تک اللہ نے بندے کے لئے نفع پہنچانا یا مدد کرنا، مقدر کر رکھا ہے۔

مزید آیات بینات:

کتاب وسنت میں جب استعانت بغیر اللہ کا حکم موجود ہے تو پھر اس کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (سورہ بقرہ۔۱۵۳) ''اور صبر اور نماز سے مدد چاہو۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (انفعال۔۶۰) ''اور ان کے لئے جتنی قوت ہو سکے تیار کر رکھو۔''

بندہ صالح ذوالقرنین کی یہ استعانت قرآن مجید میں موجود ہے۔

اَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ایمان کو حکم دیا کہ ایک دوسرے کی ضرورت پوری کریں تنگ دستوں کی مدد کریں مصیبت زدوں کی فریاد سن کر ان کی اعانت کریں اور ان کاموں میں غفلت و سستی نہ برتیں۔ اس طرح کی بہت سی احادیث وارد ہیں۔

حدیث بخاری و مسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من كان فى حاجة اخيه كان الله فى حاجته (بخاری و مسلم) جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہے گا اس کی ضرورت اللہ تعالیٰ پوری فرماتا رہے گا۔

ایک اور جگہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

حدیث مبارک:

واللّٰہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیہ (مسلم وابوداؤد)

اللہ تعالیٰ بندے کی مدد فرماتا رہے گا جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہے۔اور ارشاد فرمایا:

حدیث مبارک:

ان لِللّٰہ خلقاً خَلَقَھُمْ لِحوائج الناس یفزع الناس الیھم فی حوائجھم، اولٰٓئک الاٰمِنُوْن من عذاب اللّٰہ۔

''اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ نے لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے لوگ اپنی ضروریات کے لئے ان کے پاس جاتے ہیں یہی لوگ عذاب الٰہی سے مامون ہیں۔''

دیکھئے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یفزع الناس الیھم فی حوائجھم لوگ اپنی ضروریات لے کران کے پاس جاتے ہیں اوران ضرورت مندوں کی اس طلب پر آپ نے انہیں، مشرک تو کجا عاصی بھی نہیں قرار دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا:

حدیث مبارک:

ان لِللّٰہ اقواما اختصھم بالنعم لمنافع العباد یقرھم فیھا مابذلوھا فاذا منعوھا نزعھا منھم فحولھا الی غیرھم

(رواہ ابن الدنیا قال الحافظ المنذری)

''اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کے لئے نعمتیں خاص کر رکھی ہیں جن سے وہ بندوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں وہ نعمتیں ان لوگوں کے اندر اس وقت تک رہتی ہیں جب تک وہ انہیں صرف کرتے رہتے ہیں پھر جب وہ یہ نعمتیں روک لیتے ہیں تو وہ دوسروں کے حوالہ کر دی جاتی ہیں۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

حدیث مبارک:

لان یمشی احدکم مع اخیه فی قضاء حاجته واشار باصبعه افضل من ان یعتکف فی مسجدی هذا شهرین (رواه الحاکم وقال صحیح الاسناد)

''اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے کی راہ میں قدم بڑھانا میری اس مسجد میں دو ماہ کے اعتکاف سے افضل ہے۔ فی قضاء حاجته کہتے ہوئے آپ نے اپنی انگلی سے اشارہ فرمایا۔''

حدیث مبارک:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے تو میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ میری فرض کی ہوئی محبوب چیزوں سے زیادہ کسی شے سے میرا قرب حاصل نہیں کرتا اور وہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں اور جب اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ طلب کرے تو میں ضرور ضرور اسے اپنی پناہ عطا کرتا ہوں۔ (بخاری شریف کتاب الرقاق)

وضاحت:

اس حدیث پاک میں یہ الفاظ بے حد اہمیت کے حامل ہیں: ''اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور ضرور عطا کرتا ہوں۔'' اس وعدہ خداوندی سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جس بھی چیز کا سوال کریں وہ انہیں ضرور عطا کی جائے گی اور اسی طرح جس بھی نقصان پہنچانے والی شے کے بارے پناہ طلب فرمائیں انہیں اس سے بچایا جائے گا۔

Marfat.com

جب یہ بات ثابت ہوگئی تو اس کے ساتھ ہی اہل ایمان کی ''ان کی خدمت میں اپنی حاجات کی تکمیل اور آفات و بلیات سے محفوظ رہنے کے سلسلے میں رجوع کرنے میں حکمت بھی خوب واضح ہوگئی۔ اور وہ یہ کہ عام مسلمان اچھی طرح جانتا ہے کہ میرے اعمال اس قابل نہیں کہ وہ مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب کرواسکیں لہٰذا ہوسکتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے براہ راست طلب کروں تو میری دعا کو شرف قبولیت حاصل نہ ہو۔ لیکن چونکہ ان مقبولان بارگاہ الٰہی کی عرض ''وعدہ خداوندی'' کے باعث رد نہیں کی جائے گی لہٰذا اپنی ہر مشکل کے حل اور ہر حاجت کی تکمیل کے لئے ان عظیم الشان قوت رکھنے والی شخصیات سے رجوع کرنا ہی مناسب و بہتر رہے گا اور جب اولیائے عظام رحمتہ اللہ علیہم کی یہ شان ہے تو انبیاء علیہم السلام کی عظمت کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ اس حدیث قدسی میں موجودہ وعدہ رب العلی کس طرح پورا کیا گیا، کیا جاتا ہے اور کیا جائے گا اس کا اندازہ درج ذیل واقعات پڑھ کر بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

آیات استعانت از غیر

۱۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔
اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔
(کنزالایمان پ۶، المائدہ۔۲)

۲۔ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔
اور صبر اور نماز سے مدد چاہو۔
(کنزالایمان پ۱، البقرہ۔۴۵)

۳۔ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ
کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔ (کنزالایمان پ۳، آل عمران رکوع ۱۴)

۴۔ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ
حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔ (کنزالایمان پ۳، آل عمران رکوع ۱۴)

۵۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ
اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے (تو) اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ (کنزالایمان پ۳، آل عمران رکوع ۱۴)

Marfat.com

٦۔ وَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ — تو میری، طاقت سے مدد کرو۔
(کنزالایمان پ۱٦، الکھف۔۹۵)

۷۔ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ — تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ (کنزالایمان پ۳، آل عمران رکوع ۱۳)

۸۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا — تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔
(کنزالایمان پ٦، المائدہ رکوع ۱۲)

۹۔ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْ — اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو دوست بنائے۔ (کنزالایمان پ٦، المائدہ رکوع ۱۲)

۱۰۔ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا — اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔
(کنزالایمان پ۱۵، الکھف رکوع ۱۴)

۱۱۔ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا۔ — اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اس کا کوئی یار نہ پائے گا۔ (کنزالایمان پ۵، رکوع ۵)

۱۲۔ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا — اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے۔ (کنزالایمان پ۵، رکوع ۷)

۱۳۔ وَاجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا — اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دینے والا دے۔ (کنزالایمان پ۱۵، رکوع ۹)

۱٤۔ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرًا — تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

Marfat.com

۱۵۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ
اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔
(کنزالایمان پ۱۰، رکوع ۴)

۱۶۔ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ
تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا۔
(کنزالایمان پ۱۰، رکوع ۴)

۱۷۔ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ
اور اس شہر میں داخل ہوا جس وقت شہر والے دوپہر کے خواب میں بے خبر تھے تو اس میں دو مرد لڑتے پائے ایک موسیٰ کے گروہ سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں سے تو وہ جو اس کے گروہ سے تھا اس نے موسیٰ سے مدد مانگی۔ (کنزالایمان پ۲۰، رکوع ۵)

۱۸۔ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ
اور منگتا کو نہ جھڑکو۔
(کنزالایمان پ۳۰، سورۃ والضحیٰ)

۱۹۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔ (کنزالایمان پ۱۰، الانفال ۶۴)

۲۰۔ وَاجْعَلْ لِّىْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِىْ ○ هٰرُوْنَ اَخِى ○ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِىْ
اور میرے لئے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کر دے وہ کون میرا بھائی ہارون اس سے میری کمر مضبوط کر۔
(کنزالایمان پ۱۶، طٰہٰ ۲۹ تا ۳۱)

۲۱۔ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائیتیوں کو بلا لو۔

Marfat.com

۲۲۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

(کنز الایمان پ ۵، النساء ۶۴)

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصرّف واختیار

ہر شے کا حقیقی مالک ومختار صرف اللہ ہی ہے اور اس نے اپنی خاص عطاء اور فضل عظیم سے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کونین کا حاکم اور ساری خدائی کا والی اور مختار بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطاء کے بغیر کوئی مخلوق کسی بھی ذرہ کی مالک ومختار نہیں۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اعظم اور نائب اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اللہ رب العزت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذن عطا فرمایا ہے کہ جہاں چاہیں تشریف لے جائیں کائنات میں جو چاہیں تصرف فرمائیں آپ چاہیں تو پہاڑ سونا بن جائیں۔لکڑی کی چھڑی پتھر بن جائیں آپ چاہیں تو درخت آپ کے اشاروں پہ دوڑنے لگیں۔آپ کا حکم پانی پہ جاری ہے۔ نباتات اور جمادات آپ کی اطاعت کرتے ہیں حیوانات آپ کی غلامی کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار پر آیات قرآنیہ:

۱۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ. (پ ۱۰ رکوع ۱۳ سورہ التوبہ ۵۹)

''اور کیا (ہی) اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور (اس کے) رسول نے ان کو دیا۔''

۲۔ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ. (پ ۱۰، رکوع ۱۶ سورہ التوبہ ۷۴)

''اور کیا وہ صرف اسی بات سے ناخوش ہیں کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے مالدار کر دیا۔''

Marfat.com

۳۔ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ (التوبہ۔۲۹)

لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ (کنزالایمان)

٤۔ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ۔ (الاحزاب۔۳۷)

''اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور (اے نبی) تم نے (بھی) اسے نعمت دی۔ (کنزالایمان)

۵۔ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر۔۷)

''اور (جو) کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں (اس سے) باز رہو۔ (کنزالایمان)

احادیث مبارکہ:

۱۔ قال حميد بن عبد الرحمان سمعت معاويه خطيبا يقول سمعت النبى صلى الله عليه و آله و سلم يقول من يرد الله به خيرا يفقهُ فى الدين و اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ (بخاری شریف جلد ۱ ص ۱٦ و مشکوۃ شریف ص ۳۲)

''حمید بن عبدالرحمان کہتے ہیں میں نے حضرت امیر معاویہ سے سنا وہ دوران خطبہ فرما رہے تھے میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ جس کے لئے بھلائی کا ارادہ فرمائے اسے دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں عطا کرنے والا اللہ ہے۔''

۲۔ عن ابى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم قال بعثت بجوامع الكلم و نصرت بالرعب فبينا انا نائم اتيت بمفاتيح خزائن الارض فوضعت فى يدى۔ (بخاری شریف ج ۱، ص ۴۱۸، مسلم شریف کتاب المساجد جلد ۱، ص ۲۰۰)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا ہے۔ اور رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ اور

Marfat.com

میں ایک بار سو رہا تھا کہ میرے پاس تمام زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں دے دی گئیں۔"

۳۔ وعن عائشة قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ و سلم یا عائشة لوشئت لسارت معی جبال الذھب (مشکوٰۃ شریف باب اخلاق النبی ﷺ ص۵۲۱)

"حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو پہاڑ سونا بن کر میرے ساتھ چلیں۔"

٤۔ و عن ثوبانؓ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم قال ان اللہ تعالیٰ زوی لی الارض حتی رأیت مشارقھا و مغاربھا واعطانی الکنزین الاحمر والابیض۔ (مسلم شریف جلد۲، ص۳۹۰)

"حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ نے تمام روئے زمین کو میرے لئے سمیٹ دیا ہے حتیٰ کہ میں نے اس کے تمام مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے سرخ اور سفید دو خزانے عطا فرمائے۔

٥۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ فقال (رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم للیھود) اِعلموا انما الارض للہ ورسولہ وانی اریدان اُخلیکم من ھذہ الارض فمن وجد منکم بمالہ شیئا فلیبعہ والا فاعلموا ان الارض للّٰہ و رسولہ۔ (مسلم شریف جلد۲، ص۹۴)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہود سے فرمایا: اے گروہ یہود سن لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم کو سرزمین حجاز سے نکال دوں۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص اپنے مال کو بیچنا چاہے اس کو بیچ دے ورنہ جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔"

مذکورہ بالا قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیثیت صرف پیغام رساں کی سی نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے اذن سے شارِع شریعت گر، مُحلِّلْ، مُحَرِّمْ اور حَاکِمْ و مُطَاعْ بھی ہیں۔

Marfat.com

خلیفۂ اعظم اور نائب اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اعظم اور نائب اکبر ہیں۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کی تفسیر میں:

اللہ تعالیٰ نے جب سیّدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہا تو فرشتوں سے فرمایا: ''اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً'' اے فرشتو میں زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں اب دیکھنا یہ ہے کہ خلیفہ کون ہوتا ہے۔

تفسیر جلالین:

''اے فرشتو میں زمین میں اپنا نائب پیدا کرنے والا ہوں جو کہ میری زمین میں میرے احکام نافذ کرنے میں میرا خلیفہ اور نائب ہوگا۔''

تفسیر ضیاء القرآن:

''خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کسی کے ملک میں اس کے نائب کی حیثیت سے عمل کرائے۔''

اور پھر قرطبی کا حوالہ دیتے ہوئے اگلے صفحہ پر فرماتے ہیں۔ ''اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چھوٹی بڑی تمام اشیاء کے سب نام سکھا دیئے اور خلافت کے منصب کا تقاضا بھی یہی تھا کہ انہیں ان تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا جاتا۔ جب آدم علیہ السلام کے علم کی یہ کیفیت ہے تو سیّد بنی آدم خلیفۃ اللہ فی العالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم و معارف کا کیا کہنا۔''

تفسیر روح المعانی سے:

''انہ خلیفۃ اللہ فی ارضہ وکذا کل نبی استخلفھم فی عمارۃ الارض و سیاسۃ الناس و تکمیل نفوسھم و تنفیذ امرہ فیھم۔''

سیّدنا آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی زمین میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اور یوں ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے زمین کے آباد کرنے اور انتظام کرنے میں لوگوں کی سیاست (حکمرانی) میں اور نفوس کی تکمیل میں نیز اپنے احکام نافذ کرنے میں اپنا خلیفہ بنایا ہے۔

Marfat.com

اسی خلافت الٰہیہ کا کرشمہ ہے کہ سیّدنا عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنِّی اُبْرِءُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہ (قرآن)

یعنی مادرزاد کو میں تندرست کرتا ہوں اور برص والوں کو ٹھیک میں کرتا ہوں، مردوں کو زندہ میں کرتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے اذن وعطا سے نیز حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا:

"اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ (آلِ عمران ایت نمبر ۴۹)

اے لوگو! میں مٹی سے جانور بناتا ہوں اور اس میں پھونک میں مارتا ہوں تو وہ مٹی سے بنایا ہوا جانور اللہ تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے الحاصل خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے اذن وعطا سے اس کے ملک میں حکم جاری کرے۔ اور تفسیر روح البیان میں ہے:

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں اور اگر حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو آدم علیہ السلام پیدا ہی نہ ہوتے۔

پس معلوم ہوا ہمارے آقا سیّد الانبیاء، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم اور نائب اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اسی لئے وسیلہ بنانا عین اسلام ہے چنانچہ شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوۃ فارسی جلد اوّل ص ۱۴۸۔۱۴۹ میں ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو کچھ بھی عطا فرمایا ہے اس میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کو خزانوں کی کنجیاں عنایت فرما دی گئیں اور سپرد کر دی گئیں اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ فارس اور روم کے بادشاہوں کے خزانے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے قبضہ میں آ گئے اور اس کا باطن یہ کہ دنیا میں زہد جس کی پیداوار کے خزانے مراد ہیں کہ کسی جاندار کا رزق آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ واختیار میں دے دیا گیا ہے اور تمام مخلوق کی ظاہری اور باطنی تربیت مکمل طور پر آپ کے سپرد کر دی گئی ہے جس طرح کہ غیب کی کنجیاں دست علم الٰہی میں ہیں کہ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اسی طرح رزق کے خزانوں کی کنجیاں اور رزق کی تقسیم اس سخی وسرور اور سخی سردار کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور دینے والا اللہ ہے۔

Marfat.com

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی حاجات ومشکلات کے سلسلے میں بارگاہ محبوب باری تعالیٰ میں رجوع کیا کرتے تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی کرم نوازی سے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی دستگیری فرماتے تھے۔

قبل از وصال مدد کرنا

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مدد فرمانا احادیث کی روشنی میں"

احادیث مبارکہ:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی شکایت نسیان:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ شکایت کی کہ حدیث شریف سن کر وہ بھول جاتے ہیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ سے بہت کافی حدیثیں سنتا ہوں مگر انہیں بھول جاتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ بھولنے نہ پاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ انہوں نے چادر کو پھیلا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دست مبارک سے چادر میں ہوا پھینکی اور حکم دیا کہ اسے اپنے سینے سے لگالو تو انہوں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں فمانسیت شیئاً پھر میں کچھ نہیں بھولا۔ (رواہ بخاری فی کتاب العلم باب حفظ العلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہی تو طلب کر رہے ہیں کہ اب میں کچھ نہ بھولوں میرے اوپر نسیان نہ طاری ہو اور یہ ایسی طلب ہے جس کی تکمیل پر صرف اللہ وحدہ لاشریک قادر ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نہ بُرا بھلا کہا نہ یہ فرمایا کہ تم شرک کر رہے ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طلب پوری کر دی اور اس روایت میں کہیں نہیں ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں کوئی دعا کی بلکہ انہوں نے ہاتھوں میں ہوا لے کر اسے ان کی چادر میں ڈال دی اور حکم دیا کہ اسے سینے سے لگالیں اور پھر یہی چیز اللہ کے فضل سے ان کے لئے تکمیل حاجت کا سبب بن گئی۔

Marfat.com

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی شکایت نسیان:

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی قوت حفظ میں خلل پیدا ہو گیا۔ نسیان کی بیماری نے بہت سے مسائل پیدا کر دیئے آخر انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں عرض کرنے کا ارادہ کر لیا تا کہ اس موذی بیماری سے نجات ملے چنانچہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! قوت حفظ کی خرابی نے بڑا پریشان کر دیا ہے۔ نگاہ کرم فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شیطان کا نام خنزب ہے یہ اسی کی کارستانی ہوتی ہے۔ تیرے جسم میں وہی متصرف ہو گیا ہے لے ہم اسے نکال دیتے ہیں۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرما کر وضع یدہ علی صدری فوجدت بردھا بین کتفی وقال اخرج یا شیطان من صدر عثمان اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے کندھے تک محسوس کی پھر فرمایا: او شیطان! عثمان کے سینے سے نکل اس فیض رسانی کا یہ اثر ہوا ہے کہ آج تک کوئی چیز نہیں بھولی۔ (شفاء السقام ص ۱۷۵)

نابینا صحابی نے آنکھیں پائیں:

عن عثمان بن حُنیف انّ رجلا ضریر البصر اتی النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم فقال یا رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ و الہٖ و سلم علمنی دعآءً ادعوبہ یرد اللہ علی بصری فقال لہ قل انی اسألك واتوجہ الیك نبیك نبی الرحمۃ یا محمد انی قد توجھت بك الی ربی شفعہ فی و یشفعنی فی نفسی فدعا بھذا الدعاء فقال وقَدْ اَبْصِرَ و فی المستدرك انی اتوجہ بك الی ربك فی حاجتی ھذہ فتقضٰی لی۔

(ترمذی جلد ۲ ص ۱۹۷ و ابن ماجہ ص ۱۰۰ و مستدرک جلد ا ص ۳۱۳ تلخیص ذھبی ۳۱۳)

''حضرت عثمان بن حنیف سے مروی ہے کہ ایک نابینا صحابی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ میں وہ دعا مانگوں تو اللہ تعالیٰ میری آنکھوں کو بینا کر دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو یہ دعا کر کہ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے نبی کی امداد کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوں جو نبی مجسم رحمت ہیں یا محمد صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بے شک متوجہ ہوتا ہوں آپ کی امداد کے ساتھ اپنے رب کی طرف اے اللہ تو میرا سفارشی بنا آپ کو مجھ میں اور میرے نفس میں تو اسی نابینے نے دعا کی پھر کھڑا ہوا کہ اچانک بینا ہو گیا اور مستدرک کے الفاظ ہیں کہ میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی امداد کے ساتھ اپنے رب سے اپنی حاجت کے بارے سوال کرتا ہوں۔" امام ذھبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (ایضاً)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد کا قرضہ اتار دیا:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد کا انتقال ہوا تو ان پر کچھ قرض تھا میں نے ان کے قرض خواہوں سے کہا کہ اس قرض کے بدلے میں میرے باغ میں موجود کھجوریں لے لیں کھجوریں باغ میں تھوڑی تھیں اس لئے انہوں نے کھجوریں لینے سے انکار کر دیا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جانتے ہی ہیں کہ میرے والد احد کے دن شہید ہو گئے تھے اور بہت سا قرض چھوڑ گئے ہیں لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپ کو دیکھیں (یعنی آپ میرے ساتھ تشریف لے چلئے تو ممکن ہے کہ یہود مدینہ مروّت میں موجودہ پیداوار لے کر قرض معاف کر دیں) یہ عرض سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاؤ ہر قسم کی کھجور کا الگ الگ ڈھیر لگا دو۔

میں نے حسب حکم یہ کام کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھجوا دیا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور قرض خواہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو ان کے چہروں پر غضب کے آثار نمودار ہو گئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو ان کھجوروں میں سے بڑے ڈھیر کے آس پاس تین چکر گھومے پھر اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا اپنے قرض خواہوں کو ہمارے سامنے بلاؤ جب وہ حاضر ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناپ کروا کر انہیں عنایت فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کا تمام قرضہ ادا فرما دیا میں اس پر راضی تھا کہ بس اللہ تعالیٰ میرا قرضہ معاف فرما دے چاہے میں اپنی بہنوں کو ایک کھجور بھی نہ پہنچا سکوں مگر اللہ تعالیٰ نے سارے

Marfat.com

ڈھیر کو سلامت رکھا حتیٰ کہ میں نے اس ڈھیر کو دیکھا کہ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرماتھے کہ اس سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی۔ (بخاری کتاب الوصایا)

قحط سالی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے جمعہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی کھڑا ہو گیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے مال ہلاک اور بچے بھوکے ہو گئے آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا فرمائیے یہ عرض سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے آسمان پر بالکل بادل نہیں دیکھے تھے لیکن اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی اپنے ہاتھ بھی نیچے نہ کئے تھے کہ بادل پہاڑوں کی مانند اٹھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی منبر شریف سے نیچے بھی نہ آئے تھے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک پر بارش کے قطرے گرتے دیکھے پھر اگلے جمعہ تک یہ بارش ہوتی رہی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبے کے لئے کھڑے ہوئے تو وہی یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر گر رہے ہیں، مال ڈوب رہے ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا فرمائیے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی اے اللہ عزوجل! ہم پر نہ برسا ہمارے آس پاس برسا الٰہی! ٹیلوں، پہاڑوں، وادیوں اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر برسا راوی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت سے بارش رک گئی اور ہم دھوپ میں چلتے ہوئے اپنے گھروں کو گئے۔

(بخاری شریف کتاب الجمعہ)

معلوم ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارش کی طلب کے لئے بھی بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رجوع فرماتے تھے اور جواباً سخی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں مایوس نہ فرماتے تھے۔

Marfat.com

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا استغاثہ:

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کا ڈھیلا بہہ کر ان کے رخسار پر آ گیا تھا جسے لوگوں نے کاٹ کر الگ کر دینا چاہا حضرت قتادہ نے کہا ہرگز نہیں پہلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے لوں اس کے بعد کچھ ہو سکتا ہے اور پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ہتھیلی ان کی آنکھ کے ڈھیلے پر رکھ کر اسے کچھ اشارہ کر کے جنبش دی تو وہ بالکل اپنی پرانی حالت یں آ گئی اور دوسری آنکھ سے بھی زیادہ صحیح ہو گئی۔

(رواہ البغوی وابو یعلی واخرجہ الدار قطنی وابن شاہین والبیہقی فی الدلائل ونقلھا الحافظ ابن حجر فی الاصابۃ جلد نمبر ۳ ص ۲۲۵ والحافظ السیوطی فی الخصائص الکبری)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی استعانت:

محمد بن عقبہ بن شرجیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے دادا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میرے ہاتھ میں زخم نکل آیا تھا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا نبی اللہ! اس زخم کی وجہ سے اتنا ورم ہو گیا ہے کہ نہ تلوار کا دستہ پکڑا جاتا ہے نہ سواری کی لگام پکڑی جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے قریب آ ؤ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس زخم کو کھول کر میری ہتھیلی پر پھونک ماری پھر اپنا دست شفا اس زخم پر رکھ دیا اور اسے اپنی ہتھیلی سے مسلتے رہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو میری ہتھیلی پر زخم کا اثر بھی مجھے نظر نہ آیا۔ (رواہ الطبرانی وذکرہ الحافظ الھیثمی فی مجمع الزوائد جلد نمبر ۸ ص ۲۹۸)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی استعانت:

غزوہ بدر میں دوران جنگ عکرمہ بن ابی جہل نے حضرت معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن جموح کے شانے پر تلوار ماری حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تلوار کی ضرب سے میرا ہاتھ کٹ کر پہلو کی کھال کے ساتھ لٹک گیا جس کی وجہ سے اس سے لڑائی جاری رکھنا میرے لئے

Marfat.com

دشوار ہو گیا پھر بھی میں نے اسے دن بھر گھسیٹتے ہوئے جہاد کیا لیکن جب تکلیف بہت زیادہ بڑھ گئی تو اس کٹے ہوئے ہاتھ پر میں اپنا پاؤں رکھ کر سوار ہو گیا اور کھینچ کر میں نے اسے الگ کر دیا مواہب لدنیہ میں ہے حضرت معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنا وہ ہاتھ جسے عکرمہ بن ابی جہل نے تلوار مار کر زخمی کیا تھا پھر وہ الگ کر دیا تھا تو اس ہاتھ کو لٹکائے ہوئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جیسا کہ قاضی عیاض رضی اللہ عنہ نے ابن وہب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کٹے ہوئے ہاتھ پر لعاب دہن لگا دیا اور وہ ہاتھ دوبارہ جڑ گیا۔ (ذکرہ ھذہ القصۃ الزرقانی واسندھا الی ابن اسحاق ومن طریقہ الحاکم)

غیر اللہ کو اپنا مددگار کہنے پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خندق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لوگوں کو آواز دی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے پھر دوسری مرتبہ پکارا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے لبیک کہی تیسری مرتبہ پکارا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہی حاضر بارگاہ ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہر نبی کا کوئی حواری ہوتا ہے جب کہ میرا حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔“ سفیان کا قول ہے کہ حواری سے مراد ”مددگار“ ہے۔

(بخاری باب السیر وحدہ)

معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو اپنا مددگار کہنا سیّد عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا طریق بھی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کا پاؤں ٹھیک ہو جانا:

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابو رافع کی طرف ایک جماعت بھیجی ان میں سے حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اس کے گھر میں داخل ہوئے وہ اس وقت سو رہا تھا حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے پیٹ پر تلوار رکھی حتیٰ کہ وہ اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی میں سمجھ گیا کہ میں اسے قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں پھر میں نے واپس آنے کے لئے دروازہ کھولا اور سیڑھیاں اترنے لگا جب آخری سیڑھی پر قدم رکھا تو پیر پھسلنے کے باعث میں گر پڑا جس کی وجہ سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے اپنے عمامے سے اسے باندھ دیا جب میں رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا تو میں نے اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے پھیلا دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست اقدس اس پر پھیر دیا تو وہ اس طرح ٹھیک ہو گیا کہ گویا میں نے کبھی اس کی شکایت ہی نہ کی تھی۔ (بخاری باب کتاب المغازی)

منہ مانگی مرادوں سے بھری جیب دو عالم

جب دست کرم آپ نے دامن سے نکالا

(ذوق نعت)

اس حدیث مبارکہ سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا پنڈلی جوڑنے کے سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرنا اور جواب میں رسول مشکل کشا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدد فرمانا ثابت ہوا۔

ابو رافع ایک یہودی تھا جو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتا اور دشمنان اسلام کو پناہ دیا کرتا تھا اس کے قتل کے لئے یہ جماعت بھیجی گئی تھی۔

حصول شفاء کے لئے صحابی رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونا:

حضرت یزید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر ایک چوٹ کا نشان دیکھا تو عرض کی کہ اے ابو مسلم! یہ چوٹ کیسی ہے فرمایا یہ وہ چوٹ ہے کہ جو مجھے خیبر کے دن لگی تھی تو لوگوں نے کہا تھا کہ مسلمہ شہید ہو گیا ہے۔ چوٹ اس قدر خطرناک اور گہری تھی میں اس چوٹ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر تین بار دم فرمایا تو تب سے اب تک میں کسی تکلیف میں گرفتار نہیں ہوا۔ (بخاری کتاب المغازی)

اس روایت سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کا چوٹ کے سلسلے میں حصول شفاء کے لئے حاضر خدمت ہونا اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شفاء عطا فرمانا ثابت ہوا۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابی کی تکلیف دور فرما دی:

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے مجھ سے ارشاد فرمایا ''کیا تم مجھ کو ذی الخصلۃ (قبیلہ خثعم والوں نے کعبۃ اللہ کے مقابلہ میں ایک گھر تعمیر کیا تھا اس میں ایک بت تھا جس کا نام ذی الخاصہ تھا وہ لوگ اس کی عبادت کیا کرتے تھے) سے راحت نہ دو گے۔'' میں نے عرض کی جی ہاں کیوں نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گھوڑے پر ٹک مار کر نہیں بیٹھ سکتا مہربانی فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست اقدس میرے سینے سے لگا دیا حتیٰ کہ میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں محسوس کیا پھر فرمایا اے اللہ عزوجل! اسے ثابت رکھ اسے ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنادے فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں کبھی بھی اپنے گھوڑے سے نہ گرا پھر میں ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوا اور ذی الخصلۃ کو آگ لگا کر ڈھادیا۔

(بخاری شریف کتاب المغازی، مسلم شریف باب فضائل صحابہؓ)

اس روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے اور ان کا گھوڑے پر جم کر بیٹھنے کے سلسلے میں ناصر و مددگار آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنا ثابت ہوا۔

شدت پیاس کی حالت میں صحابہ کرامؓ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پانی طلب کرنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حدیبیہ کے دن پیاسے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک ڈول تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوئے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس پانی نہیں ہے جس سے ہم وضو کریں اور پانی پئیں سوائے اس ڈول کے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس ڈول میں رکھا تو پانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پھوٹنے لگا پھر ہم نے اس پانی سے وضو کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ اس دن تعداد میں کتنے تھے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہم لوگوں کو کافی ہوتا بہر حال ہم پندرہ سو تھے۔ (بخاری شریف باب کتاب المغازی)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگی اور حبیب کبریا نے مدد فرمائی۔

Marfat.com

خندق کھدوانے میں مدد طلب کرنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خندق کے دن کھدائی کر رہے تھے کہ ایک سخت پتھر سامنے آ گیا لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خندق میں ایک سخت پتھر سامنے آ گیا ہے۔ فرمایا ہم اسے توڑنے کے لئے اتریں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا ہم تین دن تک اس طرح رہے تھے کہ کوئی چکھنے والی چیز نہ چکھی تھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کدال لی اور پتھر پر ماری تو وہ بالکل ریت کی مانند ہو گیا۔ اس روایت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا چٹان توڑنے کے سلسلے میں شہنشاہ محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنا اور جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مایوس نہ فرمانا ثابت ہوا۔ (بخاری کتاب المغازی)

اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کی مدد:

مسجد نبوی کے سامنے ایک چبوترہ بنایا گیا تھا جس میں علم وعرفان کے پیاسے ہمہ وقت مجتمع رہتے تھے انہیں دنیاوی امور سے کوئی سروکار نہ تھا ہر قسم کے دنیاوی بندھنوں اور ذاتی خواہشوں سے ناطہ توڑ کر وہ صرف معرفت ربانی اور علم دین کے حصوں کے لئے وقف تھے ذکر وفکر میں مشغول رہتے اور محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی باتوں اور حسین اداؤں کو قلب و ذہن کے نہاں خانوں میں محفوظ کرتے یہی ان کا وظیفہ تھا اور یہی ان کی اہم ترین مصروفیت تھی۔ اہل دل انہیں ''اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم'' کہتے تھے۔

ایک روز علم کے متوالوں اور قدسی نہاد انسانوں کو بھوک نے ستایا تو بے قرار ہو گئے جب دیر تک کچھ کھانے کو نہ ملا تو نقاہت و ناتوانی نے آ دبوچا، ہلنے جلنے کی بھی سکت نہ رہی انہوں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے کہا: ''آپ جا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمارے لئے کوئی چیز طلب کریں۔''

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے ان سے دریافت فرمایا گھر میں کچھ کھانے کے لئے ہے؟

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''روٹی کے چند ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں۔''
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ لے آؤ پھر انہیں پرات میں ڈال کر ملنا شروع کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں برابر ملتے رہے تا آنکہ وہ چوری سی بن گئی اور اس چوری سے پرات بھر گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا دس آدمیوں کو بلا لاؤ! وہ آکر پیٹ بھر لیں دس آدمی آ گئے انہوں نے پیٹ بھر کر چوری کھائی جب مطمئن ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دس آدمی اور بلا لاؤ۔

اس طرح باری باری دس دس افراد آتے رہے اور پیٹ بھر کر جاتے رہے تا آنکہ کوئی بھوکا نہ رہا۔ لیکن پرات کی چوری پھر بھی ختم نہ ہوئی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھجوا دی۔ (مجمع الزوائد جلد نمبر ۸، ص ۳۰۸)

نابینے پن کی شکایت:

ایک صاحب حاضر ہوئے ان کی بینائی زائل ہو چکی تھی دونوں آنکھیں بیماری کی وجہ سے سفید ہو گئی تھیں۔ اس نے بتایا میں ساربان ہوں، سانپ کے انڈوں پر پاؤں آ گیا تھا جس کے زہر کی وجہ سے آنکھیں خراب ہو گئی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی آنکھوں پر لعاب مبارک لگا دیا آنکھیں بے حد روشن ہو گئیں جن کی روشنی تا عمر قائم رہی لوگ اسی ۸۰ سال کی عمر میں انہیں دیکھا کرتے تھے کہ سوئی میں دھاگہ ڈال رہے ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد نمبر ۸ ص ۲۹۸)

صحابہ رضی اللہ عنہم کا شدت بھوک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ تبوک کے دن لوگوں کو بھوک نے گھیر لیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ صورت حال دیکھ کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں سے ان کا بچا ہوا زاد راہ منگوا کر اس کھانے پر اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا فرما دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ٹھیک ہے۔ چنانچہ دستر خوان بچھا کر سب سے ان کا بچا ہوا زاد راہ منگوایا گیا کوئی شخص ایک مٹھی جوار لایا تو کوئی ایک مٹھی کھجوریں اور روٹی کا ٹکڑا حتیٰ کہ دستر خوان پر تھوڑی سی چیزیں جمع ہو گئیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برکت

Marfat.com

کی دعا کی اور فرمایا اسے اپنے برتنوں میں بھر لو۔ چنانچہ لوگوں نے اپنے برتنوں میں بھر لیا پھر کھایا حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے اس کے باوجود کھانا بچ گیا۔ (مسلم شریف کتاب الایمان)

مذکورہ بالا روایت سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کھانے میں اضافے کے لئے مدد مانگنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برکت عطا فرمانا ثابت ہوا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا ایمان لانا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ مشرکہ تھیں میں ان کو اسلام کی دعوت دیتا تھا۔ ایک دن میں نے ان کو دعوت دی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایسی بات کہی جو مجھ کو ناگوار گزری میں روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں مگر وہ انکار کرتی ہے آج میں نے اس کو دعوت دی تو اس نے آپ کے متعلق ایسا کلمہ کہا جو مجھے ناگوار گزرا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو ہدایت دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ عزوجل! ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو ہدایت دے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا لے کر خوشی سے گھر روانہ ہوا جب میں گھر کے دروازے پر پہنچا تو دروازہ بند تھا ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سن لی اس نے کہا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو پھر میں نے پانی گرنے کی آواز سنی میری والدہ نے غسل کیا کپڑے پہنے اور جلدی میں بغیر دوپٹہ کے باہر آئیں پھر دروازہ کھولا اور کہا: یَا اَبَا هُرَيْرَةَ اشهدان لا اله الا الله واشهدان محمدا عبده و رسوله یعنی اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میں خوشی سے روتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو اس نے ہدایت دے دی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور

Marfat.com

کلمات خیر ارشاد فرمائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری اور میری والدہ کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور ہمارے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ عزوجل! اپنے اس بندے (یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) اور اس کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں پیدا فرمادے اور مومنوں کی محبت ان کے دل میں ڈال دے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر کوئی مسلمان ایسا پیدا نہ ہوا جو میرا ذکر سن کر یا مجھے دیکھ کر مجھ سے محبت نہ کرے۔ (مسلم شریف کتاب فضائل صحابہ جلد ۲ ص ۳۰۱، مشکوٰۃ شریف باب المعجزات ص ۵۳۵)

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ربیعہ رضی اللہ عنہ کچھ مانگ لو:

حضرت ربیعہ ابن کعب رضی اللہ عنہ (اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم خاص ہیں) فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رات گزارتا تھا (تاکہ آپ کی خدمت کرسکوں) تو (ایک رات) میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وضو کا پانی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاجت کی چیز (یعنی مسواک وغیرہ) لایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''اے ربیعہ! مانگ لو۔'' میں نے عرض کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑوس مانگتا ہوں۔'' فرمایا: ''اس کے علاوہ کچھ اور بھی؟'' میں نے عرض کی بس یہی فرمایا تو اپنی ذات پر کثرت سجود سے میری مدد کر۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطلقاً سوال فرمانے کے بارے میں اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد دوم میں ہے کہ اطلاق سوال سے فرمایا مانگ اور کسی مطلوب خاص کی تخصیص نہ کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست ہمت وعزت کے قبضہ میں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ چاہتے ہیں جس کے لئے چاہتے ہیں اپنے پروردگار کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔

سل ربیعہ رضی اللہ عنہ (یعنی اے ربیعہ رضی اللہ عنہ مانگ) فرمانے کے بارے میں مرقات شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد دوم میں ہے یعنی تو مجھ سے اپنی حاجت طلب کر۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھجور کے تنے کی فریاد رسی فرمانا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خطبہ دیتے تو کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگا لیتے تھے جو مسجد کے ستونوں میں سے تھا پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے منبر بنا دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر جلوہ گر ہوئے تو جس تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے وہ چیخ پڑا اتنا چیخا کہ قریب تھا کہ پھٹ جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پکڑا اور اپنے سینے سے چمٹا لیا تو وہ اس بچے کی طرح سسکیاں بھرنے لگا کہ جسے چپ کرایا جائے حتیٰ کہ وہ قرار پکڑ گیا۔

(مشکوٰۃ شریف بالمعجزات ص ۵۳۶، بخاری شریف کتاب الجمعۃ جلد نمبر ۱ ص ۱۲۵، ترمذی شریف ابواب المناقب جلد نمبر ۲ ص ۲۰۴)

ستون کی یہ گریہ زاری ہجر و فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے تھی کیونکہ ہر جمعہ کے دن وہ ستون پشت پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بوسے لیا کرتا تھا لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے منبر بنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو ستون حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجر و فراق میں چیخنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اٹھے کھجور کے تنے کو سینے سے لگا دیا۔

پتہ چلا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف انسانوں کے فریاد رس ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمادات کے بھی فریاد رس ہیں۔

دور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدد کے لئے پکارنا:

شارح بخاری حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب میں محدث طبرانی رحمۃ اللہ علیہ معجم صغیر میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں روایت کرتے ہیں۔

حضرت میمونہ رضی تعالیٰ اللہ عنہا نے فرمایا ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرما رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لبیک کہا پھر لبیک لبیک تین بار فرمایا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین بار نُصِرْتَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ تیری مدد کی گئی تیری مدد کی گئی تیری مدد کی گئی فرماتے سنا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرما کر تشریف لائے تو میں نے

Marfat.com

عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے سنا کہ حضور کلام فرمارہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی فریاد کرنے والا مجھ سے نصرت طلب کرتا ہے۔ تین روز کے بعد عمر بن خزاعی رضی اللہ عنہ چالیس سواروں کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آیا جو کچھ گزرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی۔ (رواہ الطبرانی ص ۲۰۱)

اس حدیث سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دور دراز سے پکارنا، آپ سے فریاد کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد چاہنا ثابت ہوا نیز معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دور دراز مقامات سے پکارنے اور فریاد کرنے والوں کے نام اور ان کے حسب ونسب اور ان کے احوال کو جانتے ہیں اور فریاد کو سنتے ہیں اور امداد فرماتے ہیں یہ روایت ہمارے عقیدہ کی ترجمان ہے۔

؎ فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

؎ بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

حیات انبیاء علیہم السلام

حیات انبیاء علیہم السلام کا پہلا اثر:

انبیاء علیہم السلام کی حیات برزخیہ شہداء اور اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم کی حیات سے بھی اعلیٰ واقویٰ ہے ایک اثر یہ ہے کہ ان کے جسم کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔ (مشکوۃ شریف) یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا ہے۔ پس اللہ عزوجل کے نبی زندہ ہیں۔ انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

یہ بات مسلمہ ہے کہ مٹی ہر طرح کی گندگی کو پاک کرتی ہے وہ گندگی ظاہری ہو یا باطنی چنانچہ گناہ کی نجاست تمام نجاستوں سے زیادہ نجس ہے یہی وجہ ہے کہ عام لوگوں کے جسموں کو زمین کھا جاتی ہے کیونکہ وہ گناہ کی گندگی سے آلودہ ہوتے ہیں لیکن شہداء و اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم اور انبیاء کرام صلی اللہ علیہم چونکہ گناہ کی گندگی سے پاک ہوتے ہیں اس لئے ان کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی۔ (مجالس الابرار اور ندائے یارسول اللہ حصہ سوم حیات انبیاء و اولیاء)

حیات شہداءؓ سے حیات انبیاء علیہم السلام کا استدلال:

(i) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ جو لوگ اللہ کے راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔ (کنزالایمان البقرہ ۱۵۴ پ ۲)

(ii) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے جائیں انہیں ہرگز مردہ مت سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔

(سورۃ آل عمران رکوع ۱۷)

Marfat.com

ان آیات میں اللہ تعالیٰ شہداء کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے کہ ان کی نسبت خیال بھی نہ کرو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور خورد ونوش کرتے ہیں۔ پس جب شہداء جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی اور غلام ہیں ان کی تو یہ شان ہے تو بھلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی شان امتیوں سے لاانتہاء درجہ بڑھ کر ہے ان کو کس طرح مردہ کہنا جائز ہوسکتا ہے وہ بدرجہ اولیٰ زندہ ہیں بلکہ ان کی زندگی میں زمین وآسمان کا فرق ہے غرض جب شہداء جو انبیاء علیہم السلام سے رتبہ میں کم درجہ پر ہیں اس وصف سے موصوف ہوئے تو انبیاء علیہم السلام و اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم بدرجہ اولیٰ اس وصف سے موصوف ہوں گے خواہ وہ شہید ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں دوسرے یہ کہ اکثر انبیاء علیہم السلام وصف نبوت کے ساتھ وصف شہادت کے بھی جامع ہیں اس لئے وہ بھی اس آیت کے عموم الفاظ میں داخل ہوں گے۔

بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصف شہادت کے بھی جامع ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے: عن عائشة كان النبي صلى الله عليه وسلم يقول في مرضه الذي توفي فيه يا عائشة ما ازال اجدا لم الطعام الذي اكلت بخيبر وهذا اوان وجدت انقطاع ابهري من ذالك اسم۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مرض وصال میں فرماتے تھے۔ اے عائشہ میں ہمیشہ اس طعام کی جو میں نے خیبر میں کھایا تھا تکلیف محسوس کرتا رہا ہوں۔ پس اس وقت بھی اپنی رگ کٹتی ہوئی محسوس کررہا ہوں۔ اس زہر سے جو اس وقت مجھے دی گئی تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصف شہادت کے بھی جامع ہیں۔ اس لئے آپ بھی عِندَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُونَ میں سے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے روضہ مقدسہ میں زندہ ہیں۔

دوسرا اثر حیات انبیاء علیہم السلام کا:

حیات انبیاء علیہم السلام کا دوسرا اثر جسم کی طرح محسوس تو نہیں مگر منصوص ہے اوّل حرمت

Marfat.com

نکاح ازواج انبیاء علیہم السلام ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ازواج مطہراتؓ سے ان کے وصال کے بعد کسی امتی کو نکاح کرنا جائز نہیں چنانچہ اللہ رب العزت نے سورہ احزاب میں فرمایا:

وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ یعنی نبی کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

استدلال:

دوم انبیاء علیہم السلام کی میراث ورثہ میں تقسیم نہیں ہوتی چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نحن معاشر الانبیاء لا نورث ماترکنا صدقۃ'' یعنی انبیاء علیہم السلام کا تمام ترکہ صدقہ ہوتا ہے ان کے ترکہ کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

یہ دونوں اثر نہ تو عام مسلمانوں کے لئے ثابت ہیں اور نہ ہی شہداء کے لئے گویا ان سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک تو حیات انبیاء علیہم السلام دوسری حیات انبیاء علیہم السلام حیات شہداء سے اعلیٰ واقوی ہے اور ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

(ندائے یارسول اللہ حصہ سوم ص ۴۰۔۴۱، از مولانا ابوالبشیر محمد صالح علوی بن مست علی صاحب)

حیات انبیاء علیہم السلام اور حیات شہداء میں فرق:

الغرض انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی کو دوام لازم ہوا اور اس دوام حیات کو منجملہ لوازم وجود کہنا پڑا۔ اس صورت میں متعلقات جسم اعنی ازواج واموال سے علاقہ منقطع نہ ہوگا مال مملوک اور ازواج منکوحات سمجھے جائیں گے اگر سوال ہو کہ پھر مال میں تصرف کرنے اور منکوحات سے فوائد ازدواج حاصل کرنے پر قدرت کیوں نہیں جواب یہ ہے کہ عدم قدرت ملک اور نکاح میں کچھ رخنہ انداز نہیں حالانکہ انبیاء علیہم السلام کو باذن اللہ بے انتہاء طاقت و قدرت اور تصرف حاصل ہے دوسرے لوگوں کی کتابوں میں مفصل حوالے موجود ہیں۔
الغرض ہماری ازواج واموال کی طرح عروض موت کی وجہ سے ان کی ملک ونکاح سے خارج نہ سمجھی جائیں گی اور شہداء اگرچہ موافق ارشاد خداوندی ہمارے نزدیک منجملہ احیاء ہیں مگر ان کی حیات جسمانی بوجہ تعلق جسم دنیا نہیں بلکہ اجسام جنت سے ان کی ارواح کو تعلق پیدا ہو جاتا

Marfat.com

ہے چنانچہ احادیث میں مصرح ہے اور لفظ قرآنی اعنی عِنْدَ رَبِّهِمْ اس کی مشیر ہے اس لئے متعلقات جسم دنیا سے ان کو کیا سروکار جو مانع میراث اموال ونکاح ازواج ہو۔

(اقتباسات ندائے یارسول اللہ حصہ سوم اعنی حیات انبیاء واولیاء ص ۵۵)

تیسرا اثر حیات انبیاء علیہم السلام کا:

حیات انبیاء علیہم السلام کا تیسرا اثر جسم کی طرح صرف انبیاء علیہم السلام و اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم کو محسوس ہوتا ہے چنانچہ مظاہر حق شرح مشکوۃ میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ ان کو وہاں حیات حقیقی جسمانی کی سی ہے۔

عن انس قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہٖ و آلہٖ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورھم۔ (رواہ بھیقی وطبرانی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''معراج کی رات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام مزار پر سے گزرا وہ سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ (مسلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' یعنی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز ادا فرماتے ہیں۔ (بھیقی شریف)

عن سعید بن المسیب قال لم ازل اسمع الاذان والاقامۃ فی قبر رسول صلی اللّٰه علیہ و سلم ایام الحرۃ حتی عاد الناس (دارمی)

حضرت سعید بن میسّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایام حرہ میں، میں برابر اذان اور اقامت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنتا رہا حتی کہ لوگ جنگ سے واپس ہو گئے۔

(طبقات ابن سعد)

عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ و آلہٖ وسلم والذی نفسی بیدہ ینزلن عیسی بن مریم ثم یقوم علی قبری فقال یا

Marfat.com

محمد لاُ جیبُہٗ۔ (رواہ ابو یعلیٰ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے عیسیٰ بن مریم اتریں گے پھر وہ میری قبر کے پاس کھڑے ہوں گے اور پکاریں گے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو میں ان کو جواب دوں گا۔

امام جلال الدین السیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رسالہ شرف مختتم میں لکھتے ہیں کہ شیخ عزالدین رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ۵۵۵ ہجری میں سیّد احمد رفاعی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ سفر حج میں تھا جب وہ مدینہ شریف پہنچے اور روضہ مبارک پر حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا السلام علیکم یا جدی۔ یعنی اے نانا جان سلام آپ پر جواب ملا وعلیک السلام یا ولدی۔ یعنی اے میرے بیٹے تم پر سلام ہو۔ اس کو تمام حاضرین نے سنا۔ (رسالہ ختم)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری:

جب امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک پر تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا السلام علیك ایھا النبی یا سیّد المرسلین جواب آیا وعلیکم السلام یا امام المسلمین۔

(تذکرۃ الاولیاء وحیات انبیاء صلی اللہ علیہم اجمعین واولیا ئرحمتہ اللہ علیہم)

بعد وفات ظاہری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدد فرمانے کا ثبوت:

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس عقیدے اور حسین طریق کار میں کوئی فرق نہ آیا۔ دکھ درد کی گھڑیوں میں غم نہاں کے علاج کے لئے اور سکون وقرار کی تلاش میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی بارگاہ میں حاضری دیتے رہے دور ونزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرتے رہے۔ انہیں علم تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے کی طرح امت پر مہربان بھی ہیں اور رحیم وکریم بھی، ہمدرد ومشکل کشا بھی ہیں اور ناصر وخیر خواہ بھی وصال فرمانے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کے شفقت و محبت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

ایمان افروز بات یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واضح ارشادات اور قرآن پاک سے بھی یہی حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح وصال فرمانے سے پہلے امداد و استعانت فرماتے آج بھی فرماتے ہیں۔

اس سلسلے کی احادیث و آیات پہلے پیش کی جاتی ہیں بعد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معمولات سے واقعات پیش کیے جائیں گے۔

قرآن مجید سے ثبوت:

مسجد نبوی شریف میں خلیفہ ابو جعفر منصور رحمتہ اللہ علیہ کی آواز ضرورت سے زیادہ بلند ہو گئی حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ وہاں موجود تھے آپ یہ بے ادبی برداشت نہ کر سکے اسے ٹوک کر متنبہ کرنے کے لئے بولے! اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ ایک بات سنو!

یہ وہ بارگاہ ہے جس کے آداب اللہ رب العزت نے بیان فرمائے ہیں ان کے حضور اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ
اپنی آوازوں کو اونچا نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے (پارہ ۲۶ الحجرات آیت نمبر ۲)

چنانچہ جو سعادت مند لوگ یہ آداب محفوظ رکھتے ہیں ان کی تعریف فرمائی ہے اور بتایا ہے۔ وہ تقویٰ شعار اور اجر عظیم پانے والے لوگ ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

اور جو ناپسندیدہ عناصر ان آداب کا لحاظ نہیں کرتے ان کی مذمت فرمائی ہے اور انہیں بے عقل قرار دیا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○

(سورہ حجرات ۲، ۳، ۴)

Marfat.com

اے امیر المومنین! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال فرمانے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت میں فرق نہیں آیا ایک امتی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم آج بھی اس طرح فرض ہے جس طرح پہلے فرض تھی۔ حضرت امام مالکؒ کی زبان سے یہ تنبیہ سن کر خلیفہ منصور رحمتہ اللہ علیہ کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور وہ ہوشیار ہو گیا اور پوچھا!

یا امام! ایک بات تو بتائیں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضری دوں تو قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کروں یا روضہ اقدس کی طرف منہ کروں؟ آپؒ نے جواب دیا بھلے آدمی! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے بھی وسیلہ ہیں اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کے بھی ایسی نجات دہندہ ہستی کی طرف تم پشت کرنے کی کیسی جرات کر سکتے ہو یاد رکھو دعا کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ رکھو اور قبلہ کی طرف پشت کرو تا کہ بے ادبی نہ ہو۔

دعا کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کر کے شفاعت کی التجا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے پھر آپؒ نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ۔

آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ پڑھ کر بتا دیا کہ ہر دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں اور ان کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔ اور ان کی حاجتیں پوری کرتے ہیں۔ وصال فرمانے کے ساتھ اس مہربانی اور جذبہ رحمت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا۔

اس ساری بحث سے معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح اپنی زندگی میں محبت و شفقت اور حاجتیں پوری کرتے۔ اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

(اسلام میں وسیلہ کا تصور ص ۱۸۹۔۱۹۰)

احادیث مبارکہ:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

ان اللہ عزوجل اذا اراد رحمہ امۃ من عبادہ قبض نبیھا قبلھا فجعلہ لھا فرطا وسلفا بین یدیھا۔ (مسلم شریف جلد نمبر ۲ ص ۲۴۹)

Marfat.com

بے شک اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں میں سے کسی امت پر رحمت فرمانا چاہتا ہے تو اس کے نبی کی روح پہلے قبض فرمالیتا ہے اور اس نبی کو اس امت کے لئے فرط اور سلف بنا دیتا ہے۔

یعنی نبی کوئی بھی ہو اس کی وفات اور اس دارفانی سے اس کی رحلت اس کی امت کے حق میں محبتوں اور مہربانیوں کے خاتمے کا اعلان نہیں ہوتا بلکہ وہ پہلے سے بھی زیادہ ان کے حق میں مہربان اور ان کے لئے مفید بن جاتا ہے۔ بارگاہ خداوندی مین گناہ گاروں کے لئے دعا خیر کرتا ہے۔ اپنے منصب و مقام کی برکات سے انہیں فائدہ پہنچاتا ہے ان کی امداد و استعانت کرتا ہے۔

اگلی حدیث پاک اس سے بھی زیادہ واضح اور روشن ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بارے میں صراحت سے فرما دیا ہے کہ ہم وصال کے بعد بھی امت کے لئے استغفار کرتے رہیں گے اور یہ عمل بدستور جاری رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس کے راوی ہیں۔

حیاتی خیر لکم تحدثون و تحدث لکم و وفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم رایت من خیر حمدت اللہ علیہ وما رایت من شرٍ استغفرت لکم۔ (مجمع الزوائد جلد نمبر ۹ ص ۲۴)

"ہماری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ تم حدیثیں سنتے سناتے ہو اور ہماری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ تمہارے اعمال ہمارے سامنے پیش ہوا کریں گے چنانچہ اگر نیکیاں دیکھیں گے تو شکر و حمد بجالایا کریں گے اور اگر برائیاں دیکھیں گے تو تمہارے لئے استغفار کیا کریں گے۔

اس ارشاد نے تمام احتمالات ہی ختم کر دیئے اب ایک مسلمان یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ امت کے گناہ گاروں کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اور استغفار کا عمل جاری ہے۔ اور اگر کوئی امداد و استعانت کا سوال کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی امداد فرماتے ہیں۔ اور جو بھی طلب کرے وہ عنایت فرماتے ہیں۔

Marfat.com

قحط دور فرما دیا:

حضرت مالک الدار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارکہ میں قحط پڑا ایک شخص (یعنی حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پاک پر آ کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے اللہ تعالیٰ سے پانی طلب کیجئے کیوں کہ وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں (راوی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عرض کے جواب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر اسے ہمارا سلام کہنا اور کہنا لوگوں کو خبر دے دے کہ عنقریب انہیں سیراب کیا جائے گا۔

(امام ابوبکر بن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ (امام بخاری اور امام مسلم کے استاد ہیں) اپنی کتاب ''مصنف'' اور امام بیہقی رضی اللہ عنہ اپنی تصنیف دلائل النبوۃ جلد نمبر ۱۱ میں سند صحیح کے ساتھ)

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ بڑے جلیل المرتبت اور عالی پایہ صحابی ہیں ۵ ہجری میں اپنے قبیلے کا پرچم انہی کے ہاتھ میں تھا قیادت اور نمائندگی کی تمام تر صلاحیتوں سے بہرہ ور تھے مدینہ طیبہ کے قریب ہی ایک محلّہ اشعر ہے اس میں آپ کی قیام گاہ تھی ۶۰ ہجری میں فوت ہوئے اس وقت آپ کی عمر ۸۰ سال تھی۔ (استیعاب علی اصابہ جلد نمبر ۱ ص ۱۵۰)

دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح آپ بھی اپنے محبوب کے عاشق اور عام دگرگوں حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو کر دستگیری اور امداد کی التجاء کرنے کے عادی اور قائل تھے بلکہ روضہ اطہر سے دور ہوتے ہوئے بھی اپنے محبوب علیہ السلام کو امداد کے لئے یاد کرتے رہتے تھے جب بھی کوئی ہوش ربا سانحہ پیش آتا بے ساختہ آپ کی زبان سے نکل جاتا۔

یارسول اللہ امداد کیجئے۔

آپ کی زندگی کے اہم سوانح اور حالات ترتیب کے ساتھ عام فہم انداز میں پیش کئے

Marfat.com

جاتے ہیں اس سے واضح ہو جائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یافتہ یہ حضرات اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کو اپنی ذات سے دور نہیں سمجھا کرتے تھے اور امداد و اعانت کیلئے التجاء کر دیا کرتے تھے اور خاص بارگاہ میں حاضر ہو کر بھی دعا کے لئے استدعا کرتے تھے اور ہر صورت میں ان کی مراد پوری ہوتی تھی۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ کرم فرماتے تھے اور ان کی التجاؤں کو شرف قبول بخشتے تھے۔

۱۸ ہجری کی بات ہے، حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظمؓ کے عہد میں زبردست قحط رونما ہوا جس نے لوگوں کے دل ہلا دیئے اس کے خطرناک اثرات کا سلسلہ نو ماہ تک جاری رہا اس مدت میں عوام کے ساتھ مال مویشی بھی ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گئے بھوک پیاس نے ان کے جسموں کی سکت چھین لی اور بری طرح نڈھال کر دیا۔

حضرت بلال بن حارثؓ کا قبیلہ بھی اس قحط کی لپیٹ میں آیا اور کھانے کے ایک ایک لقمے کو ترس گیا۔

ایک روز سب مل کر اپنی مرجھائی ہوئی صورتیں اور بجھے ہوئے چہرے لے کر اپنے قبائلی سردار جناب بلال کے پاس آئے اور بولے اب ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں بچا آپ مہربانی فرما کر یہ بکری ذبح کریں کچھ تو گوشت نکلے گا ہم ایک ایک بوٹی کھا کر کچھ سہارا حاصل کر لیں گے چھوٹے بڑے سب بلک رہے ہیں۔

حضرت بلال نے جواب دیا جانوروں میں گوشت کہاں رہ گیا ہے اگر اسے ذبح بھی کیا تو کھانے کو کیا ملے گا اندر سے ہڈیوں کا پنجرہ ہی برآمد ہوگا۔ ساتھیوں نے کہا چاہے کچھ بھی ہو آپ ضرور ذبح کریں بھوک نے بہت پریشان کیا ہوا ہے۔ حضرت بلال نے چھری لی بکری ذبح کی جب اس کی کھال اتاری تو اندر سے ہڈیاں برآمد ہوئیں گوشت کا نام و نشان تک نہ تھا۔

بھوک، افلاس، ناتوانی اور اپنی بے چارگی کا یہ عالم دیکھ کر بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا۔

یا محمداہ! یا رسول اللہ امداد کیجئے۔ (تاریخ طبری، جلد نمبر ۴ ص ۲۲۴)

اس کٹھن گھڑی میں انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اس لئے آئی اور بے ساختہ امداد و اعانت کا سوال منہ سے اس لئے نکلا کہ انہیں اچھی طرح علم تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی امت پر بے حد مہربان اور کرم فرما ہیں امت کی تکلیف و اذیت آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم پر بہت شاق گزرتی ہے چونکہ یہ اصول فطرت ہے جس شخص کی ہمدردی اور خیر خواہی مسلم ہو مصیبت کے وقت وہ بے ساختہ یاد آ جاتا ہے اور زبان سے اس کا نام نکل جاتا ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ان کی زبان پر آ گیا۔

مغفرت کی بشارت عطا فرمادی:

اس واقعہ کے چشم دیدہ گواہ اور راوی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کو تو تین دن بیت چکے تھے اور جدائی کا زخم ابھی تازہ تھا درد فراق کی ہوش ربا ٹیسیں اور غم نہاں کی جگر خراش لہریں طاقتور زلزلے کے زبردست جھٹکوں کی طرح جسم و جان کے ساتھ ٹکرا رہی تھیں۔ اور اپنی شدت کے باعث انہیں نڈھال اور گھائل کر رہی تھیں اتنے میں ایک عاشق صادق آیا اور آتے ہی قبر مبارک کے ساتھ چمٹ گیا پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور زار و قطار روتے ہوئے اسی عالم بے خودی میں گویا ہوا۔ یا رسول اللہ! آپ نے ہم تک رب تعالیٰ کا پیغام پہنچایا جو ہم نے سنا اور آپ کی وساطت سے ہم وحی آسمانی کے معارف سے آگاہ ہوئے۔ جو آسمانی نور آپ پہ نازل ہوا اس میں یہ آیت کریمہ بھی ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

اور اگر وہ اپنے نفسوں پر ظلم کر لیں تو انہیں چاہئے آپ کے پاس آ جائیں پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش و معافی طلب کریں اور رسول کریم بھی ان کے لئے دعا و استغفار کریں تب وہ اللہ پاک کو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا پائیں گے۔

بے شک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور گناہوں کے اعتراف کے ساتھ میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں آپ میرے لئے استغفار کریں تاکہ میرے گناہ بخشے جائیں اس وقت روضہ اطہر سے نہایت شیریں اور دلنشیں آواز آئی۔ انه قد غفرلك بے شک تیری مغفرت فرمادی گئی۔

(شواہد الحق، تفسیر قرطبی جلد نمبر ۵ ص ۲۶۵)

Marfat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم کا قحط سالی میں بارش طلب کرنا:

ابو جواز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑ گیا تو لوگوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی آپ نے فرمایا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک کو دیکھ کر اس کے مقابل آسمان کی جانب سوراخ کر دو یہاں تک کہ قبر اطہر اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس زور کی بارش ہوئی کہ خوب سبزہ پیدا ہوا اور اونٹ فربہ ہو گئے۔ اور ان کی چربی پھٹی جاتی تھی اور اس سال کو لوگ خوشحالی کا سال کہنے لگے۔ (رواہ الدارمی مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۵)

حدیث ہذا سے علامہ فیض احمد اویسی صاحب نے ذیل طریق سے استدلال کیا ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے پاس یہ لوگ بارش کی شکایت لے کر کیوں گے۔ براہ راست خدا سے کیوں دعا نہ مانگی۔ حالانکہ جانے والے اکثر صحابہ و تابعین تھے جن پر خیر القرون کی مہر ثبت ہے اور وہ احادیث استسقاء کو ہم سے زیادہ جانتے تھے۔ بڑی مشکل پڑی تو ام المومنینؓ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ معلوم ہوا کہ مشکل وقت محبوبان خدا کے پاس جانا عین اسلام اور سنت صحابہ و تابعین ہے۔

اگر انہوں نے یہ شرک کر ہی لیا تھا تو پھر ام المومنینؓ کو چاہئے تھا کہ انہیں نماز استسقاء پڑھنے کا حکم دیتیں جو طریقہ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھا قبر انور کو آسمان کے بالمقابل کرنے کا حکم کیوں دیا کیا اس حدیث سے یہ مستنبط نہیں ہوتا کہ ام المومنین رضہ اللہ عنہ کو یقین تھا کہ اگر قبر شریف آسمان کے بالمقابل ہو جائے تو اس وقت بارش ہو جائے گی ورنہ نہیں یہی وہ کام ہے جسے مخالف فوق الاسباب کا چکر دیتا ہے ام المومنین نے ثابت فرما دیا کہ وسیلہ ہوتا ہی فوق الاسباب میں ہے۔ اور یہی فوق الاسباب معجزہ ہے یا کرامت۔

جس سے مخالف کو انکار ہے اور بفضلہ تعالیٰ یہی طریقہ نجدی دور سے پہلے ہر دور میں جاری رہا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (وفا الوفاء شریف اور دیگر کتب وغیرہ)

ام المومنین رضی اللہ عنہ نے اس امر تکوینی یا امر مافوق الاسباب میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر سے استعانت کی ہے۔ جسے مخالفین امور تکوینہ اور فوق الاسباب امور میں

Marfat.com

استعانت کہتے ہیں۔

قبر کے نزدیک دعا مانگنے سے بارش کا حاصل ہو جانا سبب عادی ہے یا غیر عادی؟ اگر سبب غیر عادی ہے تو ہر قبر کے پاس دعا مانگنے سے بارش کے حصول میں اس کی کیا خصوصیت باقی رہی؟

فضائل میں ذکر کرنا کس طرح صحیح ہوگا جس طرح آگ حرارت کے لئے سبب عادی ہے اور ہر آگ سے حرارت حاصل ہوتی ہے اس طرح ہر قبر کے پاس دعا کرنے سے بارش کیوں نہیں ہوتی اس طرح اور اگر یہ سبب عادی نہیں تو یہ فوق الاسباب ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ فوق الاسباب امور میں بھی غیر اللہ سے استعانت جائز ہے۔ (تفسیر اویسی حصہ اول ص ۱۶۱۔۱۶۲)

اسی سے ثابت ہوا کہ اپنی حاجات اور مشکلات میں قبر پر جا کر دعا مانگنا اور صاحب قبر کو وسیلہ بنانا یہ عہد صحابہؓ تابعینؒ اور تبع تابعین کے معمولات سے ہیں۔

شہادت عطا فرمادی:

حافظ ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی المنذری نے فرمایا کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ''فقیہ ابو علی الحسین بن عبد اللہ بن رواحہ بن ابراہیم بن عبد اللہ بن رواحۃ الحمدی نے نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا اور اس کا صلہ بارگاہ نبوت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ طلب کیا کہ انہیں راہ خدا میں شہادت نصیب ہو چنانچہ ان کی تمنا بر آئی اور شہادت نصیب ہوگئی۔

حافظ ابو القاسم بن عساکر فرماتے ہیں کہ وہ مرج عکا میں بروز بدھ شعبان ۵۷۵ھ میں شہید ہوئے۔ (شواہد الحق)

مزار ابراہیم علیہ السلام پر مؤذنی دلوادی:

ابو موسی بن سلام رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ابو مروان عبد الملک بن حزب اللہ جو کہ بیت خلیل علیہم السلام میں مؤذن تھے تیرہ سال کا عرصہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں قحط سالی کا زور ہوا تو میں نے اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا خواب میں رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بہرہ ور ہوا میں نے اپنی

Marfat.com

مجبوری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شام کی طرف رحلت کر جاؤ میں نے عرض کیا آپ سے دوری پر صبر وقرار کیسے میسر ہوسکتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شام کی طرف کوچ کرو میں نے پھر وہی عرض پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم شام میں حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے مزار کی طرف منتقل ہو جاؤ میں نے حسب ارشاد وہاں حاضری دی تو اللہ تعالیٰ نے وہاں مؤذن بننے کا شرف بخشا اور دین و دنیا کی بہتریاں عطا فرمائیں۔ (شواہد الحق)

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کے والد کی مدد:

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کی ولادت کی رات تھی۔

ہے خبر گرم ان کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

غربت وافلاس اور بے چارگی کا یہ عالم دیکھ کر ان کے والد رو پڑے اسی عالم میں غنودگی طاری ہوگئی اچانک انوار رحمت سے جھونپڑا جگمگا اٹھا اپنوں کو نوازنے والے دستگیر آقا، اجالوں کے جلو میں تشریف لائے۔

غم خوار و مہربان اور قدردان مسیحا کو سامنے پا کر یہ غم سے پھٹ پڑے بے تحاشا آنسو رواں ہوگئے۔عرض کی یارسول اللہ! ولادت کی شب ہے، کسی کی آمد آمد ہے۔اور گھر کا یہ عالم ہے کہ چراغ جلانے کے لئے تیل بھی نہیں ہے۔فرمایا غم نہ کرو بچی کے روپ میں تمہیں جو نعمت ملنے والی ہے تم اس کی قدر و قیمت اور روحانی مقام کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے وہ امت کی سردار ہوگی اور میری امت کے ستر ہزار افراد کی شفاعت کرے گی۔

اس بشارت کے بعد تمہارے غم کا مداوا اور تکلیف کا ازالہ کرتے ہیں تم بصرہ کے باشندے ہو یہاں کا حاکم عیسیٰ زروان روزانہ ہماری بارگاہ میں ایک سو درود شریف کا نذرانہ پیش کرتا ہے اور جمعہ کی شب یہ تعداد بڑھا کر چار سو کر دیتا ہے۔

گزشتہ شب اس نے یہ نذرانہ نہیں بھیجا اسے جا کر کہو تمہیں جرمانہ کیا جاتا ہے کفارے کے طور پر چار سو دینار دو وہ اس سے لے کر اپنے مصرف میں لاؤ۔

Marfat.com

حضرت رابعہ بصری کے والد جب یہ خوشبودار اور حسین وجمیل خواب دیکھ کر بیدار ہوئے تو انگ انگ سے مسرت پھوٹ رہی تھی مہربان آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بندہ نوازی کا حق ادا کردیا تھا۔

دوسرے روز امیر بصرہ عیسی زروان کے پاس پہنچے اور اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سنایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اور جرمانے کا حکم سن کر اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی، بے پایاں مسرت کے باعث اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے کیونکہ اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یاد کیا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کا درود شریف بارگاہ رسالت میں مقبول ہے اسی خوشی میں اس نے خزانوں کے منہ کھول دیئے اور اپنے مہربان مہمان کو فرمان عالیشان کے مطابق چار سو دینار دیئے اور التجاء کی کہ جب بھی ضرورت پیش آئے تو بے روک ٹوک آجایا کریں۔ (تذکرۃ الاولیاء حضرت فریدالدین عطارؒ)

حدیث شفاعت:

تمام انبیاء کرام وصال فرما چکے ہیں مگر قیامت کے دن مصیبت میں مبتلا لوگوں کو انہی کی بارگاہ میں حاضر ہوکر دعا کرانے کا خیال آئے گا باری باری سب کے سب درباروں میں جائیں گے لیکن صرف نبی الانبیاء حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی دعا اور شفاعت کرنے کی حامی بھریں گے۔

حضرت انسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے اس واقعہ کی خبر دی تفصیلات بیان فرمائی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔

ایک دن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم گوشت تناول فرمارہے تھے کہ اچانک فرمایا۔

انا سیّد الناس یوم القیامه.

قیامت کے دن ہم سب کے سردار ہوں گے۔

حاضرین نے یہ سن کر سر تسلیم خم کرلیا دل سے خوش ہوئے اس بات کی تصدیق کی اور چپ رہے کیونکہ یہ بات انہیں تسلیم تھی جانتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہاں کے

Marfat.com

سیّدو آقا ہیں اس لئے کوئی دلیل طلب کرنے اور کچھ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔

مگر آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سیادت وقیادت کی وجوہات وتفصیلات بیان فرمانا چاہتے تھے اس لئے فرمایا تم پوچھتے کیوں نہیں ہو کہ یارسول اللہ! کیسے؟

حاضرین نے ادب واحترام سے جواب دیا۔

حضور تفصیل بتادیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز کیسے سردار ہوں گے فرمایا سورج کی زبردست تپش، ماحول کی دہشت میدان حشر کی ہوشربا تکلیف اور صورت حال سنگینی، لوگوں کو سخت درد والم اور کرب واذیت میں مبتلا کردے گی آخر تنگ آ کر وہ باہم مشورہ کریں گے کہ زیادہ عرصہ تک ہم تکلیف برداشت نہیں کرسکتے اس لئے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوئی تدبیر کرو۔ آخر سب اس بات پر متفق ہوں گے کہ مل کر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں اور ان سے عرض کرتے ہیں کہ وہ دعا فرمائیں اور بارگاہ خداوندی میں سفارش کرکے اس مصیبت سے نجات دلائیں۔

مگر حضرت آدم علیہ السلام ان کے لئے دعا وشفاعت کرنے سے انکار کردیں گے اور مشورہ دیں گے کہ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں مگر وہ بھی معذرت کریں گے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانے کے لئے کہیں گے آپ بھی حامی نہیں بھریں گے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کا حکم دیں گے حضرت موسیٰ علیہا السلام بھی تیار نہیں ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے حضرت عیسی علیہ السلام فرمائیں گے۔

تم اگر شفاعت اور دعا کرانا چاہتے ہو تو اس بارگاہ میں جاؤ جہاں سے کوئی سائل محروم نہیں لوٹتا وہ نبی آخر الزمان حبیب کبریا حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ہے۔ وہاں سے تم مایوس ومحروم نہیں لوٹو گے۔

تمام لوگ وفد کی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچیں گے اور اپنی مشکل کشائی فرمائیں گے۔

بے شک تمہاری راحت ونجات اور بارگاہ خداوندی میں دعا وسفارش کرنے کے لئے میں ہی ہوں۔

Marfat.com

مقام محمود (ایک اونچی مسند ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف لے جائیں گے اور سر سجدے میں رکھ کر اپنے رب ذوالجلال کی ایسی تعریف فرمائیں گے جو اس وقت تک تمام مخلوق نے مل کر بھی نہیں کی ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرصہ دراز تک سر بسجود رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا۔

یا محمد ارفع راسك، قل تسمع واشفع تشفع، وسل تعطه۔

اے حبیب! اپنا سر اٹھاؤ جو چاہو کہو وہ سنا جائے گا شفاعت کرو شفاعت قبول کی جائے گی اور جو مرضی مانگو وہ عطا کیا جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے۔ یا اللہ! مجھے اپنی امت کی پریشانی، مصیبت، تکلیف اور بے آرامی کا احساس ہے وہ بڑے ہی کرب انگیز حالات سے دوچار ہے اور کٹھن مراحل سے گزر رہی ہے اے اللہ! اس پر نگاہ کرم فرما اور اسے ان پریشانیوں سے نجات دے۔

ایک حد متعین کر دی جائے گی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی امت جنت میں لے جائیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی تعداد جنت میں پہنچا کر پھر پہلے کی طرح سجدہ ریز ہو جائیں گے اور اسی طرح عرض کریں گے۔ جواب میں پھر پہلے کی طرح ایک حد متعین ہو جائے گی اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری امت بخشوالیں گے اور جنت میں لے جائیں گے

اسی منظر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیادت کی شان وشوکت کے انکشاف ومظاہرہ سے تعبیر فرمایا ہے۔ وہ اس طرح کہ کوئی بھی نمائندگی اور دعا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا سب یہی کہیں گے کہ آج کوئی اور ہی اس منصب عظیم کا اہل ہے۔

آخر کار یہ راز کھلے گا اور سب کو معلوم ہو جائے گا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اس شان کا اہل نہیں کہ سب سے پہلے بارگاہ خداوندی میں عوام کی نجات کے لئے دعا و سفارش کر سکے۔

یہ عظمت ومقبولیت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شان وادا کے ساتھ ''مقام محمود'' پہ فائز ہو کر محامد وستائش کے گلدستے دربار ایزدی میں پیش کریں گے اور آپ کی دعا وسفارش قبول کی جائے گی۔ تو سب پر واضح ہو جائے گا آپ ہی عزت ومقبولیت کے حامل اولین وآخرین کے سردار اور قرب وحضور کے

Marfat.com

خلوتوں کے محرم راز ہیں محبوبیت کی ان منزلوں کے امین وشناسا ہیں جو کسی اور کے حصے میں نہیں آئیں اس طرح سب کو پتہ چل جائے گا کہ سیّد آپ ہی ہیں۔

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ ساری کائنات آپ سے التجاء کرے گی اور یہ التجاء وصال شریف کے بعد کا واقعہ ہے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدد فرمایئے! صحابہ کا نعرہ:

بنوحنیفہ بڑا اکھڑ مزاج اور متعصب قبیلہ تھا ان میں قومی عصبیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی یہ لوگ اسلامی تعلیمات اور نبوی ارشادات کی روشنی سے دلوں کو منور نہ کر سکے اس لئے جب ان کے ایک فرد مسیلمہ کذاب نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو یہ اس کے پیچھے لگ گئے اور اسے اپنا نبی تسلیم کرلیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو ان لوگوں نے اپنی قوت جمع کرلی اور مسیلمہ کذاب نے اب زور وشور سے اپنی جھوٹی نبوت کا پرچار شروع کردیا۔

یہ ختم نبوت کے اساسی نظریہ کے خلاف ایک زبردست بغاوت تھی۔ جسے بنیاد سے اکھاڑنا اور اس کے اثرات مٹانا اولین فریضہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کسی توقف کے بغیر حضرت خالد بن ولیدؓ کو مسیلمہ کذاب کی سرکوبی اور اس کی جمعیت کو منتشر کرنے پر مامور فرمایا اور حکم دیا اس شیطانی سینگ کو جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دیں۔ مسیلمہ کذاب نے چالیس ہزار دیہاتیوں کا دستہ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے تیار کرلیا اور انہیں بھڑکایا، اور ورغلایا کچھ ترغیب دی کچھ سبز باغ دکھائے چنانچہ وہ لوگ کٹ مرنے کے لئے تیار ہوگئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے مجاہدین کی صف بندی کی۔ جب دشمن کے جنگجو اور وحشی سور ماؤں کے ساتھ تصادم ہوا تو بہت جلد اندازہ ہوگیا کہ مسیلمہ کذاب نے ان میں وحشت اور عصبیت بھری ہوئی ہے۔ یہ لوگ جان دیں گے لیکن پیچھے نہیں ہٹیں گے اس لئے زبردست منصوبہ بندی کی ضرورت پیش آئی حضرت خالد نے قبائلی بنیاد پر جنگی دستے ترتیب دیئے اور انہیں اپنی اپنی کارگزاری دکھانے کا حکم دیا معرکہ بڑا زبردست تھا مسلمانوں کی سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے سامنے دشمن کے دستے بھی چٹان کی طرح جمے ہوئے تھے اور بے جگری سے لڑ رہے تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ، حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوخدیفہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسے ماہرین جنگ غازیوں کو جنگی ہدایات دے رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہہ رہے تھے۔

یا محمداہ۔ یا محمداہ۔ یا محمداہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

یعنی یارسول اللہ! امداد فرمایئے یارسول اللہ! امداد فرمایئے۔

آخر میں دشمن نے حوصلہ ہار دیا مجاہدین نے ایسی عبرتناک شکست دی کہ ہمیشہ کے لئے یہ فتنہ بجھ گیا اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ عقیدہ ختم نبوت میں نقب زنی ناقابل برداشت عمل ہے۔ اور اس کا استیصال اولین فرض ہے۔

(البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۴ ص ۳۲۴)

حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیار و محبت کے انداز میں امداد و اعانت اور نگاہ کرم کے لئے یاد کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جناب ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سو گیا کسی نے کہا اگر اپنے محبوب کو یاد کیا جائے تو سویا ہوا عضو ٹھیک ہو جاتا ہے۔ یہ بات سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا یا محمداہ! یعنی یارسول اللہ یہ نیاز مند غلام اپنی محبت کے اظہار کے ساتھ نگاہ کرم و شفقت کی التجاء کرتا ہے۔ (شفاء قاضی عیاض)

حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے شرح شفا میں اس انداز سے ندا کی دو حکمتیں بیان کی ہیں:

حکمت:

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس لئے یارسول اللہ کہا کیونکہ یہ عشق و محبت کے اظہار کا انداز ہے جس سے محبت ہو اس سے اپنی چاہت کا اظہار کرنے کے لئے اسی طرح اس کا نام لیا جاتا اور ندا دے کر پکارا جاتا ہے آپ نے یا محمداہ کہہ کر گویا اپنے دل میں موجود انداز عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔

(۲) جناب ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس لئے یہ انداز اختیار کیا تا کہ اظہار شوق و محبت کے ساتھ امداد کی التجا بھی ہو جائے گویا آپ نے محبوب کو پکار کر اپنی چاہت بھی ظاہر کر دی

Marfat.com

اور ساتھ ہی نگاہ شفقت وعنایت اور امداد وکرم کا بھی سوال کر دیا کہ غریب کا حال زار ملاحظہ فرمائیں اور مشکل آسان کر دیں۔ فنادی باعلی صوته وکانهٗ قصد به اِظْهار المحبة فی ضمن الاستغاثه۔ (شرح شفا)

پس حضرت عبداللہؓ نے بلند آواز سے ندا دی اس سے ان کا مقصود امداد کی طلب کے ساتھ محبت کا ظاہر کرنا بھی تھا۔ یہ صرف حضرت ابن عمر ہی نہیں جناب ابن عباس کا بھی یہی معمول تھا شفا کے دوسرے شارح علامہ خفاجی لکھتے ہیں۔

وقد روی مثله لابن عباس

حضرت ابن عباس سے بھی اس قسم کا عمل مروی ہے بلکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اہل مدینہ کا یہی معمول تھا۔ چنانچہ شرح خفاجی میں اسی جگہ لکھا گیا ہے۔

وروی ایضامن غیر هما وهذه مماتعاهده اهل المدنیه۔

حضرت ابن عمر اور ابن عباس کے علاوہ اور حضرات سے بھی یہی کچھ مروی ہے بلکہ یہ طریق کار تمام اہل مدینہ کی عادت میں داخل تھا۔

یعنی جب کوئی مشکل موقعہ آتا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی لے کر پکارتے تھے اور بامراد کامیاب ہوتے تھے۔

عن عبد الرحمن بن سعد قال خدرت رجل ابن عمر فقال رجل اذکر احب الناس الیك فقال یا محمد ﷺ قدروی انه وقع مثله لابن عباس رضی الله عنهی فقال یا محمد۔ ((۱) رواہ البخاری فی الادب انور ص ۱۰۳ (۲) کتاب الاذکار للنوری ص ۱۳۵ (۳) نسیم الریاض جلد نمبر ۳ ص ۳۹۷ (۴) شرح شفاء للقاری ص ۴۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن سعد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا محمد یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری فریاد رسی فرما دیجئے اور ابن عباس سے بھی ایسے ہی روایت مذکور ہے۔ تو انہوں نے فرمایا یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

حدیث ہذا سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے۔ درد اور دکھ ٹالنے کے لئے نبی علیہ السلام کو پکارنے کا مشورہ دینا عبداللہ بن عمرؓ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت مصیبت میں یا محمد وسیلہ سمجھ کر غائبانہ اپنی حاجت میں پکارنا یا صرف ندا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر سمجھنا۔

Marfat.com

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عقیدہ اور عمل ہے اور بعد از وصال رسالت مآب صحابہ کا معمول ایسے تھا جیسے ہم اہل سنت کا ہے۔ فقیر سعیدی

میدان جنگ میں فریاد:

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ملک شام میں لڑنے والی اسلامی فوج کے سپہ سالار تھے مختلف علاقوں پر فوجی تسلط حاصل کر لینے کے بعد آپ نے شہر حلب کی طرف پیش قدمی کا بھی منصوبہ بنا لیا۔ یہاں کا حاکم یوقنا مسلمانوں کی فتوحات، طوفانی یلغار کی خبریں سن کر مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو چکا تھا بے شمار فوج جمع کرنے کے علاوہ اس نے اپنے طور پر قلعہ کو بھی ناقابل تسخیر بنا لیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب بن حمزہؓ کی سرکردگی میں ہراول دستہ ترتیب دیا اور انہیں اسلامی لشکر کے آگے آگے حلب کی طرف جانے کا حکم دیا تاکہ دشمن کی جنگی چال اور نقل و حرکت کا پتہ چلتا رہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ ایک ہزار سوار لے کر حلب کی طرف روانہ ہو گئے یوقنا کو جاسوسوں نے خبر دے دی کہ ہزار سوار حلب کی طرف بڑھ رہے ہیں اس نے دس ہزار سورماؤں کے دو حصے کیے ایک حصے کو کمین گاہ میں چھپایا اور دوسرا حصہ لے کر مسلمانوں کے ہراول دستے پر جھپٹ پڑا۔

اس اچانک حملے سے مسلمان وقتی طور پر ہراساں ہو گئے مگر جب حضرت کعب نے دشمن کی تعداد کا جائزہ لیا تو غازیوں کو دلاسا دیا کہ پریشان نہ ہوں دشمن کی تعداد پانچ ہزار ہے ایک مسلمان کے مقابلے میں پانچ سپاہی آتے ہیں گویا ایک اور پانچ کا مقابلہ ہے اور یہ کوئی انہونی بات نہیں مسلمان باآسانی اتنی کثرت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

غازیوں نے یوقنا کی فوج کو آڑے ہاتھوں لیا اور تیار نہ ہونے کے باوجود اس کے چھکے چھڑا دیئے مسلمان بڑی بے جگری اور حوصلہ مندی کے ساتھ لڑے جب یوقنا نے محسوس کیا کہ مسلمان تھک گئے ہیں تو اس کے کمین گاہ میں چھپے ہوئے سپاہیوں کو حکم دیا کہ مجاہدین پر ٹوٹ پڑیں اس ناگہانی حملے نے مسلمانوں کو حیران کر دیا دشمن کے مقابلے میں وہ پہلے ہی بہت کم تھے جب دشمن کی تازہ دم فوج آ گئی تو انہیں یقین ہو گیا اب شہادت یقینی ہے۔ اتنی تھکاوٹ

Marfat.com

کے بعد چاق و چوبند اور تازہ دم لشکر کا مقابلہ مشکل ہے۔

حضرت کعب بھی دیکھ رہے تھے حالات یکدم پلٹ گئے دشمن کا پلہ بھاری ہو گیا اور اس نے جارحانہ انداز میں لڑنا شروع کر دیا تھوڑے ہی وقفہ میں اہم ترین شخصیتیں شہید ہو گئیں ان میں وہ نامور اصحاب بھی تھے جنہیں جنگ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کا شرف حاصل تھا کئی جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ معرکہ میں حصہ لے چکے تھے۔ تقریباً ایک سو ستر غازی شہید ہو گئے ان کٹھن حالات میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ مسلمانوں کا حوصلہ قائم رکھنے کے لئے عزم و جوش کے ساتھ آگے بڑھے اور پرچم لہراتے ہوئے برق پتاں بن کر دشمن کے جتھے پر گرے اور مسلمانوں کو ثبات واستقلال اور صبر وقرار کے ساتھ جنگ جاری رکھنے کی نصیحت کی اس وقت ان کی زبان پر حوصلہ اور سکون بخشنے والے یہ کلمات تھے۔

یا محمد، یا محمد آ ثبتوا بانصر الله انزل. معاشر المسلمین اثبتوا، انما هی ساعبہ و یاتی النصر، والنتم الاعلون. (فتوح الشام جلد نمبر ا ص ۱۹۲)

یارسول اللہ یارسول اللہ! اے اللہ کی مدد نازل ہو! مسلمانو! ثابت قدم رہو ایک گھڑی کی تکلیف ہے۔ ابھی مدد آ جائے گی اور غلبہ تمہیں ہی نصیب ہو گا۔

وہی تھوڑی دیر بعد دشمن کے حوصلے پست ہو گئے اور اس نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی۔

حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ کی فریاد:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرنے اور آپؐ سے مدد چاہنے کے سلسلے میں ہیثم بن عدی حضرت نابغہ جعدی جیسے عالی پایہ صحابہ کی فکر ونظر اور عقیدہ وخیال کا عکاس ایک حسین ترین واقعہ بیان کرتے ہیں۔

ایک دفعہ آپ کے قبیلہ بنو عامر کے جانور کسی شخص کے کھیت میں گھس گئے کھیت کے مالک نے بصرے کے حاکم حضرت ابو موسیٰ اشعری کے دربار میں شکایت کی انہوں نے سپاہی بھیجے کہ مدعی علیہم کو عدالت میں حاضر کریں۔ جب سپاہی ان کے قبیلے کی حدود میں پہنچے تو انہوں نے ایک دوسرے کو آوازیں دینا شروع کر دیں تا کہ جمع ہو جائیں تا کہ سپاہی کوئی

Marfat.com

سخت اقدام نہ کرسکیں یہ پکار سن کر حضرت نالغہ جعدی بھی اپنے قبیلے کی حمایت کے لئے وہاں پہنچ گئے ان لوگوں کو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا حضرت نابغہ جعدی جیسے معزز شخص کو بھی ان میں دیکھ کر حضرت ابوموسیٰ کو بہت غصہ آیا۔ انہوں نے پوچھا آپ ان لوگوں کے ہمراہ کیوں آئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا اپنے قبیلے کے طلب کرنے پر آیا ہوں حضرت ابوموسیٰ کو حضرت نابغہ کی یہ حرکت پسند نہ آئی۔

آپ نے چند کوڑے رسید کردیئے جن کے جواب میں حضرت نابغہ نے حضرت ابوموسیٰ کے خلاف چند شعر کہے اور اس طرح اپنے دل کا غبار نکالا۔ ان میں سے ایک یہ تھا۔

فیا قبری النبی وصاحبیه

الا یا غوثنا لو تسمعونا

پس اے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر کی قبر! اے ہمارے مددگار اے کاش! آپ ہماری بات سنیں۔

الا صلی الهکم علیکم

ولا صلی علی الامراء فینا

اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے لیکن ہمارے امراء پر نہ فرمائے۔

(استیعاب جلد نمبر ۳ ص ۵۵۷)

اہل علم سے مخفی نہیں کہ یا قبرالنبی وصاحبیہ مجاز مرسل ہے۔ اور علاقہ محلیت ہے یعنی محل بول کر حال مراد ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ اے اللہ کے رسول اور اے ابوبکر وعمر! آپ ہمارے مددگار ہیں اور سننے کی شان بھی رکھتے ہیں اس لئے ہماری آرزو اور خواہش ہے کہ آپ ہماری مدد کریں۔

یہ خواہش و آرزو کا مفہوم حرف لو سے حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ عربی زبان میں اظہار آرزو اور تمنی کے لئے آتا ہے یہاں یہ حرف تسمعونا پر داخل ہے اور اس کے اظہار کے لئے ہے گویا نابغہ جعدی یہ کہہ رہے ہیں۔

چونکہ آپ ہمارے محسن و مددگار ہیں اس لئے ہماری آرزو ہے کہ ہماری بات سنیں یعنی ہماری مدد کریں۔

Marfat.com

نابینا کی امداد:

حضرت ابوعبداللہ سالم رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں میں نے خود کو دریائے نیل کے جزیرہ میں پایا اور یوں محسوس کیا جیسے ایک مگرمچھ حملہ آور ہونا چاہتا ہے میں بے حد خوفزدہ ہوا اچانک ایک حسین ترین بزرگ دکھائی دیئے میرے دل نے کہا یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی کوئی مصیبت آئے تو یوں کہا کرو۔

انا مستجیر بك یا رسول اللہ

یا رسول اللہ! میں آپ کی پناہ اور مدد چاہتا ہوں۔ کچھ عرصہ کے بعد نابینا شخص نے روضہ اطہر کی زیارت کے لئے مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ کیا جس نے اسے بتایا راستے میں اگر کوئی مصیبت یا دشواری پیش آئے تو یوں عرض کرنا۔

انا مستجیر بك یا رسول اللہ

اللہ کے فضل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم اور وسیلہ سے وہ مصیبت ٹل جائے گی۔ وہ نابینا اپنی ساتھیوں کے ہمراہ جنگل میں پہنچ گیا۔ کسی وجہ سے پانی نایاب ہو گیا بہت دوڑ دھوپ اور بڑی محنت کی مگر دور دور تک پانی کا نشان نظر نہ آیا سب کی جان لبوں پہ آ گئی نابینا شخص کا ساتھی بھی پانی کی تلاش میں گیا ہوا تھا اسے اپنے دوست کی بات یاد آ گئی اس سے زیادہ مصیبت کا وقت کون سا ہو سکتا تھا اس نے فوراً بلند آواز سے کہنا شروع کر دیا۔

انا مستجیر بك یا رسول اللہ

اچانک اس نے آواز سنی اے اللہ کے بندے! اپنے مشکیزے میں پانی بھر لے پھر اس نے یوں محسوس کیا جیسے اس کے مشکیزے میں پانی بھرا جا رہا ہے۔ بیابان میں وہ پانی سے سیراب ہو گیا۔ جہاں ایک بوند ملنی بھی مشکل ہو گئی تھی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۷۹۴)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کا مشاہدہ:

حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مشاہدات پر مشتمل ''فیوض الحرمین'' جو کتاب لکھی ہے اس میں نانویں اور دسویں مشاہدے کا خلاصہ یہ ہے۔

آپ فرماتے ہیں جب ہم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور روضہ اقدس پر حاضری دی تو

Marfat.com

حجابات اٹھ گئے عام برزخ میں نہیں بلکہ عالم مثال میں علانیہ اور واضح طور پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو اپنی حسی قوت یعنی آنکھوں کے ساتھ دیکھا۔ پھر بڑی نیاز سے عرض کی!

حضور رحمت العالمین ہیں، ہم خیر و برکت اور فیضان کرم کے حصول کے لئے بڑی آرزوئیں لے کر آئے ہیں آپ نگاہ کرم فرمائیں اور ہمیں نوازیں۔

فانبسط لی انبساطًا عظیما حتی تخیلت کان عطافه ردائه لفتنی و غشنی ثم غطنی غطه وتبدی لی و اظهر لی الاسرار و عرفنی بنفسه وامدنی امدادًا عظیما اجمالیا و عرفنی کیف استمدبه فی حوائجی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا گویا آپ کی عنایت کی چادر نے مجھے لپیٹ لیا ہے اور ڈھانپ لیا ہے۔ پھر آپ نے معانقہ فرمایا اور میرے سامنے ظاہر ہوئے کئی بھید کھولے اور بذات خود مجھے آگاہ فرمایا اور اجمالی طور پر میری بہت بڑی امداد کی اور مجھے بتایا کہ میں اپنی ضروریات میں کس طرح آپ سے مدد طلب کروں۔ (فیوض الحرمین)

مولوی اشرف علی تھانوی کا دستگیری کے لئے التجاء کرنا:

مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب نشر الطیب کے آخر میں شمیم الحبیب کے عربی اشعار کا ترجمہ کیا ہے جس کا نام الطیب رکھا جس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے بے دریغ امداد مانگی اشعار حسب ذیل ہیں۔

یا شفیع العباد خذ بیدی — انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میرے نبی — کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی

لیس لی ملجأ سواك اغث — مسنی الضر سیدی سندی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ — فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

اغشنی الدهر ابن عبد الله — کن فحیثاً فانت لی مددی
ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف — اے میرے مولا خبر لیجئے میری

Marfat.com

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ:

کسی نے سوال کیا کہ ان اشعار کو بطور وظیفہ یا ورد پڑھنا کیسا ہے۔

یا رسول اللہ انظر حالنا　　　یا رسول اللہ اسمع قالنا

اننی فی بحر ھم مغرق　　　خذ سیدی سھل لنا اشکالنا

یا قصیدہ بردہ کا یہ شعر وظیفہ کرنا۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ　　　سواک عند حلول الحادث العمم

جواب دیا کہ ایسے کلمات کو نظم یا نثر ورد کرنا مکروہ تیز ہی ہے اور کفر و شرک نہیں ہے۔

ان دونوں عبارتوں میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مدد مانگنے کو کفر و شرک نہیں کہا گیا۔

(فتاوی رشیدیہ جلد سوم ص ۵)

بانی دار العلوم دیوبند:

مولوی قاسم نانوتوی کہتے ہیں:

مدد کر اے کرم حمدی کہ تیرے سواء
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی)

اس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے مدد مانگی ہے اور عرض کیا ہے آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔

شاہ ولی اللہ قدس سرہ:

فریقین کے مسلم بزرگ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے شرح اطیب النغم میں لکھا ہے۔

''لا بدست از استمداد بروح آنحضرت علیہ السلام'' حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی استمداد کے بغیر چارہ نہیں ہے۔　　(شرح اطیب النغم)

مولوی رشید احمد گنگوہی:

سوال: اشعار اس مضمون کے پڑھنے یا رسول اللہ کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے۔

Marfat.com

مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفیٰ
میری تو ہر گھڑی تم سے فریاد ہے

جواب: ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں بایں خیال کہ حق تعالیٰ آپ کو مطلع فرماوے یا محض محبت سے بلا کسی خیال کے جائز ہیں۔

(فتاوی رشیدیہ جلد اول کتاب الحظر والاباحۃ ص ۶۴)

اولیاء اللہ کا تصرف واختیار

حدیث قدسی:

عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیاً فقدا ذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیٔ احب اِلَیَّ مما افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہٗ فاذا احببتہٗ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصربہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا وان سألنی لا عطینہ ولئن استعاذنی لا عیذنہ، (بخاری شریف)

''اللہ تعالیٰ (اپنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس پر) فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے عداوت کی میرا اس سے اعلان جنگ ہے اور جن چیزوں کے ذریعے بندہ نوافل کے ذریعہ میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگ کر کسی بری چیز سے بچنا چاہے تو میں اسے ضرور بچاتا ہوں۔

مولوی انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ:

اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ تو بندہ جب اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی صفت سمع بصر اور قدرت کے انوار بندے کی سمع، بصر اور قدرت میں ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اس طرح یہ مقرب بندہ صفات الٰہیہ کا مظہر بن جاتا ہے یعنی یہ بندہ اللہ تعالیٰ کے نور سمع سے سنتا ہے اسی کے نور بصر سے دیکھتا ہے اور اسی کے نور قدرت سے تصرف کرتا ہے نہ خدا بندے میں حلول کرتا ہے۔ نہ بندہ خدا ہو جاتا ہے۔ بلکہ خدا کا یہ مقرب بندہ مظہر خدا ہو کر کمال انسانیت کے اس مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے جس کے لئے اس کی تخلیق ہوئی تھی۔ اگر آپ غور فرمائیں گے تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ آیت کریمہ "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ" کے معنی یہ ہیں جن کا مصداق یہ عبد مقرب ہے عبادت کے معنی پامالی کے ہیں عبد مقرب اپنی انانیت اور صفات بشریت کو اپنے رب کی بارگاہ میں پامال یعنی ریاضت و مجاہدہ کے ذریعے ان کو فنا کر دیتا ہے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس بندے میں اس کی اپنی صفات عبدیت کی بجائے صفات حق متجلی ہوتی ہیں اور انوار صفات الٰہیہ سے وہ بندہ منور ہو جاتا ہے۔ جب قرآن سے ثابت ہے کہ درخت سے "انی انا اللہ" کی آواز آ سکتی ہے تو عبد مقرب کے لئے کیونکر محال ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی صفات سمع و بصر کا مظہر نہ ہو سکے۔

(فیض الباری شرح بخاری جز چہارم ص ۴۲۸)

امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ:

ارشاد فرماتے ہیں:

وکذلك العبد اذا واظب على الطاعات بلغ الى المقام الذى يقول الله كنت له سمعا وبصراً فاذا صار نور جلال الله سمعا له سمع القريب والبعيد واذا صار ذلك النور بصرا له راى القريب والبعيد واذا صار ذلك النور يدا له قدر على التصرف فى الصعب والبعيد والقريب.

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۲۱ ص ۹۱)

اور اسی طرح جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کر لیتا ہے۔ تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کنت له سمعا و بصرا فرمایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آوازوں کو سن لیتا ہے۔ اور جب

Marfat.com

یہی نوراس کی بصر ہو گیا تو وہ دور ونزدیک کی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے۔اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو جائے تو یہ بندہ مشکل اور آسان دور اور قریب چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

علامہ سیّدی وسندی ومرشدی غزالی زماں رازی دوراں حضور سیّد احمد شاہ کاظمی محدث ملتانی رحمۃ اللہ علیہ:

حدیث قدسی کی شرح میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مقرب بندہ کی شان میں جو کچھ لکھا ہے وہ عبد اور بشر سمجھتے ہوئے لکھا ہے جس سے ظاہر ہوا کہ اس طرح صفات عالیہ کا اس بندہ کے لئے ماننا اس کی عبدیت اور بشریت کے منافی نہیں۔

یہ انسانیت کا کمال ہے۔ کہ بندہ صفات خداوندی کا مظہر ہو جائے۔ جب اللہ تعالیٰ کی صفت سمع کی تجلیاں اس کی سمع میں چمکنے لگی تو یہ ہر قریب وبعید کی آواز کوسن لے گا یہ اس کی ذاتی صفت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تجلی کا ظل ہے۔عکس ہے۔اور پرتو ہے۔ پرتو اور ظل غیر مستقل ہوتا ہے اور پرتو والا مستقل ہوتا ہے۔ پس اصل توحید یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب حاصل کرے کہ خدا کی صفات کا آئینہ بن جائے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بصر کا نور جب اس کی بصر کے صیقل شدہ آئینے میں چمکے گا تو وہ ہر نزدیک اور دور کی چیز کو دیکھ لے گا۔

جب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نور کے جلوے اس کے ہاتھ پاؤں، دل ودماغ میں ظاہر ہوں گے تو یہ ہر آسان، ہر مشکل اور ہر دور ونزدیک کی چیز پر قادر ہو جائے گا اب بتایئے کہ جب مشکل بندے کی قدرت میں ہوگئی تو مشکل کشا نہیں تو اور کیا ہے؟

مگر خوب یاد رکھئے گا کہ خدا کا مشکل کشا ہونا ذاتی ہے۔اور بندے کا مشکل کشا ہونا عطائی ہے۔ کیونکہ بندہ اگر کسی کی کوئی مشکل حل کرتا ہے۔ یا حاجت پوری کرتا ہے تو اللہ کی دی ہوئی طاقت واختیار سے کرتا ہے۔اور اللہ کے اذن سے کرتا ہے۔

پس واضح ہو گیا کہ ہمارا عقیدہ شرک کی تمام جڑوں کو کاٹنے والا ہے۔اب بتایئے کہ عین توحید کو لوگ شرک کہتے ہیں تو اسلام پھر کیا ہوگا؟

Marfat.com

پس یہ ادراک، علم، سمع اور بصر جوان مقربین بارگاہ الٰہی میں پائے جاتے ہیں اور جن میں دلیل موجود ہے۔ ان میں آسان سے آسان کام پر بھی اولیاء اللہ کی قدرت ثابت ہوگئی اور مشکل و بعید چیزوں پر بھی ان کی قدرت ثابت ہوگئی اور دلیل قائم ہوگئی کہ یہ نفع پہنچانے والے ہیں اور بارگاہ رب العالمین میں دعائیں کر کے رب کو راضی کرنے کی صلاحیتیں رکھنے والے ہیں ان میں مشکل کشائی کی قدرتیں بھی ہیں.......... دور سے دیکھنے کی قدرتیں بھی ہیں اور بعید کی آواز کو بھی سن سکتے ہیں۔

کفار مکہ تو خدا پر یہ بہتان باندھتے تھے کہ خدا نے ان پتھروں اور بتوں کو اختیار دے رکھا ہے اور اذن دے دیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں تھا اور جب ہم نے انبیاء علیہم السلام و اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم پر اذن کی شرط لگائی تو شرک دور ہوگیا اور جب ان کے اختیار کو ثابت کر دیا تو کفر بھی جاتا رہا...... الحمد اللہ! ہم باذن اللہ کا اعتقاد کر کے شرک سے پاک اور انبیاء علیہم السلام و اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم کے اختیارات ثابت کر کے کفر اور شرک سے بھی پاک ہیں۔

بعض لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جو آیات قرآنی بتوں کے حق میں آئی ہیں ان کو مومنوں پر چسپاں کرتے ہیں اس طرح بھولے مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں..........

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خارجی گروہ کو ساری مخلوق سے برا جانتے تھے اور فرمایا کہ ان لوگوں نے یہ طریقہ بنالیا ہے کہ جو آیات کفار و مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مومنوں پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ وکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقو۔ الی ایات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین۔ (بخاری شریف جلد دوم ص ۱۰۲۴، (اقتباسات تحفظ عقائد اہل سنت)

”اولیاء اللہ کے مدد فرمانے کے واقعات“

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان:

شیخ علی الجبار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابو القاسم عمر علیہ الرحمۃ سے سنا غوث اعظم قدس سرہ نے فرمایا۔

”من استغاثہ بی فی کربۃ کشفت عنہ من نادی باسمی فی شدۃ

Marfat.com

فرجت عنہ ومن توسل الی اللہ بی حاجۃ قضیت حاجتہ"

جو کوئی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے یا مجھ کو پکارے تو میں اس کی مصیبت کو دور کروں گا اور جو کوئی میرے توسل سے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے گا تو اللہ کریم جل جلالہ اس کی حاجت کو پورا کر دے گا۔

(فتوح الغیب مقالہ نمبر ۴۶۔ قلائد الجواہر ص ۳۶۔ سفینۃ الاولیاء ص ۲۷۔ اخبار الاخیار فارسی ص ۲۹)

حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ:

حضرت ملا علی قاری حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا ہے۔ "جو کوئی رنج و غم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج وغم دور ہوگا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر پکارے تو وہ شدت دفع ہوگی اور جو کوئی کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ شدت دفع ہوگی اور جو کوئی کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے اس کی حاجت پوری ہوگی۔ (نزہتہ الخاطر الفاتر) یہی ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نماز غوثیہ کی ترکیب بتاتے ہیں کہ دو رکعت نفل پڑھے ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھے اور سلام پھیر کر گیارہ بار صلوۃ وسلام پڑھے بعدہٗ جانب شمال گیارہ قدم چلے ہر قدم پر میرا نام لے کر اپنی حاجت عرض کرے اور یہ دو شعر پڑھے۔

ایدرکتی ضیم وانت ذخیرتی　　　واظلم فی الدنیا وانت نصیری

وعار علی حامی الحمی وھو منجدی اذا ضاع فی البید اعقال بعیری

یہ کہہ کر ملا علی قاری فرماتے ہیں "وقد جرب ذالك مرارا فصح"

یعنی بارہا اس نماز غوثیہ کا تجربہ کیا گیا۔ درست نکلا۔ غوث اعظم مسلمانوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ مصیبت کے وقت مجھ سے مدد مانگو اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسے بغیر تردید نقل فرما کر فرماتے ہیں کہ اس کا تجربہ کیا گیا جو بالکل صحیح ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں سے مدد مانگنا جائز اور فائدہ مند ہے۔

اشرف علی تھانوی کی نانی کی کہانی:

اشرف علی تھانوی اپنی کہانی لکھتا ہے جس میں تمام جھگڑے ہی ختم ہو جائیں بشرطیکہ کوئی

Marfat.com

ضد میں مبتلا نہ ہو کیونکہ ضد کی بیماری لا علاج ہے۔ آپ کے والد کی اولاد نرینہ زندہ نہ رہتی تھی اس کی ظاہر وجہ تو یہ تھی کہ موصوف کو جب مرض خارش نے آ گھیرا اور کسی صورت سے یہ مرض دفعہ نہ ہوتا تھا تو مجبوراً کسی ڈاکٹر کے مشورہ سے ایسی دوا کھالی تھی جو دافع خارش مگر بظاہر قاطع بھی ثابت ہوئی خوش دامن صاحبہ کو اس کا پتہ لگا تو وہ سخت پریشان ہوگئیں اور حافظ غلام مرتضیٰ صاحب پانی پتی سے عرض کی کہ میری لڑکی کے لڑکے زندہ نہیں رہتے ہیں حافظ صاحب نے فوراً مجذوبانہ انداز میں فرمایا عمر رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کشاکش میں مر جاتے ہیں۔ اب کی باری حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دینا اس معمہ کو کوئی بوجھ نہ سکا لیکن حکیم الامت کی والدہ کے ذہن رسا نے اس کے راز کو پالیا وہ کہہ اٹھیں کہ حافظ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ لڑکوں کی ددھیال ہے فاروقی اور ننھیالی ہے علوی۔ اور اب تک جو نام بھی رکھے گئے وہ ددھیال طرز پر تھے اب کی بار جب لڑکا ہو تو ننھیال وزن پر نام رکھا جائے جس کے آخیر میں علی ہو حافظ صاحب یہ سن کر ہنس پڑے اور فرمایا لڑکی بڑی ہوشیار ہے میرا منشاء بھی یہی تھا پھر فرمایا اور بڑے جوش سے فرمایا انشاء اللہ اس کے دو لڑکے ہوں گے اور وہ زندہ رہیں گے ایک کا نام اشرف علی رکھنا اور دوسرے کا نام اکبر علی ایک میرا ہوگا اور وہ مولوی ہوگا اور دوسرا دنیا دار ہوگا چنانچہ اس درویش نے جو کچھ توکلاً علی اللہ کہا تھا حرف حرف وہ پورا ہوا ''قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید'' (۱) بوادر النوادر ص۲۱ (۲) افاضات الیومیہ جلد ۵ ۷ ص ۲۰۱ (۳) اشرف السوانح (۴) حیات اشرف)

اور یہ واقعہ مولوی اشرف علی تھانوی نے خود بھی الافاضات الیومیہ میں بار بار دہرایا ہے۔ اور شرف السوانح اور مدلل بہشتی زیور کے مقدمہ میں بھی ہے۔ ''نانی پیر کے پاس بچہ لینے گئی۔'' عمر و علی کی کشاکش یعنی جھگڑا میں ہمارے مسلک کی پہلی تائید تو یہ کہ اللہ والے زندہ ہیں اور انہیں اپنے متعلقین و متوسلین کے دکھ سکھ کا علم ہے۔ دوسرا یہ کہ باذنہ تعالیٰ وہ مارنے جلانے کی قدرت بھی رکھتے ہیں تیسرا یہ کہ ان کو اپنی طرف منسوب ہونے سے خوشی ہوتی ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ قادری، چشتی وغیرہ

تجھ سے در اور در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت

چوتھا یہ کہ ان سے منسوب ہونے سے دنیوی و اخروی فوائد نصیب ہوتے ہیں۔ مجذوب

Marfat.com

نے فرمایا:

دو لڑکے ہوں گے اس میں علم ما فی الغد یعنی کل کیا ہوگا اور ما فی الارحام یعنی بچہ ہوگا یا بچی کا دعویٰ ہے جو مخالفین کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ماننا شرک ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہونا ہے لیکن یہاں ایک مجذوب کے لئے نہ صرف مانا جا رہا ہے بلکہ عین حقیقت بتائی جا رہی ہے۔

دونوں کی مکمل سوانعمری اجمالی طور پر بتادی کہ ایک مولوی ہوگا دوسرا دنیادار ہوگا اور اس میں کتنا بڑا دعویٰ ہے لیکن کسی نبی وولی کے لئے ہم اہل سنت ایسا کہیں تو دار الافتاء گرجنے اور برسنے لگتے ہیں............

جو کچھ مرد درویش نے کہا حرف حرف پورا ہوا اگر ہم کہہ دیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی تو پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے؟ یعنی مشرک، مشرک اور بے شمار دفعہ مشرک۔

قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

قلندر جو کچھ کہتا ہے دیکھ کر کہتا ہے۔

یعنی قلندر ولی اللہ جو کہتا ہے وہ لوح محفوظ کو دیکھ کر کہتا ہے۔

قارئین ذرا تھوڑی دیر انصاف کا دامن تھام کر صاف گوئی سے کام لیں اگر ہم جملہ امور انبیاء علیہم السلام و اولیاء علی نبینا وعلیہ السلام کے لئے عقیدہ رکھیں تو مشرک اور یہ صاحبان صرف مجذوب کے لئے مانیں تو عین ایمان یا تو ہمارے ساتھ ہو کر جھگڑا ختم کریں یا پھر یہ کہیں کہ سرے سے یہ واقعہ من گھڑت ہے۔

تھانوی صاحب کی نانی صاحبہ نے پیر صاحب کو یہ بھی بتا دیا کہ میاں دوائی کھانے سے نامرد ہو گیا ہے اس سے کیا سمجھا آپ حضرات نے؟؟؟

ہم تو پیروں فقیروں سے بچہ ملنے کی دعا کراتے ہیں لیکن نانی نے پیر سے بچہ بھی مانگا اور بیج بھی!

یاد رہے کہ یہ حافظ غلام مرتضیٰ مجذوب تھے اور مجذوب کا مرتبہ اغواث اور اقطاب سے کم ہوتا ہے مولوی صاحب کی نانی کا ان کے پاس جانا اور مرادیں مانگنا کئی شرکوں پر مشتمل ہے

Marfat.com

پھران کے نزدیک غلام مرتضٰی شرکیہ نام ہے اب نتیجہ نکلا کہ یہ امور اگرنا جائز اور شرک ہیں تو تھانوی کے خاندان کے لئے جائز بلکہ فخر اور اہل سنت کے لئے حرام اور شرک۔

بات چل پڑی ہے یہ ناموں کی تھوڑی سی وضاحت ان کی بھی کرتے ہیں۔

نام رکھنا حسین بخش، پیر بخش، نبی بخش وغیرہ:

ایسے اسماء پر جھگڑے اٹھتے ہیں ہمارے عوام اہل سنت میں ایسے اسماء بکثرت ہیں ان کو شرک سے ڈرا دھمکا کر پریشان کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ اسماء شرک نہیں اس لئے کہ بخش اگر بمعنی بخشنے والا ہوتو بھی صحیح ہے کیونکہ قیامت میں اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم کی شفاعت حق ہے تو بخشنے والا مجازاً ہے۔ چونکہ یہ شفاعت سے منکر ہیں۔ اس لئے صاف انکار تو نہیں کرتے اسی لئے ہیرا پھیری سے کام لیتے ہیں اگر بخش کا معنی پیر کی عطا ہے تو بھی جائز ہے۔ جس سے ہماری مراد یہ ہے کہ پیر کی عطا سے پیدا ہوا یہ بھی مجاز ہے تو ایسا مجاز قرآن مجید میں موجود ہے جبرائیل علیہ السلام نے بی بی مریم سے کہا "لِاَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا" تاکہ میں تمہیں ستھرا بیٹا بخشوں۔

اس سے ظاہر ہے کہ بیٹا تو اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے لیکن جبرائیل علیہ السلام نے اس بخشش کو اپنی طرف منسوب کر دیا اسی طرح عملی طور تو تھانوی صاحب بھی مجذوب کی بخشش ہیں تو کیا مجذوب پیر فقیر نہیں ہیں۔

گنگوہی کا نانا اور نانوتوی کا دادا:

ہمارے اسلاف رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم یہ اسماء تو بکثرت ہیں لیکن ان کے اکابر کی لسٹ اٹھا کر دیکھئے تو ان میں بھی یہ اسماء کچھ کم نہ ہوں گے چنانچہ تذکرۃ الرشید میں گنگوہی کے نانا کا نام پیر بخش اور سوانح قاسمی میں نانوتوی کے دادا کا نام محمد بخش صاحب ہے۔

فیصلہ قارئین پر؟؟؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدد فرمائی:

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں لکھا ہے جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں شہزادوں (سیّدنا حسن وسیّدنا حسین رضی اللہ عنہما) نے آدھی رات کو کسی

Marfat.com

کہنے والے کو یہ کہتے سنا۔

یا من یجب دعا المضطر فی الظلم
یا کاشف الضروالبلوی مع السقم
وفدك حول البیت وانتهبوا
وانت یا حی یا قیوم لم تنم
هل لی بجودك فضل العفو عن ذللی
یا من الیه رجاء الخلق فی الحرم
ان کان عفوك لا یرجوه ذوخطاء
فمن یجود علی العاصمین بالنعم

(جامع کرامات اولیاء)

ترجمہ: اے ذات اقدس! جو تاریکیوں میں مضطر و بے تاب کی دعا سنتی ہے اے ذات اقدس! جو بیماروں کی تکلیف اور ضرر کو دور فرماتی ہے تیری خدمت میں حاضری دینے والے کعبہ کے اردگرد سو گئے ہیں لیکن اے زندہ و کائنات کے سہارے! تو تو کبھی نہیں سویا کرتا، کیا تو محض اپنی سخاوت سے میری لغزشوں پر اپنی معافی کا وسیع دامن پھیلا دے گا، حرم میں تیری ہی ذات کی امیدیں لے کر تو مخلوق اکٹھی ہے اگر خطا کار ہی تیری معافی کے امیدوار نہ ہوں تو پھر گناہ گاروں پر تیرے سوا اور کون نعمتوں کی بارشیں برسائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی کو حکم دیا کہ ان اشعار پڑھنے والے کو تلاش کرو وہ اس کے پاس پہنچا اور کہا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دو وہ اپنا پہلو گھسیٹتا جناب امیر المومنین کے سامنے آ کر کھڑا ہوا آپ نے پوچھا میں نے تیری التجائیں تو سنی ہیں اب ذرا اپنا واقعہ بھی سنا دے وہ عرض کرنے لگا کہ میں لھو ولعب اور گناہ میں مبتلاء ایک آدمی تھا میرے والد مجھے نصیحت فرماتے اور کہا کرتے کہ اللہ کی کچھ سختیاں ہیں اور کچھ گرفتیں ہیں جو ظالموں سے دور نہیں ہیں لہذا ایسا مت کر لیکن میں ٹال مٹول سے کام لیتا رہتا جب انہوں نے بار بار نصیحتیں کیں تو ایک دن میں آپے سے باہر ہو گیا اور انہیں پیٹ ڈالا۔ انہوں نے قسم کھالی کہ مجھے بد دعا دیں گے اور استغاثہ لے کر دربار خداوندی میں مکہ مکرمہ جائیں گے انہوں نے ایسا ہی کیا اور

Marfat.com

مجھے بددعا دی ابھی دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ میرا دایاں پہلو سوکھ گیا میں اپنے کیے پر سخت نادم تھا میں نے بڑی مدارت سے انہیں راضی کرنا چاہا انہوں نے وعدہ فرمالیا کہ وہ وہاں ہی میرے حق میں دعا کریں گے جہاں مجھے بددعا دی تھی۔ میں نے انہیں اونٹنی پیش کی اور انہیں اس پر سوار کرایا اچانک اونٹنی بھاگ کھڑی ہوئی اور انہیں دو چٹانوں کے درمیان پھینک دیا وہ وہاں وفات پا گئے جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تیرا باپ تجھ سے راضی تھا۔ تو اللہ کریم بھی تجھ سے راضی ہے اس نے کہا بخدا باپ تو راضی تھا جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ اٹھے کئی رکعتیں پڑھیں اور کئی مخفی دعائیں فرمائیں جو اللہ کریم ہی جانتا ہے۔ پھر فرمایا کہ مبارک ہو! کھڑا ہو جا وہ اٹھا اور چلنے لگا اور پہلے کی طرح صحت یاب ہو گیا پھر جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اگر تو باپ کے راضی ہونے کی قسم نہ کھاتا تو میں تیرے لئے دعا نہ مانگتا۔

(جامع کرامات اولیاء)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے دلی مرادیں پوری فرمائیں:

ایک دن سیّدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہم مجلس میں تشریف فرما تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ''تم میں سے جو شخص جو کچھ مانگنا چاہتا ہے مانگ لے'' حضرت ابوالمسعود کھڑے ہوئے اور عرض کی میں ترک تدبیر واختیار چاہتا ہوں'' حضرت محمد بن قائد نے عرض کی کہ مجھے مجاہدے کی قوت چاہئے'' حضرت عمر بزاز نے عرض کی کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا خوف چاہئے'' حضرت ابومحمد حسن نے عرض کی کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ صاحب حال بنا دیجئے کیونکہ میں اس نعمت سے محروم ہو گیا ہوں حضرت جمیل نے عرض کی کہ مجھے حفظ وقت کی ضرورت ہے حضرت عمر غزالی نے عرض کی کہ مجھے علم میں اضافہ چاہیئے، حضرت جلیل صرصدیؒ نے عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک موت نہ آئے جب تک کہ مقام قطبیت پر فائز نہ ہو جاؤں حضرت ابوالبرکاتؒ نے عرض کی کہ مجھے محبت الٰہی میں بے خودی درکار ہے، حضرت ابوالفتوح نے عرض کی کہ مجھے قرآن وحدیث حفظ کروا دیں۔ حضرت ابوالخیر نے عرض کی کہ مجھے ایسی معرفت چاہئے کہ ہدایت وگمراہی پہچان لوں حضرت ابوعبداللہ نے عرض کی مجھے درباں سرائی کی خواہش ہے حضرت ابوالقاسم مجھے حاجب (یعنی دربان) کی خواہش ہے۔

Marfat.com

سیّدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ان تمام حضرات کی خواہشات سن کر اپنے باطنی تصرف کی برکت سے ان تمام مطالبات کو پورا فرما دیا اس روایت کے راوی فرماتے ہیں کہ اللہ عز و جل کی قسم ان لوگوں کو وہ نعمتیں مل گئیں جو انہوں نے طلب کی تھیں۔

حضرت ابوالمسعود ترک اختیار کی انتہا کو پہنچ گئے تھے اور ان کا مرتبہ اتنا بلند ہوا کہ وہ خود کہا کرتے تھے کہ میرے دل میں میرے مصلے سے آگے کا کوئی خیال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

محمد بن قائد کو مجاہدے پر پورا اختیار مل گیا تھا آپ عمر کے آخری حصے میں تقریباً چودہ سال زیر زمین مجاہدہ کرتے رہے آپ فرماتے تھے کہ میں نے بھوک کو بھوکا کر دیا ہے اور پیاس کو پیاسا بنا دیا ہے۔ نیند کو سلا دیا ہے اور بیداری کو بیدار کر دیا ہے میں نے ڈر کو ڈرا دیا ہے اور مصائب کو بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے اب صرف اللہ تعالیٰ میرے حکم پر غالب ہے۔

حضرت عمر بزاز خوف کے اعلیٰ درجے پر پہنچے حضرت ابومحمد پر غوث اعظمؒ نے نگاہ فرمائی تو مجلس میں بیٹھے بیٹھے ہی مضطرب ہو گئے بعد میں فرمایا کہ میرے احوال سلبی ایک مدت سے سلب ہو گئے تھے شیخ عبدالقادرؒ نے انہیں میری طرف لوٹا دیا۔

حضرت جمیل کو حفظ و مراعات نفس میں وہ چیزیں حاصل تھیں جو میں نے دوسروں کے ہاں نہیں پائیں وہ خلا میں اپنی تسبیح کے دانوں کو معلق کر دیا کرتے تھے۔

حضرت عمر غزالی نے کئی قسم کے علوم جمع کر کے ازبر کر لیا تھا مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے اپنی لائبریری کی ہزاروں کتابیں فروخت کر دیں اس کی وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا کہ اب مجھے ان کتابوں کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ تمام مجھے زبانی یاد ہو چکی ہیں۔

حضرت ابوالبرکات پر غوث پاک رضی اللہ عنہ کی نگاہ پڑی تو آپ بے ہوش ہو گئے آپ کو بے ہوشی کے عالم میں ہی کوفہ پہنچا دیا گیا میں نے انہیں کوفہ کے ایک مقام پر حیران کھڑے پایا۔ میں نے انہیں بلایا لیکن وہ میری طرف متوجہ نہ ہوئے چنانچہ میں واپس آ گیا۔

چند سال بعد مجھے بصرہ جانے کا اتفاق ہوا تو وہ مجھے اسی حال میں ملے، میں ان کے پاس گیا اور بات کرنا چاہی، مگر آپ نے پسند نہ کی میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ! میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ انہیں عقل لوٹا دے تا کہ یہ مجھ سے کلام فرما سکیں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آئے اور سلام کیا۔ میں نے جواب دے کر عرض کی

Marfat.com

آپ کس حال میں ہیں فرمایا بھائی! سیّدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ایک نگاہ نے غیر اللہ سے بے نیاز کر دیا ہے یہ فرما کر اپنی جگہ واپس چلے گئے حتیٰ کہ اسی حالت میں انتقال فرمایا۔

حضرت ابو الفتوح نے چھ ماہ میں قرآن پاک حفظ کر لیا اور ان کے سامنے جتنے بھی مشکل مسائل آتے حل ہوتے چلے جاتے آپ ساتوں قرأتوں پر ماہر ہو گئے احادیث از بر یاد کر لیں بہت سی کتابوں کو حفظ کر لیا حتیٰ کہ آپ نے وفات پائی۔

حضرت ابو الخیر فرماتے ہیں کہ سیّدی غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا تو مجھے اپنے سینے میں ایک نور آتا دکھائی دیا اسی دن سے مجھے حق و باطل میں فرق محسوس ہونے لگا حالانکہ پہلے مجھے ان میں بہت شک رہا کرتا تھا۔

حضرت عبداللہ کو وزارت پر فائز کر دیا گیا اور ابو القاسم کو خلیفہ کے دروازے کے دربان کی نوکری مل گئی۔ (زبدۃ الآثار۔ للشیخ عبدالحق المحدث دہلوی رضی اللہ عنہ)

حضرت سعدون رحمۃ اللہ علیہ کا بارش کے لئے دعا فرمانا:

حضرت عطا سلمی کہتے ہیں ایک دفعہ بارش نہ ہوئی تو ہم دعا کے لئے میدان میں نکلے وہاں مشہور بزرگ حضرت سعدون بیٹھے ہوئے تھے لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر بولے! اے عطاء! کیا یہ حشر کا دن ہے یا لوگوں کو قبر سے نکال لیا گیا ہے۔ میں نے کہا ہم لوگ بارش کی دعا کے لئے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا زمینی دل لے کر آئے ہو یا آسمانی؟ مطلب یہ تھا کہ خلوص و محبت سے دعا کرنے کے لئے آئے ہو یا محض رسمی طور پر صرف خانہ پری کے لئے؟ میں نے جواب دیا آسمانی دل لے کر آئے ہیں جن میں خشوع و خضوع بھرا ہوا ہے۔

حضرت سعدون نے آسمان کی طرف چہرہ اٹھایا اور دعا کے لئے لب کھولے! اے اللہ بندوں کے گناہوں کے بدلے شہر ویراں نہ کر اور اپنے اسمائے پاک کے سربستہ اسرار کی برکت و وسیلہ سے موسلا دھار بارش نازل فرما۔

یہ دعا کرنے کی دیر تھی کہ دیکھتے ہی دیکھتے مطلع ابر آلود ہو گیا بادل گھر کر آ گئے اور ہر طرف گھنگور گھٹائیں چھا گئیں اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔

حضرت عطاء نے دعا کی تاثیر اور فوری قبولیت کی یہ شان دیکھ کر کہا:

Marfat.com

افلح الزاھدون والعابدون

اذا لمولا ھم اجاعو البطونا

زاہدوعابد حضرات کامیاب ہوگئے کیونکہ انہوں نے اپنے مولی کی رضا کے لئے پیٹ کو بھوکا رکھا۔

اسھروا اعین العلیہ صبا

فانقضی لیلھم وھم ساھرونا

انہوں نے محبت کے باعث بیمار آنکھوں کو بیدار رکھا اور بیداری ہی کے عالم میں ان کی رات بیت گئی۔

شغلتھم عبادہ اللہ حتی

حسب الناس ان فیھم جنونا

اللہ کی عبادت نے انہیں مشغول رکھا یہاں تک کہ لوگوں نے انہیں مجنون سمجھنا شروع کر دیا۔

(احیاء العلوم جلد نمبر ا ص ۳۱۶)

تنگ دستی اور محتاجی سے چھٹکارا:

سعید بن بصری فرماتے تھے کہ قبیلہ قریش میں سے کچھ لوگ عبدالواحد بن زید کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے ایک دن انہوں نے آ کر کہا کہ ہمیں تنگ دستی اور محتاجی سے ڈر لگتا ہے انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور دعا کی۔

یا اللہ میں تجھ سے اس بلند نام کے وسیلہ سے درخواست کرتا ہوں جس کے ساتھ تو اپنے ولی کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جسے تو اپنے برگزیدہ دوستوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے کہ تو اپنی طرف سے ہمیں رزق عطا فرما جس کی وجہ سے ہمارے اور ہمارے ساتھیوں کے دلوں سے شیطانی تعلق منقطع ہو جائے تو ہی رحم فرمانے والا احسان کرنے والا ہے جس کا احسان قدیم سے چلا آ رہا ہے یا اللہ اسی وقت ہو اسی وقت ہو۔

کہتے ہیں کہ میں نے چھت کی کڑکڑاہٹ کی آواز سنی اس کے بعد درہم و دینار برسنے لگے آپ نے کہا دنیا والوں کو چھوڑ کر خدا سے مالداری چاہا کرو چنانچہ لوگوں نے وہ درہم و دینار لے لئے لیکن آپ نے اس میں سے کچھ نہ لیا۔ (رسالہ قشیریہ)

Marfat.com

پانی کا چشمہ جاری فرما دیا:

حامد اسود فرماتے ہیں کہ میں ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ جنگل میں سات دن تک بغیر کھائے پیئے رہا ساتویں دن کمزوری کے باعث بیٹھ گیا آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کیا بات ہے میں نے عرض کی کہ کمزور ہو گیا ہوں فرمایا کس چیز کی خواہش ہے؟ پانی کی یا کھانے کی میں نے کہا پانی کی فرمایا پانی تو تمہارے پیچھے ہے میں نے مڑ کر دیکھا تو ایک پانی کا چشمہ تازہ دودھ کی طرح بہہ رہا ہے۔ میں نے پانی پیا اور وضو کیا آپ دیکھتے رہے لیکن اس کے قریب بھی نہ آئے جب میں اٹھنے لگا تو چاہا کہ کچھ پانی ساتھ لے لوں مگر آپ نے مجھے روکتے ہوئے فرمایا کہ اب پانی نہیں ہے جسے ہم زادِ راہ بنا سکیں۔ (رسالہ قشیریہ)

مدد کو پہنچے:

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ بتوں کو توڑنے سے غازیوں کا سا ثواب ملتا ہے ایک شخص کو دکن میں ایک بت خانہ دیکھنے کا اتفاق ہوا اور وہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی صحبت میں فیض یاب ہو چکا تھا اس لئے تمام بت توڑ ڈالے گاؤں والوں کو جب پتہ چلا تو سب کے سب اسے جان سے مارنے کے لئے اکٹھے ہوئے اس اللہ کے بندے نے مدد کے لئے دل ہی دل میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی طرف توجہ کی اسے آواز آئی فکر نہ کر اتنے میں چالیس آدمی گھوڑے پر سوار وہاں آ موجود ہوئے اور گاؤں کے لوگ تتر بتر ہو گئے اس طرح اس شخص کی جان بچ گئی۔ (مجدد اعظم)

بیمار کو تندرست کر دیا:

ابو علی بن وصیف مودب فرماتے ہیں۔ ایک دن سہل بن عبداللہ نے ذکر الٰہی پر وعظ فرمایا کہ حقیقی ذاکر اگر مردوں کو زندہ کرنا چاہے تو زندہ کر سکتا ہے۔ اس وقت اس کے سامنے ایک بیمار تھا آپ نے اپنا ہاتھ پھیرا اور وہ تندرست ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ (رسائل قشیریہ)

Marfat.com

سمندر کے جواہرات منگوا لیئے:

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں کشتی میں محو سفر تھا کہ اسی اثناء میں کسی کا کمبل چرا لیا گیا لوگوں نے ایک شخص پر چوری کا الزام لگایا میں نے کہا مجھے اس سے نرمی سے بات کر لینے دو وہ نوجوان چادر اوڑھے سویا ہوا تھا میں نے اسے اٹھایا اس نے اپنا سر چادر سے نکال کر معاملہ دریافت کیا میں نے اس سے چوری کے متعلق بات کی اس نے جواباً کہا کہ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ چوری میں نے کی ہے؟ پھر اس نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ یا الٰہی! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ سمندر میں جس قدر بھی مچھلیاں ہیں سب جواہرات لے کر آ جائیں ذوالنون کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا تو سمندر کی سطح پر مچھلیاں ہی مچھلیاں نظر آ رہی تھیں اور ان کے منہ میں جواہر تھے اس کے بعد اس شخص نے اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیا اور پانی پر چلتا ہوا ساحل تک جا پہنچا۔ (قشیریہ)

بندگان خدا سے غائبانہ مدد مانگنا:

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انفلتت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلیناد یَاعِبَادَ اللّٰہِ احبسوا قال النووی بعد ان روی ھذا الحدیث عن کتاب ابن سنی قلت وحکی لی بعض شیوخنا الکبار فی العلم انھا انفلتت معنا بھیمۃ فعجزوا عنھا فقلتہ فوقفت فی الحال بغیر سبب۔

ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم سے کسی کا چوپایہ جنگل میں دوڑ جائے تو پکارے اے اللہ کے بندو! روک لو! نووی نے ابن سنی کی کتاب سے اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے اور میرے بڑے علمی مشائخ نے بھی بیان کیا کہ ہمارے پاس بھی ایک چوپایہ بے قابو ہو گیا تو ہم اس سے عاجز آ گئے تو میں نے بھی وہی یا عباد اللہ احبسو کہا تو فوراً بغیر سبب کے رک گیا۔

((۱) تحفۃ الذاکرین ص ۵۵، (۲) کتاب الاذکار للنوری (۳) حصن حصین ص ۲۱۳)

اس حدیث پاک سے صاف ثابت ہو گیا کہ اولیاء اللہ کو وسیلہ سمجھ کر حاجات کے لئے

Marfat.com

غائبانہ پکارنا جائز ہے اور اس حدیث کو نقل کرنے والا مخالفین کا معتمد علیہ شوکانی ہے۔ اور علامہ نووی نے بھی اس حدیث پاک کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے اپنے کبار مشائخ کا تجربہ بھی صحیح ثابت فرمایا۔

علامہ شوکانی کی گواہی:

واخرج البزاز من حدیث ابن عباس رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الله ملائکته فی الارض سوی الحفظة یکتبون ماسقط من ورق الشجر فاذا اصاب احدکم بشیء بارض فلاة فلینادا عنیونی یاعباد اللّٰه قال فی مجمع الزوائد رجاله ثقات و فی الحدیث دلیل من لا هم الانسان من عباد الله من الملائکة و صالحی الجن ولیس فی ذالك باس کما یجوز للانسان ان یستعین ادم اذا عثرت دابته انفلتت (تحفۃ الذاکرین)

ابن عباس کی حدیث سے بزاز نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ محافظین فرشتوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اور فرشتوں کو مقرر کیا ہوا ہے۔ جو درخت کا پتہ بھی زمین پر گرے وہ لکھتے ہیں تو جب تمہیں کسی جنگل سے کوئی تکلیف پہنچے تو پکارنا اعینونی یا عباد اللہ یعنی اے اللہ کے بندو میری امداد کرو اور مجھے پہونچو مجمع الزاوائد میں کہا ہے۔ کہ اس کے رجال ثقات ہیں یعنی اس حدیث کے رواۃ غیر مستند نہیں ہیں اور حدیث میں دلیل ہے استعانت کے جواز پر جس شخص کو انسان نہ دیکھتا ہو اللہ کے بندوں سے یعنی فرشتوں اور نیک جنوں سے اور اس میں کوئی نہیں ہے جیسا کہ انسان کو جائز ہے۔ بنی آدم سے امداد طلب کرے جب اس کا چوپایہ دوڑ جائے یا بے قابو ہو جائے۔

چونکہ اس حدیث سے اولیاء اللہ سے مدد مانگنے کی تصریح ہے اس لئے فریقین اس کی صحت کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔ ان کے معتمد علیہ شوکانی کا حوالہ گزرا۔

حضرت ملا علی قاری شارح مشکوۃ حصن حصین کی شرح الحرز الثمین میں فرماتے ہیں۔ جنگل میں کسی کا جانور بھاگ جائے تو آواز دے کہ اے اللہ کے بندو اسے روک لو۔

Marfat.com

عباد اللہ کے تحت فرماتے ہیں۔

یعنی بندوں سے یا فرشتے یا مسلمان یا جن یا رجال الغیب ابدال مراد ہیں۔

پھر فرماتے ہیں۔

ھذا حدیث حسانٌ ائحتاج الیہ المسافرون و انہ مجربٌ۔

یہ حدیث حسن ہے مسافروں کو اس حدیث کی سخت ضرورت ہے۔ اور یہ عمل مجرب ہے۔

رشید احمد گنگوہی کا فتوی بندگان خدا سے مدد مانگنے کے جواز میں:

فتاوی رشیدیہ جلد اوّل کتاب البدعات ص ۹۹ پر ہے۔ اور بعض روایات میں جو آتا ہے۔ "**اعینونی یا عباد اللہ**" یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے۔"

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جنگلوں میں کچھ اللہ کے بندے اللہ کی طرف سے اس لئے رہتے ہیں کہ لوگوں کی مدد کریں ان سے مدد مانگنی جائز ہے مدعا ہمارا بھی یہی ہے کہ اللہ کے بندوں سے استمداد ہے۔ اسے شرک کہنا اسلام اور شریعت پر بہتان باندھنا ہے۔

غوث پاک کا صدائے غائبانہ سننا اور مدد کو پہنچنا:

امام ابوالحسن نورالدین علی ابن یوسف نے اپنی کتاب بہجۃ الاسرار میں مندرجہ ذیل سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اخبرنا ابو لعفاف موسی بن عثمان البقاع بالقاهرة ٦٦٢ھ قال اخبرنا والدی بد مشق قال اخبرنا الشیخان ابو عمرو عثمان الصریفنی وابو محمد عبد الحق الحریمی ببغداد سنة ٥٥٩ قال کنابین یدی الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ المدرسة یوم الاحد ثالث صفر ٥٥٥ "ہم ابوالعفاف موسیٰ بن عثمان نے قاہرہ میں ۶۲۲ھ میں بتایا کہ ان کے والد نے دمشق میں یہ خبر دی تھی کہ مجھ سے یہ واقعہ دو بزرگوں ابو عمرو عثمان اور ابو محمد عبدالحق ۵۵۹ھ میں بغداد میں بیان کیا کہ ہم دونوں غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مدرسے میں ۵۵۵ھ میں صفر

Marfat.com

کی تیسری تاریخ اتوار کے دن حاضر تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا۔

واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ عجم کے کسی دور دراز علاقہ میں کسی جنگل کے اندر ایک قافلہ کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا، اس وقت قافلہ والوں نے آپس میں مشورہ کیا۔

قلنا لو تذکرنا الشیخ عبد القادر فی ھذا الوقت و نذرنا لہ شیئا ان سلمنا۔ (بہجۃ الاسرار)

آپ نے اتنی دیر بغداد میں رہ کر ان کی فریاد سن لی اور اپنی کھڑاؤں ان کی سرکوبی کے لئے فضا میں اچھال دی اور ہیبت ناک نعرہ مارا جس کی آواز جنگل میں سنی گئی۔ کھڑاؤں نے وہاں پہنچ کر ڈاکوں کے سردار کو مار ڈالا اور ڈاکوؤں نے ڈر کر لوٹا ہوا مال واپس کر دیا۔

اس تاریخی واقعہ میں دونوں صورتوں میں مثالیں ہیں۔ آپ نے اس مظلوم کی آواز اتنی دور سے سن لی اور اپنی آواز اتنی دور جنگل میں پہنچا دی۔ (قلائد الجواہر ص ۶۸۔۶۹۔ سفینۃ الاولیاء ص ۷۳، تحفہ قادریہ ص ۴۸، ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تاریخی تسلسل ص ۱۰، نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۵۹۔۶۰)

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ:

شیخ عبداللہ الجبائی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہمدان میں طریف نامی شخص سے میری ملاقات ہوئی یہ شخص دمشق کا رہنے والا تھا اس نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ نیشاپور کے راستہ میں بشر المغرضی سے میری ملاقات ہوئی یہ چودہ اونٹوں پر شکر لادے ہوئے جا رہے تھے انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ہمیں راستہ میں ایک بیابان جنگل پر اترنے کا اتفاق ہوا جو بہت ہی خوفناک تھا اور وہاں ٹھہرنا بہت مشکل تھا جب پہلی رات کو اونٹ لادے جا چکے تو ان میں سے میرے چار اونٹ گم ہو گئے میں نے ہر چند ان کو تلاش کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا میں قافلہ سے جدا ہو گیا۔ اور شتربان بھی میرے ساتھ رہ گیا جب صبح ہوئی "ذکرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ وکان قال لی ان وقعت فی شدۃ فنادنی فانھا تکشف عنک فقلت یا شیخ عبد القادر جمالی مرت و نظرت الی مطلع منؤالفجر"

میں نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو پکارا کیونکہ آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جب تمہیں

Marfat.com

کوئی مشکل پیش آئے تو تم مجھ کو پکارنا تمہاری مشکل حل ہو جائے گی پس میں نے عرض کیا یا شیخ عبدالقادر میرے اونٹ نا معلوم کہاں چلے گئے ہیں اور میں ان کو صبح تک تلاش کرتا رہا مگر کہیں نہیں ملے اور میں قافلہ سے بھی بچھڑ گیا ہوں۔

گرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا　　مدد کے لئے آؤ یا غوث اعظم
جو دکھ بھر رہا ہوں جو غم سہ رہا ہوں　　کہوں کس سے تیرے سوا غوث اعظم
کمر بست برخون من نفس قاتل　　اغثنی برائے خدا غوث اعظم

استغاثہ کے فوراً بعد ہی مجھے ایک شخص ٹیلے پر دکھائی دیا جس نے سفید لباس پہنا ہوا تھا اس نے مجھے ہاتھ سے ایک طرف اشارہ کر کے بتلایا پھر جب میں نے اس ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا تو وہ آدمی مجھے نظر نہ آیا اور ٹیلے کے دامن میں مجھے اپنے اونٹ بیٹھے دکھائی دیئے ان کا بوجھ ان پر اسی طرح لدا ہوا تھا ہم نے انہیں پکڑ لیا اور قافلے سے جا ملے۔

(قلائد الجواہر ص ۶۸۔ تفریح الخاطر ص ۳۷، تحفہ قادریہ ص ۴۷)

تیرا نام لے کر جو نعرہ لگایا　　مہم سر ہوئی ایک دم غوث اعظمؓ
مریدوں کو خطرہ نہیں بحر غم سے　　کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوث اعظمؓ

اسی طرح کا ایک واقعہ امام نووی شارح مسلم علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ''حکی لی بعض شیوخنا الکبار فی العلم انه انفلت له دابة اظنها بغلة وکان یعرف هذا الحدیث فقاله فحسبها الله علیهم فی الحال وکنت انا مرة مع جماعة فانفلتت منها بهیمة وعجزوا عنها فقلته فوقفت فی الحال بغیر سلب سوی هذا الکلام''

مجھ سے ایک بہت بڑے بزرگ نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ میری خچر بھاگ گئی اور مجھے یہ حدیث شریف یاد تھی (تم میں سے اگر کسی کا جانور جنگل میں بھاگ جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ یوں پکار کر کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو'' اس حدیث شریف کو وہابیہ کے مشہور مفسر اور محدث مولوی وحید الزمان نے بھی درج کیا ہے۔ ملاحظہ ہو حصن حصین ص ۱۶۳ اور ہدیۃ المہدی جلد نمبر ا ص ۲۳۱) تو میں نے فوراً اعینونی یا عباد اللّٰہ کہہ کر پکارا تو اللہ کریم نے اس خچر کو اسی وقت روک لیا۔

Marfat.com

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بذات خود ایک جماعت کے ساتھ جارہا تھا کہ ہمارا چوپایہ بھاگ گیا ہم سب ان کو پکڑنے سے عاجز آ گئے تو میں نے بھی یہی (اعینونی یا عباد اللہ) کہا تو چوپایہ فی الفور رک گیا اور ہم کو مل گیا اس پکار کے علاوہ کچھ بھی ہم نے نہ کیا تھا۔

(کتاب الاذکار ص ۲۰۱)

نیز مندرجہ بالا حدیث شریف اور واقعہ کو امام الوہابیہ قاضی محمد بن علی شوکانی نے بھی اپنی کتاب تحفہ الذاکرین میں درج کیا ہے۔ (سیرت غوث الثقلین ص ۱۵۵)

یا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ شیئاً للہ کا جواز:

دیوبندی حضرات کے مولوی انور شاہ کشمیری نے بھی اس کا جواز فیض الباری شرح صحیح البخاری میں ان الفاظ میں درج کیا ہے۔

واعلم ان الوظیفة المعهودة یا شیخ سید عبد القادر یا جیلانی شیئا لله ان حملنا ها علی الجواز۔ (فیض الباری جلد نمبر ۲ ص ۲۶۶ مطبوعہ مصر)

مولوی رشید احمد گنگوہی:

جو دیوبندی مسلک کے بہت بڑے عالم ہیں اسی وظیفہ کو پڑھنے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ "جو محض ان کلمات (یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً اللہ) میں اثر جان کر پڑھتا ہے وہ کافر اور مشرک نہ ہوگا اور جو شیخ (عبدالقادر جیلانی) قدس سرہ کو متصرف بالذات اور عالم بذات خود جان کر پڑھے گا وہ مشرک ہے اور اس عقیدے سے پڑھنا کہ شیخ (عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ) کو حق تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہ تعالیٰ شیخ حاجت برآری کر دیتے ہیں یہ بھی مشرک نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۴ مطبوعہ کراچی)

مولوی اشرف علی تھانوی:

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً اللہ پڑھنے کی صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لئے جواز کی گنجائش ہوسکتی ہے۔ (فتاوی اشرفیہ ج ا ص ۶ مطبوعہ کانپور امداد الفتاوٰی جلد نمبر ا، ص ۹۴ مجتبائی)

مولوی اشرف علی تھانوی بلکہ خود اس کے عامل تھے وہ مولوی رشید احمد سے اس طرح استغاثہ کرتے ہیں۔

Marfat.com

یا سیّدی للّٰہ شیئاً انہ　　　انتم لی المجدی وانی جادی

ترجمہ: میرے سردار خدا کے واسطے کچھ تو دیجئے آپ معطی ہیں میرے میں ہوں سوالی۔

(تذکرۃ الرشید ص ۱۱۴-۱۱۵)

مولوی ذوالفقار علی دیوبندی:

مولوی ذوالفقار علی نے اپنے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی شان میں قصیدہ لکھا ہے جس میں وہ حاجی صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔

یَا مُرْشِدِیْ وَیَا مَوْئِلِیْ یَا مَعْذَعِیْ

یَا مَلْجَائِیْ فِیْ مَبْدَئِیْ وَ مَعَادِیْ

اے میرے مرشد اے میری پناہ اے میرے گھبراہٹ کے سہارا اور اے جائے پناہ دنیا وآخرت میں

یَا سَیِّدِیْ لِلّٰہ شَیْئًا اِنَّہٗ

اَنْتُمْ لِیَ الْمُجْدِیْ وَاِنِی جَادِیْ

اے میرے سردار خدا کے واسطے کچھ عطا ہو بے شک آپ میرے لئے جود کرنے والے ہیں اور میں سائل ہوں۔　(کرامات امدادیہ ص ۳ مطبوعہ دیوبند)

مولوی حسین احمد مدنی:

شیخ الاسلام نمبر میں مولوی اسعد میاں نے اپنے بزرگوار کے متعلق سابرمتی جیل کا واقعہ نقل کیا ہے۔ یہ اس زمانے کی بات ہے۔ جب مولوی حسین احمد بھی اسی جیل میں نظر بند تھے انہوں نے لکھا ہے کہ اسی دوران جیل کے ایک قیدی کو پھانسی کی سزا ہوگئی یہ حکم سن کر اس کا خون سوکھ گیا منشی محمد حسین نامی کسی قیدی کے ذریعے اس نے مولوی حسین احمد صاحب سے دعا کی درخواست کرائی کہ پھانسی کی سزا ختم ہو جائے اب آگے کا قصہ واقعہ نگار کی زبانی سنیئے لکھا ہے۔ کہ منشی محمد حسین حضرت علیہ رحمۃ کے بہت سر ہوئے حضرت نے فرمایا اچھا جا کر اس قیدی سے کہہ دو کہ وہ رہا ہو گیا ہے۔ ایک دو روز گزرنے کے بعد اس قیدی نے پھر بے چینی کا اظہار کیا کہ اب تک کوئی حکم نہیں آیا اور میری پھانسی میں چند ہی روز رہ گئے ہیں منشی محمد

Marfat.com

حسین نے پھر آ کر عرض کیا کہ حضور پھانسی میں چند ہی روز رہ گئے ہیں حضرت نے فرمایا کہ میں نے تو کہہ دیا ہے کہ وہ رہا ہو گیا اس کے بعد ایک دو یوم پھانسی کو رہ گئے تھے کہ اس کی رہائی کا حکم آ گیا۔ (شیخ الاسلام نمبر ص ۱۶۲)

اسی مولوی حسین احمد مدنی کا ایک اور واقعہ:

مولوی حسین احمد کے ایک مرید ڈاکٹر حافظ محمد زکریا نے اسی شیخ للاسلام نمبر میں اپنی ایک آپ بیتی نقل کی ہے انہوں نے بتایا ہے کہ ان کے پیر بھائی سخت بیمار ہوئے حالت نہایت سنگین ہو گئی اب اس کے بعد کا واقعہ موصوف ہی کی زبانی سنئے کہتے ہیں کہ

میں بحیثیت معالج بلایا گیا تو دیکھتا ہوں کہ جسم بالکل بے حس و حرکت ہے آنکھیں پتھرا گئی ہیں آثار مرگ بظاہر نمایاں ہیں یہ منظر میں دیکھ کر پریشان اور بے چین ہو گیا کہ ناگہاں مریض رفتہ رفتہ اپنا ہاتھ اٹھا کر کسی کو سلام کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ حضرت یہاں تشریف رکھیے کچھ ہی دیر بعد اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور اپنے والد وغیرہ سے کہتا ہے کہ حضرت کہاں تشریف لے گئے جواب میں لوگ کہتے ہیں کہ حضرت تو یہاں تشریف فرما نہیں تھے وہ حیرت سے کہتا ہے کہ حضرت تو تشریف لائے تھے اور میرے چہرے اور بدن پر ہاتھ پھیر کر فرمایا تھا کہ اچھے ہو جاؤ گے گھبراؤ نہیں ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ ابھی میں بیٹھا ہی تھا کہ دیکھتا ہوں بخار ایک دم غائب ہو گیا اور وہ بالکل درست ہو گیا۔ (شیخ الاسلام نمبر ص ۱۶۳)

پیاسے قافلے کو پانی پلا کر آ گئے:

بغداد شریف سے ایک قافلہ روانہ ہوا کہ ملتان شریف حاضری دیں وہ قافلہ راستہ بھول گیا اور وہ بے آب و گیاہ صحرا میں پھنس گیا حتی کہ پانچ دن تک انہیں پانی نہ ملا اور پیاس کی وجہ سے نڈھال ہو گئے یہاں تک کہ موت کے کنارے پہنچ گئے تو اس قافلہ والوں نے شیخ الاسلام غوث بہاوالحق زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کا نام لے کر پکارا اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک درویش نمودار ہوا اور اس نے سب کو پانی پلایا اور غائب ہو گئے اور اس قافلہ والوں نے اس سے پہلے غوث بہاوالحق رحمتہ اللہ علیہ کو نہ دیکھا تھا چلتے چلتے جب ملتان شریف پہنچے اور زیارت سے مشرف ہوئے تو معلوم ہوا جس درویش نے صحرا میں پانی پلایا تھا وہی شیخ الاسلام

Marfat.com

غوث رحمتہ اللہ علیہ ملتانی ہیں بے اختیار ٹوپیاں اتار کر حضور کے قدموں میں ڈال دیں۔
(تذکرہ خواجہ بہاؤالحق زکریا رحمتہ اللہ علیہ ملتانی ص ۲۵۵)

غوث ملتانی رحمتہ اللہ علیہ نے جہاز کوڈوبنے سے بچالیا:

شیخ الاسلام غوث بہا والحق زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید خواجہ کمال الدین رحمتہ اللہ علیہ جو کہ بہت مالدار تھے اور جواہرات کا کاروبار کرتے تھے ایک مرتبہ اردن سے جہاز پر سوار ہو کر عدن کی طرف روانہ ہوئے۔ سفر کے درمیان سمندر میں طوفان آ گیا جہاز کا ستون ٹوٹ گیا اور پانی کی لہریں اوپر تک آ رہی تھیں قریب تھا کہ جہاز ڈوب جائے (اس زمانہ میں مشینری یعنی انجن والے جہاز نہ تھے)
اس وقت خواجہ کمال الدین رحمتہ اللہ علیہ نے بڑی عاجزی کے ساتھ عرض کیا اے پیر دستگیر المدد المدد تو غوث ملتانی رحمتہ اللہ علیہ جہاز پر اس وقت جلوہ نما ہوئے اور جہاز والوں کو نجات کی خوشخبری سنائی اور غائب ہو گئے پھر اسی وقت طوفان تھم گیا اور جہاز صحیح وسلامت عدن کی طرف روانہ ہو گیا اور بخیریت عدن کی بندرگاہ پر پہنچ گیا۔ (تذکرہ بہاوالحق زکریاؒ ص ۲۰۳)

جب کوئی مصیبت آئے ہمیں یاد رکھنا:

حضرت جاگیر کردی رحمتہ اللہ علیہ سے ایک شخص نے اجازت چاہی کہ میں بحر ہند میں بذریعہ جہاز تجارت کے لئے جانا چاہتا ہوں آپ نے اجازت دی اور ساتھ ہی فرمایا ''اذا وقعت فی شدۃ فناد باسمی'' کہ جب کبھی کوئی پریشانی اور مصیبت آئے ہمیں یاد کرنا وہ شخص روانہ ہو گیا اس کے جانے کے چھ ماہ بعد اچانک حضرت شیخ جاگبر کردی رحمتہ اللہ علیہ اپنی جگہ سے اٹھے اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر پڑھا سُبْحَانَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ۔ پھر دائیں بائیں چند قدم چلے۔ پھر بیٹھ گئے حاضرین نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا فلاں شخص اجازت لے کر بحری راستے تجارت کے لئے گیا تھا وہ غرق ہونے والا تھا مگر اسے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا حاضرین نے وہ تاریخ اور وقت لکھ لیا پھر سات ماہ بعد وہ تاجر حاضر ہوا اور آپ کے قدموں پر گر کر قدم بوس ہوا اور بولا کہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو چکے ہوتے بعد ازاں حاضرین نے اس سے علیحدگی میں پوچھا یہ واقعہ کیا ہے تو اس نے بتایا کہ ہم

Marfat.com

بحری جہاز پر سوار ہو کر چین کو جا رہے تھے کہ ہمارا جہاز طوفان میں پھنس گیا حتی کہ ہمیں ہلاکت کا گمان ہو گیا کیونکہ شمالی ہوا نے شدت اختیار کی اور بڑی بڑی موجیں نمودار ہوئیں تو جب ہمیں ڈوبنے کا گمان ہوا تو مجھے حضرت شیخ جا گیر کردی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ قول مبارک یاد آیا کہ ''جب کوئی مصیبت آئے ہمیں یاد کرنا۔'' تو میں نے عراق کی طرف منہ کر کے ندا دی اے شیخ کردی رحمۃ اللہ علیہ ہمیں بچائیں تو ابھی میں نے اپنا کلام پورا بھی نہ کیا تھا کہ ہم نے شیخ کردی رحمۃ اللہ علیہ کو جہاز کے قریب دیکھا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک شمال کی طرف پھیلایا تو ہوا تھم گئی پھر آپ نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر پڑھا سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ۔اور آپ دائیں بائیں چند قدم چلے تو سمندر کا طلاطم تھم گیا پھر آپ نے جنوب کی طرف ہاتھ مبارک سے اشارہ کیا تو ایک پاکیزہ ہوا چلی جس نے ہمیں سلامتی کی راہ پر لگا دیا اور پھر ہم نے دیکھا کہ حضرت شیخ جا گیر کردی رحمۃ اللہ علیہ پانی پر چلے جا رہے ہیں حتیٰ کہ ہماری نظروں سے غائب ہو گئے اور ہم سلامتی کے ساتھ منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ (جامع کرامات اولیاء جلد نمبر ۲ ص ۴)

جنگل میں راستہ بھول جانا، اور اپنے شیخ سے مدد مانگنا:

حضرت محمد بن علوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خادم لق دق جنگل میں جا پہنچا اور اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو اس نے اپنے شیخ سے مدد مانگی تو معلوم ہوا کہ کوئی کہہ رہا ہے آگے راستہ ہے اس پر چلتا جا میں اس پر چلتا رہا اور صحیح سلامت پہنچ گیا اس واقعہ کو مولوی اشرف تھانوی نے اپنی کتاب جمال الاولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم میں بھی لکھا ہے۔

(جمال الاولیاء ص ۱۳۶، جامع کرامات اولیاء ص ۲۳۸)

ولی اللہ سے مدد مانگی تو ولی اللہ نے پہنچ کر جہاز کو غرق ہونے سے بچا لیا:

خواجہ محمد بن عبداللہ علوی بن استاذ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں میں سے ہے کہ ایک دن دوستوں میں بیٹھے تھے کہ اچانک اٹھ کھڑے ہوئے تھوڑی دیر بعد واپس آئے تو آپ کے کپڑوں میں سے پانی ٹپک رہا تھا احباب نے استفسار کیا کہ حضرت آپ جلدی جلدی اٹھ کر کہاں تشریف لے گئے تھے اور یہ کپڑوں میں پانی کیسا ہے تو فرمایا میرے بعض عقیدت

Marfat.com

مندوں کا جہاز پھٹ گیا تھا اور جب انہوں نے محسوس کیا کہ ہم غرق ہونے والے ہیں تو انہوں نے مجھ سے مدد مانگی تھی تو میں نے وہاں پہنچ کر جہاز کی پھٹن میں کپڑا ٹھونس دیا تو وہ جہاز صحیح سلامت ہوگیا۔ (جمال الاولیاء ص ۱۳۲، جامع کرامات اولیاء ص ۲۳۶)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے جہاز کو غرق ہونے سے بچایا:

مولوی شیخ محمد صاحب نے بیان کیا کہ ہم بحری جہاز پر سوار ہو کر حج کو جا رہے تھے اچانک ہمارا جہاز طوفان کی زد میں آ گیا حتیٰ کہ پانچ دن وہ جہاز گردش طوفان میں گھرا رہا۔ جہاز رانوں نے بہت تدبیریں کیں لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی آخر کار جہاز ڈوبنے لگا ملاحوں نے اعلان کیا کہ لوگو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو یہ دعا کا وقت ہے میں اس وقت مراقب ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا ایک حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ جہاز کے ایک کونے کو حافظ محمد ضامن نے اور دوسرے کونے کو حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے اپنے کندھوں پر رکھا ہوا ہے۔ اور اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اٹھا کر پانی پر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا سارے لوگ خوش ہو گئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا میں نے اسی وقت وہ دن تاریخ مہینہ کتاب پر لکھ لیا پھر جب حج سے واپس آئے تو میں نے تھانہ بھون میں آ کر اس لکھے ہوئے کو دیکھا اور دریافت کیا (کہ اس دن اس تاریخ کو کوئی واقعہ رونما ہوا تھا) تو ایک طالب علم قدرت علی ساکن اینڈری ملک پنجاب جو کہ حضرت حاجی صاحب کا مرید اور خادم تھا اس نے بیان کیا کہ بے شک فلاں وقت میں حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھا حضرت حاجی صاحب حجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی لنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا اس کو کنوئیں کے پانی سے دھو کر صاف کر لو میں نے اس لنگی کو جو سونگھا تو اس سے دریائے شور کی بو اور چکنا پن معلوم ہو رہا تھا اس کے بعد حضرت حافظ صاحب اپنے حجرے سے باہر آئے اور اپنی لنگی دی اس میں بھی اثر سمندر کا معلوم ہوتا تھا۔ (کرامات امدادیہ ص ۷)

حاجی صاحب کا ایک اور واقعہ:

حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا محبوب علی نقاش نے آ کر بیان کیا کہ ہمارا آ بگوٹ (جہاز) تباہی میں تھا میں مراقب ہو کر آپ سے ملتجی (التجاء کی) آپ نے مجھے تسکین (تسلی)

Marfat.com

دی اور آ بگوٹ کو تباہی سے نکال دیا۔ (شمائم امدادیہ ص ۱۷۷)

ان واقعات سے معلوم ہو گیا کہ اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مصیبت و آفت کو دور سے دیکھ لیتے ہیں اور امداد کے لئے دور دراز جگہوں پر پہنچ بھی جاتے ہیں۔ اگر حاجی امداد اللہ صاحب سے دور سے التجاء کرنا جائز ہے۔ تو دیگر ولیوں، قطبوں، غوثوں سب ہی مظہر عون الہٰی جان کر التجاء کرنا جائز ہے اللہ تعالیٰ ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر مان لینے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

''حیات اولیاء کرام''

اولیاء اللہ کی حیات برزخیہ شہیدوں کی حیات برزخیہ سے اعلیٰ و اقویٰ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (سور بقرہ رکوع ۱۹)

ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مُردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔ (کنز الایمان۔ البقرہ آیت ۱۵۴)

(اور ایسے زندہ کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے زندگانی حقیقی ابدی ملی ہے جو ظاہری زندگانی سے لاکھوں درجہ بہتر اور افضل ہے)

شہدائے ظاہر سے شہدائے باطن کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے کہ شہید ظاہر، ظاہر کی تلوار اور زخم سے کافر کا مارا ہوا ہے۔ جہاد اصغر میں اور شہید باطن تیغ عشق محبت اور سیف اللہ سے قتل ہوا ہے جہاد اکبر میں، جب شہدائے ظاہر کی نسبت تقول وحسابان موت کی نہی صریح وارد ہے تو شہدائے باطن اور حقیقی کے حق میں مضمون نہی بدرجہ اولیٰ جاری ثابت ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا۔ کی نہی اف ونہر سے ضرب وشتم کا منہی عنہ ہونا بطریق اولیٰ (سورہ بنی اسرائیل) بدلالت نص ثابت ہے۔'' کما عرف فی الاصول'' پس جب کاملین کے واسطے حیات حقیقی ثابت ہوئی تو جس طرح زندہ اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم سے فیض حاصل ہوتا ہے اسی طرح ان کے انتقال کے بعد بھی فیض حاصل ہوتا ہے پس جب کہ مرشد کامل کے آستانہ پر حاضری اور اس کا حضور موجب حصول سعادت وفیض وانوار و

Marfat.com

برکات ودفع بلیات ومصائب ہے ایسا ہی مزارات مقدسہ کاملین پر حاضری سبب ہے حصول مقاصددارین اورمطالب کا۔

تفسیر روح البیان میں:

تفسیر روح البیان میں علامہ محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ زیر آیت وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ کے تحریر فرماتے ہیں۔

وفی الایة دلالة علی ان الارواح تبقی بعد الموت دراکة و علیه الجمهور والا شارة لا تحسبوا من قتل من اهل الجهاد الاکبر بسیف جلال الله فی سبیل الله بالغناء فی الله امواتا و ان فنیت اوصاف وجودهم فانهم احیاء بشهود هوجدهم و من کان فناؤه فی الله کان بقائه بالله فتارة یفنیهم بسطوات تجلی صفات الجلال و تارة یحییهم بنفحات الطاف الجمال فانهم یسرحون فی ریاض الجمال ولکن لا تشعرون باحوالهم ولا تطلعون علیها۔

یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ مؤمنین کی روحیں موت کے بعد بھی ادراک کرتی ہیں جمہور مفسرین کا یہی مذہب ہے۔اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان لوگوں کو بھی مردہ گمان نہ کرو جو جہاد بالنفس کر کے تجلیات ہی میں فنا ہوکر واصل بحق ہوتے ہیں۔ کیونکہ اوصاف جسمانی اگرچہ ان لوگوں کے بھی فنا ہو جاتے ہیں مگر شہود ذات باری تعالیٰ کے ساتھ ان کے نفوس زندہ ہیں اس لئے کہ جو شخص اللہ کی ذات میں فنا ہوا اس کی بقاء ذات باری تعالیٰ کے ساتھ قائم ہو جاتی ہے اگر ایک وقت تجلیات جلالیہ اس کو فنا کرتی ہے تو دوسرے وقت الطاف جمال کی نسیم ہوائیں اسے زندہ کر دیتی ہیں اور وہ جمال الٰہی کی کیاریوں میں سیر کرنے لگتے ہیں جس کا ہم لوگ ادراک نہیں کر سکتے۔

قال القشیری لئن فنیت فی الله اشبا حهم لقدبقیت بالله ارواحهم وقال الجنید من کانت حیاته بنفسه یکون مماته بذهاب روحه و من کانت بربه فانه ینقتل من حیات الطبع الی حیاة الاصل و

Marfat.com

هو الحياة الحقيقة۔

قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ان لوگوں کے اجسام ذات باری تعالیٰ کی تجلیات میں فنا ہو گئے ہیں تو ان کی ارواح تو ذات الٰہی کے ساتھ باقی اور قائم ہیں اور جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس کی زندگی تجلیات نفسیہ کے ساتھ قائم رہتی ہے روح کے نکل جانے کے بعد اس کی موت واقع ہوتی ہے اور جس کی زندگی تجلیات الٰہی کے ساتھ قائم ہوتی ہے وہ مرنے کے بعد بھی حیات طبعی سے حیات اصلی کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

''عشق سے دل جس کا زندہ ہے کبھی مرتا نہیں۔ اک حیات جاوداں عالم میں حاصل ہے ہمیں۔''

قاشانی نے فرمایا کہ مقتول فی سبیل اللہ دو طرح کے ہیں۔ ایک مقتول جہاد اصغر کے ساتھ کہ اپنی جان رضائے الٰہی کی طلب میں خرچ کر دے جب کہ شہداء کے حق میں یہ امر ظاہر ہے۔ دوسرا مقتول جہاد اکبر کے ساتھ کہ عشق و محبت کی تلوار سے نفس کو مار کر خواہشات نفسانی کا قلع قمع کیا ہو (اسی کا نام جہاد اکبر ہے) جب کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوا ہے کہ آپ نے اپنے بعض غزوات سے واپسی کے موقع پر فرمایا تھا کہ ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹے۔ بہرکیف یہ دونوں قسم کے لوگ اموات میں داخل نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیقی معنی میں زندہ ہیں اور طبائع کی میل کچیل سے صاف ہیں اور بارگاہ عالی میں مقرب ہیں اور معنوی بہشت سے روزی دیئے جاتے ہیں جس سے حقائق و معارف، استغراق نورانیت کی روزی سے کنایہ ہے یا ظاہری روزی سے کنایہ ہے کہ جس طرح دنیا میں روزی دی جاتی ہے اسی طرح ان کو بہشت سے روزی دی جاتی ہے یا دونوں قسم کی روزی مراد ہے کیونکہ آخر بہشت میں ہی مراتب و مناسب علے حسب المراتب فوق الفوق ہیں بقیہ اپنے اپنے اعمال و مکاسب کے پھر بہشت کے مراتب و مناصب ظاہری و باطنی دونوں طرح کے ان کے درجات کا تفاوت معارف و حقائق اور عبادات و مجاہدات کے درجات کے مطابق ہے۔ چنانچہ بہشت معنوی کے معرفت و حقیقت اور درجات شہود ذات و صفات و

Marfat.com

ترقی مقامات ملکوت و جبروت سے وابستہ ہے اور بہشت ظاہری کا تعلق ظاہری اعمال وافعال اور صفات ملکی وملکوتی سے وابستہ ہے جو علے قدر مراتب ہر ایک شخص کو حاصل ہے۔

تذکرۃ الموتی والقبور میں:

تذکرۃ الموتی والقبور میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہیدوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ. مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو قوت جسم عطا فرماتا ہے جس جگہ وہ چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں اور یہ حکم شہیدوں کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام اور صدیق جو شہیدوں سے افضل ہے اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم بھی شہیدوں کے حکم میں ہیں کہ انہوں نے جہاد بالنفس کیا ہے جو جہاد اکبر ہے۔ ''ہم نے رجوع کیا جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف'' اسی سے کنایہ ہے لہذا اولیاء اللہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے روح جسموں کا کام کرتے ہیں اور کبھی جسم ہمارے نہایت لطافت سے برنگ روح نمودار ہوتے ہیں اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا سایہ مبارک نہیں تھا ان کے روح زمین وآسمان اور بہشت جس جگہ چاہتے ہیں جاتے ہیں اور ''دوستوں اور معتقدوں کی دنیا وآخرت میں امداد کرتے ہیں۔'' اور اسی حیات کے سبب سے ان کے جسموں کو قبر میں مٹی نہیں کھاتی ہے۔ بلکہ کفن بھی محفوظ رہتا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے مالک سے روایت کی ہے کہ مومنوں کی روحیں جس جگہ چاہیں سیر کرتی ہیں مومنوں سے مراد کاملین ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے جسموں کو ارواح کی قوت دیتا ہے کہ وہ قبروں میں نماز پڑھتے ہیں اور ذکر کرتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بعض اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم کو جسم مثالی عطا فرمایا ہے اور یہ حکم شہیدوں کے حق میں بھی حدیث شریف سے ثابت ہے۔

(ندائے یارسول اللہ اغثنی حیات انبیاء واولیاء حصہ سوم ص ۳۴)

تفسیر عزیزی میں:

تفسیر عزیزی میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زیر آیت وَلَا تَقُوْلُوْا

Marfat.com

لِمَنْ يَّقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔اس شخص کے بارے میں جوراہ خدا میں جا بحق تسلیم ہوا اُس پر لفظ مردہ کا اطلاق نہ کرو چنانچہ روح جو قوی کی عامل تھی اب بھی ویسی ہی ہے اور ادراک اور سمجھ جو رکھتی تھی اب بھی رکھتی ہے بلکہ زیادہ صاف اور روشن اس لئے کہ بدن کا نظام اور امور سفلی کی طرف رجحان اس کو صفائی ادراک سے رکاوٹ کا باعث تھے۔ جب بدن سے سلسلہ منقطع ہو گیا وہ باعث رکاوٹ بھی معدوم ہوا سوفی الحقیقت ان کی زندگی دنیوی زندگی سے زیادہ کامل ہے (مگر تم اس سے ناآشنا ہو) لیکن تم عقل سے ادراک نہیں کر سکتے کہ وہ اعمال کی ترقی اور لذات نفسانی سے متمتع ہونے میں تمہارے ساتھ شریک ہیں بلکہ تم سے زیادہ طور پر اس سبب سے کہ ان کے اجسام تمہاری نظر سے غائب ہیں اور ایک دوسرے عالم میں سوائے اس تمہارے عالم فانی کے امن کا رزق اور سیر و سیاحت مقرر ہے مثل اس شخص کے کہ ولایت میں میووں سے متلذذ ہوتا ہے اور سیر چمن میں بھی مصروف۔لوگ چونکہ ان کو اپنی نظر سے غائب پاتے ہیں اس لئے لفظ مردہ ان پر چسپاں کرتے ہیں۔

پس جب ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ انتقال کے بعد اس عالم سے حیات حقیقی کے ساتھ زندہ ہیں جو اس حیات دنیوی سے بدرجہا افضل اور ادراک و معرفت ان کا اس عالم کے ادراک و شعور سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اپنے دوستوں اور معتقدوں کی مدد فرماتے ہیں ان کی مرادیں برلاتے ہیں مخلصوں کو نوازتے ہیں ہر طرح کا فیض اُن کے مزار مبارک پر حاضر ہونے والوں کو حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیں بزرگان دین کے روضہ مقدسہ پر طلب حاجات کے لئے ضرور جانا چاہئے۔

ایک اصول:

ایک اصول یاد رکھنا بہت ضروری ہے۔ کہ قرآن پاک میں جب کوئی حکم بیان کیا گیا تو جس چیز کے بارے میں حکم فرمایا گیا اس کے برابر اور اس سے اعلیٰ چیزیں اس حکم میں بغیر ذکر کئے خود بخود داخل ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

Marfat.com

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْ هُمَا۔ تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا۔

(کنز الایمان بنی اسرائیل ۲۳ پ ۱۵)

اس آیت پاک میں ماں باپ کو لفظ ''ہوں'' کہنے کی ممانعت فرمائی گئی جس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے باعث والدین کو تکلیف پہنچے گی یقیناً اس سے معلوم ہو گیا کہ ہر وہ لفظ جو والدین کے لئے باعث تکلیف ہو کہنا ممنوع ہے۔ اور جب ''ہوں'' یا اس کے ہم مثل الفاظ ''تکلیف کا سبب'' بن جانے کی وجہ سے ممنوع ہوئے تو ان سے زیادہ اذیت پہنچانے والا عمل مثلاً مار پیٹنا تو بدرجہ اولیٰ ناجائز وحرام ہوگا۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اصل میں ممانعت کو صرف لفظ ''ہوں'' کے بارے میں نازل فرمائی گئی تھی لیکن تھوڑا سا غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے ہم مثل الفاظ اور کوئی بھی ایسا عمل جو باعث رنج وغم ہو، ناجائز وممنوع ہے۔ نتیجہ وہی نکلا کہ حکم ایک چیز کے بارے میں نازل ہوا لیکن اس کے برابر اور اعلیٰ چیزیں خود بخود تحتِ حکم داخل ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اسی اصول کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے ایجازات (اختصارات) میں سے یہ بھی ہے۔ کہ امر ارشاد فرماتے ہیں اور اس کے امثال (ہم مثل) اور اس سے اشل (یعنی اعلیٰ وافضل) پر دلالت (یعنی رہنمائی) فرما دیتے ہیں جیسے فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْ هُمَا ماں باپ کو ہوں کہنے سے ممانعت فرمائی جو کچھ اس سے زیادہ ہو وہ خود ہی منع ہو گیا۔ (فتاوی رضویہ۔ جلد نمبر ۹ ص ۹)

جب یہ اصول سمجھ میں آ گیا تو ملاحظہ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے شہدائے کرام رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ○ ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں! تمہیں خبر نہیں۔ (کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ شہدائے کرام بعد وفات بھی زندہ ہیں۔ لیکن ہمیں اس کا شعور حاصل نہیں۔ اب اصول کے مطابق جب ''شہداء'' کی حیات قرآن سے ثابت ہوئی تو ان سے اعلیٰ یعنی علماء واولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم وانبیاء علیہم السلام کی بدرجہ اولیٰ ثابت ہو گی۔ علماء کے شہداء سے افضل ہونے پر دلیل یہ حدیث کریمہ ہے۔ کہ بروز قیامت شہداء کا خون

Marfat.com

اور علماء کے قلم کی سیاہی تو لے جائیں گے، علماء کی دوات کی سیاہی، شہداء کے خون پر غالب آئے گی۔ (کنز العمال)

اور اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم کے علماء سے افضل ہونے پر دلیل یہ مسئلہ ہے۔ کہ ولایت بے علم کو نہیں ملتی، خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف فرمادئے ہوں۔ (بہار شریعت حصہ اوّل)

معلوم ہوا کہ ہر عالم ولی نہیں ہوسکتا ہر ولی کے لئے عالم ہونا ضروری ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ایسے عالم سے کہ درجہ ولایت تک نہ پہنچا ہو اللہ تعالیٰ کا ہر ولی افضل و اعلیٰ ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کا افضل ہونا تو بلا دلیل ہی تسلیم شدہ ہے۔ (غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا ہے)

خلاصہ یہ ہوا کہ جب شہداء دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد زندہ ہیں تو ان سے افضل و اعلیٰ یعنی علماء و اولیاء و انبیاء علیہم السلام و رضی اللہ عنہم کی زندگی تسلیم کرنا بھی بالکل جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم بعد وفات زندہ ہیں مگر نہ مثل انبیاء علیہم السلام کے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی حیات "روحانی جسمانی دنیاوی ہے۔ یہ حضرات بالکل اسی طرح زندہ ہوتے ہیں جس طرح دنیا میں تھے اور اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کے حیات ان سے کم اور شہداء سے زائد جن کے بارے میں قرآن عظیم میں دو مرتبہ فرمایا۔ "ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔" (فتاوی رضویہ جلد نمبر ۹)

ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "لا فرق لهم فی الحالین ولذا قیل اولیاء الله لا یموتون ولکن ینقلبون من دار الی دار۔

یعنی اولیا کرام رضی اللہ عنہم کی دونوں حالتوں یعنی حیات و ممات میں اصلا فرق نہیں اسی لئے کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ولی اس دار فانی سے دار بقا کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں

Marfat.com

اور وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے اور خوش وخرم ہیں لیکن لوگوں کو اس کا شعور نہیں ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

اور اسی طرح آپ نے اشعۃ اللمعات شرح باب زیارت القبور میں لکھا ہے۔ ”کہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جس سے زندگی میں مدد مانگی جا سکتی ہے۔ اس سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاوے ایک بزرگ نے فرمایا کہ چار شخصوں کو ہم نے دیکھا کہ وہ قبروں میں بھی وہی عمل درآمد کرتے ہیں جو کہ زندگی میں کرتے تھے۔ ایک جماعت کہتی ہے۔ کہ زندہ کی مدد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ مردہ کی امداد زیادہ قوی ہے۔

(رشعۃ اللمعات شرح باب زیارت القبور)

بعد وفات ان کے فیوض و برکات میں زیادتی کے سلسلے میں بطور دلیل چند امور درج ذیل ہیں:

روح انسانی موت کے بعد بھی باقی رہتی ہے کیونکہ موت بدن پر طاری ہوتی ہے روح پر نہیں۔ اس پر بطور دلیل یہ حدیث پاک یاد رکھنی بہتر ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مومن کی روح ایک پرندے کی طرح ہے۔ جسے جنت کے درختوں میں لٹکایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ اُسے اس کے جسم میں لوٹائے گا۔ (نسائی)

سننا۔ دیکھنا۔ جاننا۔ پہچاننا وغیرہ یہ سب روح کی صفات ہیں بعد موت ان تمام صفات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پہلے روح بدن کی قید میں تھی۔ جب کہ اب وہ آزاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زندہ انسان اوپر نگاہ اٹھائے تو زیادہ سے زیادہ آسمان تک دیکھ سکتا ہے لیکن جب یہی شخص مر کر قبر میں پہنچتا ہے تو صحیح احادیث کے مطابق اس کی نگاہ ساتوں آسمان کے اوپر جنت تک پہنچ جاتی ہے۔ یونہی دنیا میں ایک مخصوص فاصلے تک کی آواز سن سکتا تھا لیکن جب قبر میں پہنچتا ہے تو منوں مٹی کے نیچے سے باہر کی آواز سننے پر قادر ہو جاتا ہے۔ (غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا ہے؟)

جب کہ بخاری و مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ”لوگ جب مردے کو قبر میں رکھ کر واپس چلتے ہیں تو وہ مردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ پھر دو

Marfat.com

فرشتے آ کر اسے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تیرا اس مقدس ہستی کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جو تم ہی لوگوں میں رہتا تھا۔ جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا؟ تو اگر وہ مومن تھا تو کہے گا کہ میں ''گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر اس سے کہا جائے گا کہ توں اپنا جہنم کا ٹھکانہ دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض تجھے بہشت عطا کی ہے۔ تو وہ ان دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے اور اس کی قبر ستر گز وسیع کر دی جاتی ہے۔ اور اس میں سبزہ زار بنا دیا جاتا ہے۔ پھر منافق اور کافر سے بھی یہی سوال ہوتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے تو کوئی علم نہیں جو لوگ کہتے تھے میں تو وہی کیا کرتا تھا یہ سن کر فرشتے اسے جواب دیتے ہیں کہ ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا پھر اسے لوہے کے اوزاروں سے پیٹا جاتا ہے جس کو انسانوں اور جنات کے علاوہ سب سنتے ہیں۔ (بخاری و مسلم شریف)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ جب اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم برزخ کی طرف انتقال کرتے ہیں تو یہ وضعیں، عادتیں اور علم سب ان کے ساتھ ہوتے ہیں ان سے جدا نہیں ہوتے۔

اور مزید فرماتے ہیں:

کہ جب بندہ کامل انتقال فرماتا ہے تو نہ وہ گمتا ہے اور نہ اس کا کمال بلکہ سب بدستور اسی حال پر رہتے ہیں۔

اور مزید فرماتے ہیں۔ جس کامل کا انتقال ہوتا تو عوام خیال کرتے ہیں کہ وہ عالم سے گم گیا حالانکہ خدا کی قسم! وہ عالم سے گم نہیں ہوا بلکہ مزید جوہر دار اور قوی ہو گیا ہے۔

(فیوض الحرمین)

سیّد جمال مکی رضی اللہ عنہ:

سیّد جمال مکی کے فتاوی میں ہے۔ کہ مجھ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جو سختیوں کے وقت مثلاً یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یا علی رضی اللہ عنہ! یا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ! کہتا ہے کہ آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا کہ ''ہاں اولیاء عظام رحمتہ

Marfat.com

اللہ علیہم سے مدد مانگنی جائز کام اور مرغوب شے ہے جس کا انکار وہی کرے گا۔ جو ہٹ دھرم یا دشمن انصاف ہوگا اور بے شک وہ برکت اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم سے محروم رہے گا۔

امام ممدوح نے فتوی دیا کہ "انبیاء ومرسلین واولیاء وعلمائے صالحین علیہم السلام ورضی اللہ عنہم سے ان کی وصال کے بعد بھی استعانت (یعنی مدد طلب کرنا) جائز ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد چہارم ص ۳۰۰)

مذکورہ دلائل سے معلوم ہوگیا کہ اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہ سے بعد وصال مدد مانگنا جائز ہے۔ اس ضمن میں چند واقعات بھی درج کر دیئے جاتے ہیں۔

اشرف علی تھانوی:

امداد الفتاوٰی مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی جلد نمبر ۴ کتاب العقائد والکلام ص ۹۹ میں جو استعانت واستمداد باعتقاد علم وقدرت مستقل ہو وہ شرک ہے اور جو باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو جائز ہے۔ خواہ مستمد منہ حیی ہو یا میت ہو مخلوق کو غیر مستقل قدرت مان کر ان سے استمداد جائز ہے اگرچہ میت ہی سے مانگی جائے یہی ہم کہتے ہیں۔

(i) وفات کے بعد دیوبندی مولویوں کا لحد سے نکل کر دوست کے گھر آنا:

دار العلوم دیوبند کے ترجمان ماہنامہ دار العلوم میں مولوی ابراہیم بلیاوی کی موت پر ایک نہایت سنسنی خیز خبر شائع ہوئی تھی مرض الموت کا عینی شاہد کہتا ہے کہ "جب مولوی ابراہیم کی موت کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے فرمایا حضرت والا کھڑے ہیں تو ادب نہیں کرتا حضرت حسین احمد مدنی کھڑے ہنس رہے تھے اور بلا رہے ہیں اور شاہ وصی اللہ صاحب آئے ہیں مجھ کو اٹھاؤ۔" (دار العلوم بابت مارچ ۱۹۳۷ء ص ۳۷)

سوال یہ ہے کہ مولوی حسین احمد مدنی دیوبند کے گورستان سے اور وصی شاہ (بحری جہاز پر تھا جہاز کے غرق ہونے سے خود بھی غرق ہوگیا) سمندر کی تہوں سے کس طرح؟ اور کس لئے؟ مولوی ابراہیم کی موت کے وقت تشریف لائے؟؟؟

Marfat.com

(ii) مولانا گنگوہی اور نانوتوی کا لحد سے نکل آنا اور بچے کی ولادت پر مبارکباد دی:

مفتی عتیق الرحمٰن صاحب دہلوی جو دیوبندی جماعت کے مذہبی پیشوا اور اہم رکن ہیں انہوں نے ماہنامہ ''برہان'' دہلی کے مدیر مولوی احمد سعید اکبر آبادی فاضل دیوبند کے والد کی وفات پر جریدہ برہان میں ایک تعزیتی شندرہ لکھا ہے جو متوفی کی زندگی کے حالات پر مشتمل ہے واقعات کے راوی خود مولوی احمد سعید ہیں قلم مفتی عتیق الرحمٰن کا ہے اپنی پیدائش سے متعلق مولوی احمد سعید کا یہ پہلا ''میلادنامہ'' ہے خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہے۔

موصوف بیان کرتے ہیں مجھ سے پہلے ابا جی کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے تھے جن کا نوعمری میں انتقال ہو گیا تھا اس کے بعد مسلسل سترہ سال تک ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی یہاں تک کہ انہوں نے ترک ملازمت اور ہجرت کا قصد کر لیا اس وقت وہ آگرہ لوہامنڈی کے سرکاری شفاخانے میں ملازم تھے مگر جب قاضی عبدالغنی مرحوم والد کے پیرومرشد کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے منع لکھ بھیجا اور ساتھ ہی خوشخبری دی کہ ان کے ہاں لڑکا ہوگا چنانچہ اس بشارت کے چند سال بعد رمضان المبارک کی ۷ تاریخ کو صبح صادق کے وقت میں پیدا ہوا تو ولادت سے دو گھنٹے قبل ابا جان نے حضرت مولانا گنگوہی اور مولانا نانوتوی کو خواب میں دیکھا کہ لوہامنڈی کے شفاخانے میں تشریف لائے اور ابا جان کو مبارکباد دی اور کہا کہ اس کا نام سعید رکھنا چنانچہ ابا جان نے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے میرا نام سعید رکھا اور اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ اس کو عالم بناؤں گا۔ (ماہنامہ برہان دہلی)

قارئین کرام خود فیصلہ کیجئے کہ موصوف کے والد کو ان کے پیر قاضی عبدالغنی مرحوم نے بشارت دی کہ اولاد پیدا ہوگی اور پیدا بھی لڑکا ہوگا .... تو پیر صاحب کو کس طرح غیب کی خبر معلوم ہو گئی تھی؟؟؟

دوسری بات یہ ہے کہ ولادت سے دو گھنٹے قبل مولانا گنگوہی اور نانوتوی نے آ کر مبارکباد دی ان حضرات کو کس طرح قبر میں معلوم ہو گیا کہ بیٹا پیدا ہونے والا ہے؟ اور پھر یہ حضرات قبروں سے کس طرح نکل کر آئے ....؟

Marfat.com

شیخ عبدالحق محدث دہلوی:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن علی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ بقابن بطوطہ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی قبر مبارک کی زیارت کی۔ پھر میں نے اپنی آنکھوں سے خود دیکھا کہ امام صاحب نے اپنی قبر سے نکل کر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے سینے سے لگایا اور ان کو خلعت پہنا کر فرمایا کہ اے شیخ عبدالقادر میں علم شریعت علم حال اور فعل حال میں تمہارا محتاج ہوں۔ (زبدۃ الاسرار)

مظہر اوصاف حق ہیں اولیاء　　　ان کی ہے مدد امداد خدا

حضرت نظام الدین اولیاء دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہیں کہ جب ان کا وصال ہوا تو ان کے ایک راسخ الاعتقاد مرید نے جنازے کے ہمراہ نہایت الحاح وزاری سے یہ رباعی پڑھنی شروع کی:

سر و سیمینا بصحرا مے روی　　　سخت بے مہری کہ بے مامیروی
اے تماشہ گاہ عالم روئے تو　　　تو کجا بہر تماشا مے روی

کہتے ہیں کہ جونہی یہ اشعار پڑھے گئے اسی وقت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کفن میں سے ہاتھ بلند کیا یہ دیکھ کر تمام حاضرین پر رقت طاری ہوگئی ایک اور اہل دل یہ ماجرا دیکھ کر اس شخص سے کہا تم یہ اشعار پڑھنا بند کر دو کیونکہ اس سے خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو خواہ مخواہ تکلیف ہوتی ہے پس اسی وقت اس شخص نے اس بزرگ کے فرمان کو تسلیم کیا اور اپنی محبت کی آگ اور بحر عشق کی لہر کو ضبط کیا اور اپنے منہ پر مہر سکوت لگا دی خدا کی قدرت جونہی یہ اشعار پڑھنے بند کیے خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ہاتھ اسی وقت نیچے ہو کر اپنی اصلی حالت پر آ گیا آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر بہت سے منکرین تائب ہو کر راہ راست پر آ گئے۔

(ندائے یا رسول اللہ یعنی حیات انبیاء و اولیاء ص ۱۳۶ ابوالبشیر محمد صالح صاحب)

واقعی اولیاء اللہ کے وصال کے بعد ان کی حالت میں کسی طرح کا تغیر نہیں ہوتا گویا ان کے تصرف علم اور قدرت میں کچھ فرق نہیں آتا بلکہ ان کی تمام طاقتیں بدستور قائم رہتی ہیں جن

Marfat.com

سے وہ حاجت مندوں اور پکارنے والوں کی مرادوں کو دنیوی زندگی کی طرح برلاتے ہیں۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

پاؤں سے کانٹا نکال دیا:

بنوابی انخل کے ایک فقیہ کے لڑکے کے پاؤں میں کانٹا دھنس گیا کوشش کے باوجود نہ نکل سکا لڑکا شدت درد سے بہت پریشان تھا اور چلنے سے عاری اس کا والد اسے حضرت ابو عبداللہ محمد بن یعقوب رضی اللہ عنہ کی قبر پر لے آیا کیونکہ آپ کی زندگی میں بھی اپنی مشکلات کے حل کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا قبر پر آکر کہنے لگا حضرت! میں نے یہ لڑکا آپ کی قبر پر ڈال دیا ہے۔ اس کے درد کا مرہم اب آپ ہی کی ذات ہے۔ لڑکے کو چھوڑ کر وہ قریب ہی ایک مسجد میں چلا گیا تاکہ دیکھے اب کیا ہوتا ہے۔ کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ لڑکا بالکل ٹھیک ٹھاک چلتا ہوا آ رہا ہے۔ گویا پہلے اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی اور کانٹا ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہے لڑکے سے پوچھا یہ کیسے ہوا؟ وہ بولا مجھے تو محسوس تک نہیں ہوا بغیر کسی سبب کے کانٹا میرے پاؤں سے نکل گیا۔ (غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا ہے؟) (جامع کرامات اولیاء)

پھانسی گھر سے اپنے گھر:

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ایک مرید امجد علی خان قادری رضوی شکار کرنے کے لئے گئے انہوں نے جب شکار پر گولی چلائی تو نشانہ خطاء ہوگیا اور گولی کسی راہ گیر کو لگی جس سے وہ ہلاک ہوگیا پولیس نے گرفتار کرلیا۔ کورٹ میں قتل ثابت ہوگیا اور پھانسی کی سزا سنادی گئی۔

عزیز واقارب تاریخ سے پہلے روتے ہوئے ملاقات کے لئے پہنچے تو امجد علی کہنے لگے کہ آپ سب مطمئن رہیں مجھے پھانسی نہیں ہوسکتی کیونکہ میرے پیرومرشد سیّدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے خواب میں آکر مجھے یہ بشارت دی ہے کہ ہم نے آپ کو چھوڑ دیا۔" رو دھو کر لوگ چلے گئے۔

پھانسی کی تاریخ والے روز ماں مامتا کی ماری ماں اپنے لال کا آخری دیدار کرنے پہنچی سبحان اللہ! اپنے مرشد پر یقین ہو تو ایسا ماں کو بھی بڑے اعتماد سے عرض کردیا۔ ماں آپ رنجیدہ نہ

Marfat.com

ہوں گھر جائیں انشاءاللہ آج کا ناشتہ میں گھر آ کر ہی کروں گا۔'' والدہ کے جانے کے بعد امجد علی کو پھانسی کے تختے پر لایا گیا۔ گلے میں پھندہ ڈالنے سے پہلے حسب دستور جب آخری آرزو پوچھی گئی تو کہنے لگے کیا کروگے پوچھ کر؟ ابھی میرا وقت نہیں آیا۔'' وہ لوگ سمجھے کہ موت کی دہشت سے دماغ فیل ہو گیا ہے۔ چنانچہ پھانسی گر نے پھندا گلے میں پہنا دیا کہ تار آ گیا۔ ''ملکہ وکٹوریہ کی تاجپوشی کی خوشی میں اتنے قاتل اور اتنے قیدی چھوڑ دیئے جائیں۔ فوراً پھانسی کا پھندہ نکال کر ان کو تختے سے اتار کر رہا کر دیا۔

ادھر گھر پر کہرام مچا ہوا تھا اور لاش لانے کا انتظام ہو رہا تھا کہ امجد علی قادری رضوی پھانسی گھر سے سیدھے اپنے گھر پہنچے اور کہنے لگے کہ ناشتہ لائیے میں نے کہہ جو دیا تھا کہ ان شاء اللہ ناشتہ گھر آ کر کروں گا۔ (غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا ہے؟) (بریلی سے مدینہ)

قبر سے نکل کر بیعت فرمانا:

ایک شہر میں سیدنا محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا معتقد رہتا تھا اس نے سلسلہ قادریہ میں داخل ہونے کا ارادہ بھی کر رکھا تھا ایک روز وہ دور دراز کا سفر طے کر کے بغداد شریف پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو چکا ہے۔

آخر اس نے آپ کو قبر مبارک کی زیارت کرنے کا ارادہ کیا قبر مبارک پر حاضر ہو کر آداب زیارت بجا لایا۔ ''**فظهر الغوث الاعظم من مرقده واخذ بيده واعطاه الانابة وانتسب بسلسلته**'' تو غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنی قبر شریف سے نکلے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے توجہ دی اور اپنے سلسلہ عالیہ قادریہ میں داخل فرمایا۔

(تفریح الخاطر ص ۲۴ مطبوعہ مصر)

مندرجہ ذیل واقعہ کی مانند ایک واقعہ دیوبندی حضرات کے مقتدر اور مستند مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی درج کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

محمد بن ابی بکر الحکمی کی کرامتوں میں یہ بھی ہے جو امام یافعی (علیہ الرحمۃ) کی روایت ہے کہ ایک شخص ان کی خدمت میں رہنے کے واسطے آیا تھا مگر ان کی وفات ہو چکی تھی آپ قبر سے نکلے اور اسے بیعت کر لیا۔ (جمال الاولیاء ص ۱۰۴)

Marfat.com

خدا کا شکر ہے کہ یہ کتاب آٹھ جولائی ۲۰۰۳ء بروز منگل کو شروع ہو کر تین اگست بروز اتوار کو اختتام کو پہنچی اللہ رب العزت اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے اسے قبول فرمائے میرے لئے کفارہ سیات اور صدقہ جاریہ بنائے۔عوام اہلسنت کے عقائد کی پختگی کے لئے وسیلہ بنائے۔آمین۔

وما توفیقی الا باللّٰہ، و اخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

محمد ساجد احمد سعیدی

جامعہ سعیدیہ فیض القرآن پیر جہانیاں مظفر گڑھ

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ماخذ و مراجع

۱ القرآن الکریم
۲ کنز الایمان مع نور العرفان
۳ ضیاء القرآن
۴ تبیان القرآن
۵ جلالین
۶ جامع البیان
۷ تفسیر کبیر
۸ روح المعانی
۹ روح البیان
۱۰ حاشیۃ القرآن الکریم
۱۱ اعراب القرآن الکریم وبیانہ
۱۲ تفسیر قرطبی
۱۳ تفسیر عزیزی
۱۴ تفسیر الحسنات
۱۵ خزائن العرفان
۱۶ تفسیر اویسی حصہ اوّل
۱۷ معارف القرآن
۱۸ بخاری شریف
۱۹ مسلم شریف
۲۰ ترمذی شریف
۲۱ ابوداؤد شریف
۲۲ ابن ماجہ شریف
۲۳ سنن نسائی شریف
۲۴ مشکوٰۃ شریف
۲۵ بیہقی شریف
۲۶ مستدرک
۲۷ خصائص الکبریٰ
۲۸ شفاء السقام
۲۹ فتاویٰ رضویہ
۳۰ فتاویٰ رشیدیہ
۳۱ فتاویٰ اشرفیہ
۳۲ امداد الفتاویٰ
۳۳ شرح عقائد نسفی
۳۴ اصول الشاشی
۳۵ قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار
۳۶ مدارج النبوۃ
۳۷ دلائل النبوۃ
۳۸ وفاء الوفا
۳۹ جاء الحق
۴۰ مجمع الزوائد
۴۱ الاصابۃ
۴۲ مجالس الابرار
۴۳ ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۴۴ اتقان
۴۵ تاج العروس شرح القاموس
۴۶ ندائے یارسول اللہ اعنی حیات انبیاء و اولیاء
۴۷ رسالہ ختم
۴۸ تذکرۃ الاولیاء
۴۹ فتوح الغیب

Marfat.com

۵۰ جامع کرامات اولیاء
۵۱ فیض الباری
۵۲ بریلی سے مدینہ
۵۳ اسلام میں وسیلے کا تصور
۵۴ طبرانی
۵۵ تاریخ طبری
۵۶ استیعاب علی اصابہ
۵۷ شواہد الحق
۵۸ تذکرہ حضرت فرید الدینؒ
۵۹ البدایہ والنہایہ
۱۰ شفاء شریف
۶۱ معجم صغیر
۶۲ فتوح الشام
۶۳ فیوض الحرمین
۶۴ حجۃ اللہ علی العالمین
۶۵ نشر الطیب
۶۶ قصائد قاسمی
۶۷ شرح الطیب النغم
۶۸ نزہتہ الخاطر الفاترؒ
۶۹ بوادر النوادر
۷۰ تذکرۃ الرشید
۷۱ سوانح قاسمی
۷۲ زبدۃ الاسرار
۷۳ احیاء العلوم
۷۴ رسالہ قشیریہ
۷۵ مجدد اعظم
۷۶ تحفۃ الذاکرین
۷۷ کتاب الاذکار
۷۸ حصن حصین
۷۹ بہجۃ الاسرار
۸۰ ندائے یارسول اللہ کا تاریخی تسلسل
۸۱ شیخ الاسلام نمبر
۸۲ تذکرہ خواجہ بہاؤالحق زکریا ملتانیؒ
۸۳ جمال الاولیاء
۸۴ کرامات امدادیہ
۸۵ شمائم امدادیہ
۸۶ تذکرۃ الموتی والقبور
۸۷ غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا ہے؟
۸۸ ماہنامہ برہان دہلی
۸۹ فتح الباری
۹۰ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ
۹۱ اشعۃ اللمعات
۹۲ قلائد الجواہر
۹۳ تفریح الخاطر
۹۴ تحفہ قادریہ
۹۵ تحفظ عقائد اہل سنت
۹۶ اخبار الاخیار (فارسی)
۹۷ سیرت غوث الثقلین
۹۸ ہدیۃ المہدی
۹۹ سفینۃ الاولیاء
۱۰۰ اشرف السوانح
۱۰۱ افاضات الیومیہ
۱۰۲ حیات اشرف

Marfat.com

Marfat.com

ہماری خوبصورت اور مستند کتب

کشف المحجوب (اردو)
حضرت سید علی بن عثمان جلابی
حضور داتا گنج بخش علی ہجویری

حاضر و ناظر رسول ﷺ
مصنف
تحقیق و ترتیب: ڈاکٹر محمود احمد ساقی

جرنیل صحابہ
مصنف
نواز رومانی

درود و سلام کی سوغاتیں

صحیفہ غوثیہ
شرح منظوم فارسی اردو
قصیدہ غوثیہ
مولینا الحاج ابوالفیض قلندر علی سہروردی

جب ابر کرم برسا

چالیس اختلافی مسائل اور اہل سنت کا موقف

قہر خداوندی
دھماکہ دیوبندی

ازواج رسول ﷺ امہات المومنین
نواز رومانی

فہم القرآن
مولف عقیل احمد

قلندر مستم

شادی کا انسائیکلوپیڈیا

مناقب علی
مولف عقیل احمد

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

Marfat.com